CHECKED-75

ذلک فضل من اللہ

عالیجناب نواب عابد علیخان ... جنگ ...

مذاق عابد

معروف بہ ...

نغمہ طراز ...

١٨٥

١٨٥٥

Checked
1987

CHECKED 1995

۱۳۴۳۱
۲۵۱ج
۲۱۱۵۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیوں نہو نادر اپنا منھہ چھپاتا ہی جب دیکھکے نیر

[illegible] ہو شاعر اپنا ہی سخن اسلیے بول بالا

مطلع

CHECKED 1969

ن حاصل ہو ہمیں فیض بت دین و دنیا
جب نگار ہو ہر وقت ہمیں ناطہ اپنا

سینہ بے کینہ بفیضِ نبی ہوی ہے پیدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم
بخدا ایک ہی ہے ظاہر و باطن اپنا

قلم جاری ہے وصفِ احمدی کا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم
ہے عرصہ تنگ لوحِ ایزدی کا

کرے کیا مبتدی نعتِ پیمبر
نہیں ہے حوصلہ یہ منتہی کا

گیا عرشِ بریں پر پہنے نعلین
کہوں کیا رتبہ شاہِ ہاشمی کا

رہا سدرہ پہ جبرئیلِ امین نے
نہ پایا جبکہ یارا ہمرہی کا

عرب بے عین ہے وہ در حقیقت
یہ ہے سرِ خفی ذاتِ نبی کا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

حبیبِ خاص ہو تم کبریا کے
کہ تم پر خاتمہ ہے ہاشمی کا

۱

Checked 1987

اللھم صلی علی محمد ن الامّی بعدد کل معلوم لک

پیمبر سب ہین مانند مریدان
محمد کو ہی رتبہ مرشدی کا
طفیلی جسکی ہی خلقت خدا کی
ہو دعوی کسکو اوسکی ہمسری کا
نماز عاشقی ہی شیوۂ خاص
اماموںکو ہی رتبہ مقتدی کا
تصدق سے تمہارے حشر تک ہو
چراغ خاص روشن آصفی کا

یہی ہی التجا محشر مین میری
خطاب عبد اللہ کو ہو یا امتی کا

ن تجھ بندہ ہون تیرا اور تو صاحب میرا
حق عطا کر دی مجھے جو کہ ہی واجب میرا
نہین مین بن تیری کسیکے طالب
تو جو مطلوب ہوا حق ہوا طالب میرا
ہر باطن مین کوئی تیرے سوا
دھیان ہی [illegible] میرا

۱

مین نقد دل و جان لیے اے ثانیِ یوسف
مانند زلیخا کے خریدار ہون تیرا

رحمان تو مین امتی شافعِ محشر
بیخوف ہون ہرچند گنہگار ہون تیرا

دامن سے لگا رہتا ہون کر دو نہ ہرگز
اے نو گلِ خندان چمن خار ہون تیرا

محبوب الٰہی سے ہے معروضۂ غالب
آزاد ہون پر بندۂ سرکار ہون تیرا

یک پل نہ دیدہ بند ہوا انتظار کا
تارونکو علم ہے میری شبہاے تار کا

یارب ہو جلد وصل مجھے اپنے یار کا
کیا اعتبار زندگیِ مستعار کا

خود سوختہ ہون آتشِ رخسار یار کا
واعظ مجھے دکھاتا ہے کیا خوف نار کا

مین دیکھتا جدھر ہون نظر آوے ہے وہی
جب سے سمایا آنکھون مین ہے حسن یار کا

1996

بندہ خدا کا اُمتی خیر الوریٰ کا ہون
فدوی بصدقِ دل ہون سب آل چاریار کا

شاہِ دکن کی عمر الٰہی دراز ہو
حاصل ہو مقصد اوس شہِ دولتمدار کا

عاصی ہون تجھسے ملتجی اے ناصرِ کریم
بالخیر خاتمہ ہو یہ مشتِ غبار کا

جب تک کہ اوسکو شغلِ شراب و کباب تھا
انکھوں میں شرم تھی نہ نظر

ہر صبح و شام کو دیکھا سدا بے نقاب تھا
انکھوں میں شرم تھی نہ نظر میں حجاب تھا

ہم نشۂ بادۂ وحدت جو پی گئے
گم ہو گئی دوئی نہ سوال و جواب تھا

ہیں فضلِ رب سے جیتے ہون ساکنِ بہشت
ورنہ گنہ سے اپنے سزائے عذاب تھا

خنجر کہ کھائی دوری بتِ مہوش کی تیغ
جل بھن کے یہ میرا جگر و دل کباب تھا

مانگا تھا ہمنے بوسہ جو سرکار حسن سے
دیدیتے گر سلیس تو کار ثواب تھا

اشکونکی لگ گئی تھی جھڑی ہجر یار مین
اور اپنا دود آہ بشکل حباب تھا

ہوجاتی دور میری غشی گر چھڑکتے وہ
اوس گلعذار کا تو پسینہ گلاب تھا

محفلمین اوسکی راہ بھی پائی تو وا نصیب
غیرونپہ التفات تھا مجھپر عتاب تھا

تھی خوئے بد بھری ہوئی اونکی سرشت مین
اور شکوہ دوسرونسے بحال خراب تھا

احوال کیا کہون شب ہجر انکا اپنے مین
مانند برق دلکو بس اضطراب تھا

مینوش دیکھا شیخ نے اوس شوخ کو تو پھر
شیشہ بغلمین ہات مین جام شراب تھا

افسوس ہمنے ایک نہ پائی شب وصال
جبتک کہ اوسکا جوش پہ فصل شباب تھا

عابد مین وصف عارض دلدار کیا کرون

شرمندہ جسکے رُخسے سدا آفتاب تھا

دلکر جو موجِ زلفِ صنم پر نگہ گیا مثلِ حبابِ عشق کے دریا مین بہ گیا
اُستاد ہی وہی جو محبت کی رہ دکھائے ہی مرد وُہ جو عشق کے صدمونکو سہ گیا
بلبل ترانہ ریز تھی اور گل تھے خندہ زن سیرِ چمن کو صُبح جو وہ کجکلہ گیا
ہی واسطے اوسکے شفاعت بروزِ حشر جو اُمتی رسول صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کا کر کے گنہ گیا
یہ آستانِ فیض ہی اُمیدگاہِ خلق آیا تھا جو فقیر یہان ہو کے شہ گیا
محشر مین کیا وہ دولتِ دیدار پائیگا دنیا مین جو وصال سے محروم رہ گیا
صاحب کی ہو نگاہِ کرم اوسکے حال پر جسنے کہ بندگی تری کی اور مرید ہو گیا

علیا نگر تو فکرِ گنہ کیا سُنا نہین

Acc (۱۳۴۴۳)

Checked
1987

لاتقنطوا خدا ہی جو قرآن مین کہہ گیا

تو یار ہی اغیار کا مین یار ہون تیرا
قربان دل و جان مین ہر بار ہون تیرا

چشم بت سفاک سے کہتا ہی دل زار
ای نرگس بیمار مین بیمار ہون تیرا

بس ہی تیرا جام مئ الطاف و توجہ
اس بادۂ پرکیف سے سرشار ہون تیرا

دام دل عالم ہی تیری گیسوئے پیچ
مین ایک ای شوخ گرفتار ہون تیرا

غالب کا مقولہ یہ سوئے بام ہی تجھ سے
رخ اپنا دکھا طالب دیدار ہون تیرا

یاد ہی مجھسے لپٹ ہر گھڑی جانا تیرا
گدگدی کرکے ہر یکبار ہنسانا تیرا

کسطرح آوے خوش ایلی رستانا تیرا
مجھکو ہنس ہنس کے ہر یکبار رُولانا تیرا

حالِ دل اپنا سناؤ تو وہ یون کہتا ہی بس کر اب ام کہانی ہی فسانہ تیرا
وہ کمان ابرو ہی یون تیرِ مژہ سے کہتا جگر و سینۂ عاشق ہی نشانہ تیرا
فوجِ طفلان کی ہی گود مین پہرتی ہی قیس کیطرح اگر نکلے دیوانہ تیرا
شرم سے ابرِ گہر بار ہی پانی پانی دیکھا ہی ابرِ مژہ اشک بہانا تیرا
آتشِ ہجر ہی بس شعلہ زبان سینہ مین کام ہی رہکے جدا دلکا جلانا تیرا
مثلِ عنقا مجھے معدوم نظر آتا ہی ہی کہان ای گمر یار ٹہکانا تیرا
دلمین ہی جو تو موجزن ای قلزمِ عشق ہی عجب ایک ہی قطرہ مین سمانا تیرا
داغ دلکا میرے خورشیدِ قیامت ہوگا فتنۂ حشر ہی چہلکر یہان آنا تیرا
اپنے ہر طالبِ دیدار کا ای زہرہ جبین دل دکہانا ہی نہین منہ کو دکہانا تیرا

ین

مین نہ آؤن تو ہی محفلمین ہے ہر بات نئی
مین نیا تو نہین شیدا ہون پرانا تیرا

یاد آتی ہے شب وصل کی حالت ہمدم
منتین کرنا میرا منہ کو چھپانا تیرا

زاہدون پاس ہوا بیٹھہ کے عالم مشہور
عاشق ایسا کوئی مینوش دکھانا تیرا

از نگاہ قہر او فریاد چون آریم ما
راہ عشقش را خداوند طلبگاریم ما

حاجیِ بطحا و در یثرب چہ زوّاریم ما
برہمن آسا بہ بتخانہ پرستاریم ما

حق شناسئ دل ما نیست از منصور کم
حاکم شرعی کجا گو قابل داریم ما

ہر دو مذہب را یکے بہتر نمیداند ما
تار و پود سبحہ و زنّار میداریم ما

گرم کی گردد سر ما از شراب ہر دو کون
تا ز شرب ساغر دیدار سرشاریم ما

تابِ فرقت دل ندارم جز به اظهارِ سخن　　آهِ سرد و رنگِ زرد و روز و شب زاریم ما
کارِ ما عصیان مُدامی کارِ او الا بخشش است　　مغزِ ناحق ناصحان خوردند بیزاریم ما
مقصدِ ما جز تو دیگر نیست هر جا ای صنم　　مثلِ شیخ و برہمن کاری نمیداریم ما
سایهٔ بالِ ہُما را دل نمیخواہد مدام　　تا بکوی یار زیرِ ظلِّ دیواریم ما
هست در بحرِ فنا عکسِ جهان معدوم آن　　بر زمین پہلو چو نقشِ بوریا داریم ما

آن غزالی چشم تا در چشمِ ما کرده وطن
عنایدا چون نرگسِ بیمار بیماریم ما

مُخمّس بر غزلِ حضرتِ صادق علیشاه صاحب رحمة الله علیه

رمزِ حسن کی کشتی سے با قلزم ہو جو پار ہوا　　کا نام تاریخی آن لذت القلوب ۱۲۹۹　　فیضِ بناصر نصرت بخشا غفلت سے ہشیار ہوا

عبد بنے عابد بنکر خود معبود شہ اسرار ہوا   یار کو خلوت خانہ میں جب جلوہ یک درکار ہوا

جامہ پہنا امکان کا اور آپی خود اظہار ہوا

پانچ عناصر پہلے خلا اور اوس سے نمایاں باد بہم   آتش و آب و خاک میں ہستی ہو گئیں سب باہم ظاہر
ان پانچوں سے نکلیں ہیں مخلوقیں ہزاروں پا ہر دم   آپی عقل کل عرش اور آپی کرسی لوح قلم

آپ فلک اور آپ ملک خود ثابت اور سیّار ہوا

جسدم سب مخلوق بنایا آپ وہیں خلاق ہوا   رزق لگا پہنچانے اونکو اونکا خود رزاق ہوا
شوخ ہوا طنّاز ہوا اور ناز و ادا میں طاق ہوا   عاشق اپنا آپ ہوا اپنے حسن پہ خود مشتاق ہوا

آرسی و عکس آپ ہوا خود دید ہوا دیدار ہوا

ہر خلقت میں بعد گرسی کے دکھایا اپنی کو   آپ سماعت آپ صدا پھر ہوکر سنایا اپنی کو

آپ ہی عاشق اپنا ہوا معشوق بھی پایا اپنے کو — آپ شمع اور پروانہ ہو آپ جلایا اپنے کو
آپ ہی شوق اور آپ ہی شایق نور ہوا خود نار ہوا

آپ ہی ساقی آپ مغان اور آپ ہی خم اور خمخانہ — آپ ہی مے اور آپ ہی شیشہ آپ ہی جام و پیمانہ
آپ ہی نشہ آپ خماری آپ ہی مست و مستانہ — آپ بنایا دو منزل یک کعبہ دیگر بتخانہ
کفر کہوں اسلام کہوں خود سبحہ اور زنار ہوا

اپنا سخن اب ہی عالی قال مرشد سے کچھ دور نہیں — غور سے گر فرماؤ نظر تو قال سے ہیگا حال قرین
بندہ معین الدین یحیی ہوں اور صابر یہ گھر اپنا یقین — نور محمد فخر مجھی ہیں ہوں صادق خیر الدین
لیکے بغلمیں شیشہ باہم ساقی کہ میخوار ہوا

مخمس بر غزل مولانا مولوی شمس الدین صاحب فیض علیہ الرحمۃ

کر نام تاریخ آں تمنائی سکندر
۱۲۴۵ھ

جدول

جب دلِ با عشق صفا ہو گیا　　سینہ پر از نور و ضیا ہو گیا
سامنا جب میرا تیرا ہو گیا　　کفر جو تہا دین میرا ہو گیا
بُت بہی نصیبوں سے خدا ہو گیا

کیا ہی حرارت ہی تپِ عشق کی　　قیس سے افزون ہوئی دیوانگی
رات جو ہجران کی تہی ٹل گئی　　کیسی دوا مجھکو مسیحا نے دی
درد محبت کا سوا ہو گیا

طاقِ حرم تیرے کمان ابرو ہین　　کعبۂ عشقی تجھے کیون نہ کہین
تیر اٹہایا جو ہدف اپنے تئین　　تیر تیرا سینہ مین لگتے ہی ہین
آدمی بہتا قبلہ نما ہو گیا

آگیا جب عشق کے میخانے مین | ہو گیا سرشار دو پیمانے مین
کیون نہ خوشی وحشت کے ہوجانے مین | ہی وہ سعادت میرے ویرانے مین

چند ہی آیا تو ہما ہو گیا

پی گیا جو بادۂ عرفانی ہی | اوسکو چڑہا نشۂ حقانی ہی
باقی ہی عالم نہ سمجہ فانی ہی | موت کدہر آتی ہی دیوانی ہی

فیض تو پہلے ہی فنا ہو گیا

ب

جلوہ خدا کا دیکہلو در ہر مکان ہی اب | پردہ ہی جنکی آنکہو نپہ اونسے نہان ہی اب
موسم گیا بہار کا وقت خزان ہی اب | بلبل کا خار وخس سے بنا آشیان ہی اب
سنگین دل کو یار کے ہوتا نہین اثر | ایدل یہ شور نالہ تیرا رائگان ہی اب

دل تصفیہ سے آئینہ صاف بن گیا
ہر سو میں جلوہ گر وہی صورت عیان ہے اب
موجود سیرِ باغ مین ہے لطفِ مےکشی
بوتل بھری شراب کی لایا مغان ہے اب
موقوف راہ و رسم تو تکلیف ہو چکی
اوس کی مہربانی تمہاری کہان ہے اب

اہلِ زبان جو چھوڑ وطن آ بسے یہان
عابد یہ شہر بنگیا ہندوستان ہے اب

فصلِ گلمین شگفتے ہین غنچہاے عندلیب
مطرب ہو کیا با ترنم ہے صداے عندلیب
سبزہ پر ہے آشیان اپنا بناے عندلیب
اِسلئے قمری بلبل ہے آشناے عندلیب
ہو سراسر گوشِ گل محوِ نواے عندلیب
گر سنے خوش نغمہ رنگین اداے عندلیب
یاد آتے ہین مجھے ایامِ فرقت کے الم
گر سنون فصلِ خزان مین ہاے واے عندلیب

بن تیرے دلبر ہی میرا کون ای رنگین مزاج
غیرِ گل ہرگز نہین ہی دلربائے عندلیب

پھرتے ہین دشت مین آوارہ گم کردہ راہ
ای صبا سوے چمن ہو رہنماے عندلیب

کھلگئے غنچے گلو نکلے آگئی گلشن مین بہار
شاخِ گل پر آشیانہ ہی جاے عندلیب

پہنچے یا غنا منزلِ مقصد کو تیرے لطف سے
ہی نسیمِ صبح بارے پیشواے عندلیب

راہ بھولا پھر رہا ہی بحر و بر سے آفتاب
چاہتا ہی رہبری پاوے خضر سے آفتاب

اِک اشارہ سے ہوا شق القمر پھرگیا عجب
شق ہو گر سنتا بہ خیر البشر سے آفتاب
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

چشمِ بد دور اپنے چہرہ پر ہمیشہ رکھ نقاب
دیکھتا ہی تجھکو ہر دم چرخ پر سے آفتاب

ملکِ ہستی مین پتا اوسکا کہین ملتا نہین
شام تک ہی رہ نوردی مین سمجھے سے آفتاب

آ۱۸۱

آسرا عنادل کو ہو دے یا شفیع المذنبین
جب سوا نیزے پہ آوے شور و شر سے آفتاب

ہین اپنے آپ ساجد و مسجود اپنے آپ
شاہد ہی اپنے آپ ہین مشہود اپنے آپ

اپنے سوا یہان نظر آتا نہین کوئی
رہتے سدا ہین حامد و محمود اپنے آپ

ہین یہان وہان پہ شور ہے نرا ادہر ادہر
دیکہو تو ہین ہیچ جو دین موجود اپنے آپ

عاشق ہین پر فراق کو کچہہ جانتے نہین
وصل سدا بساعتِ مسعود اپنے آپ

ہمکو نہ فائدہ نہ زیان ہی کسیسے کچہہ
اپنے ضرر مین آپ ہی ہور سود اپنے آپ

ہم کون کیا ہین نیستی ہستی ہی اپنی کیا
گر بود اپنے آپ ہین نابود اپنے آپ

عنادل ہین فیضِ ناصرِ شاعر سے باشعور

پس عابد اپنے آپ ہین معبود اپنے آپ

ت

ہو حالِ دوست صاف مطابق بقالِ دوست بہتر ہے قالِ دوست اگر ہووے حالِ دوست
اپنے کو دیکھتے تھے نہین تھا خیالِ دوست اب آپ ہی نہین ہین جو دیکھین جمالِ دوست
عشاق پر روا ہی جو کرتے ہو ظلم و جور خوشتر ہے دوستونکی نظر مین خصالِ دوست
ہمسے جو دوستیکا کوئی سیکھے لے طریق بنجاے ٹھیک ٹھیک وہ خود ہی مثالِ دوست
جینا غمِ الم مین نہین مرگسے ہے کم دکھلاے دوست کو نہ خدا انتقالِ دوست
رکھا ہے گرچہ وعدۂ دیدار حشر پر پر ہمکو رات دن ہے میسر وصالِ دوست
دیکھو فلک پہ ماہِ شبِ چاردہ طرف کب کم ہے اوس سے حسنِ مہِ رخ بیزوالِ دوست
بنجاے لفظِ اوست وہی ہے بیک الف گر غور دیکھلو جو نکل جاے دالِ دوست

5

ہر بارگاہِ حق میں عنایا کی التجا
دیکھوں سدا عروج پہ جاہ و جلالِ دوست

از نطقِ سخن ہر چہ درآید صفتِ تست
انچیکہ بتعلیم گزرد معرفتِ تست

چندانکہ بجستیم و محروم بماندیم
ہر چند کہ در خانۂ دل کیفیتِ تست

حق بود چو منصور بگفتہ کہ انا الحق
شد کشتہ چو مظلوم دران مصلحتِ تست

میگوید انا لیلی بمنصور بگوئید
دیوانہ در نجد کہ ہم خاصیتِ تست

گفتم چو از آن شوخ کہ باشی تو سلامت
فرمود کہ در خیر تیمم عافیتِ تست

بر نوکِ مژہ سرکشیِ طفلِ شہکم
آن چستی و چالاکی دلا تربیتِ تست

عشاق حق اند انچہ مجازی چہ حقیقی
نقدِ دل و جانی بخدا منفعتِ تست

او داغِ مرا دید و بفرمود چه ماه است
گفته دلِ زارم صنما مرحمتست

در حشر چو پرسند ز نوشتن بملایک
گفتند که این نامه پر از معصیتست

در بند بکش حاکم اسلام نموده
با سیدِ جیلان بجهان ظلمتست

صلی اللہ علیه و ولده الشریف الشیخ محی الدین
عبد القادر المحبوب بعد کل معلوم لک و علی اله

ارباب جهان بهر مذاهب بخلاف اند
عنایا نوشه فانی بحق مغفرتست

تضمین بر غزلِ حضرت پیر و مرشد میر ناصر علی
که نام بخشش صاحب قبله قدّس سرّه بریاضِ رسول ۱۳۰۶

مثلِ نرگس دلے که بیمار است
روز و شب وصل را طلبگار است

عاشقِ زار پس چرا زار است
جلوه گر حسنِ روے دلدار است

عاشقها

عاشقان را بہار دیدار است

مثل مجنون کے ہوں دیوانہ نا　　اپنی لیلے کی ہر زبان پہ ثنا
زندگی بیچ ہو گیا ہوں فنا　　دل بجودی کند خطابِ انا

ہمچو منصور قابلِ دار است

دور دل سے ہوئی ہر مفہومی　　کیا کہوں اپنی آہ مغمومی
مثلِ عنقا حصولِ محدومی　　از کہ گویم ثبوتِ معدومی

ہر یکے در ظہورِ اظہار است

سیرِ گلزار میں بصد شوقے　　بلبلِ زار سا ہوں با ذوقے
قمریوں سارے جوق با جوقے　　چون نباشد بگردنم طوقے

سرو من زیب بخشِ گلزار است

رات دن بسکہ ہجر کا ہے غم — کیا کہوں اپنا صاف درد و الم
دیکھا جس روز سے ہوں رخِ صنم — آنقدر محوِ صورتش گشتم

گوئی آئینہ پیشِ دلدار است

یوسفِ ثانی ہے وہ یار میرا — ہو وے عالم نہ کیوں زلیخا سا
مجنوں نجد کے ہر بن میں ہا — عشقِ مجنوں عبث نشد رسوا

حسنِ لیلیٰ عیان ببازار است

عطا پا کے نصرتِ ناصر — رازِ اللہ سبھی ہوا ظاہر
رہبر و لپٹے وسکے تو حاضر — مئی وحدت چشیدہ ام شاعر

جام

جامِ چشمِ مُدام سرشارست

خمسه بر غزلِ مغربی صاحب رحمت الله علیه

نام تاریخی ریاضِ منوّر ۱۳۰۶

با رموزِ عشق یاری سینه‌ات معمور نیست — از شرابِ معرفت پیوسته دل مخمور نیست
با وصالِ شاهدِ اصلی چرا مسرور نیست — با تو هست آن یار دایم از تو یکدم دور نیست
گرچه تو مهجوری از وی او ز تو مهجور نیست

باش چون نقشِ قدم چسپان بخاکِ کوی او — صورتِ آهن مغناطیس باشی سوی او
خوش مشامِ خویش را هردم بکن از بوی او — دیده بکشا تا ببینی آفتابِ روی او
آفتاب بر دیده‌ها از روی او مستور نیست

چون هلالِ کشتهٔ ابروی او دیدن توان — همچو قمری قامتِ دلجوی او دیدن توان

گرچه چون خورشید رخشان سوی او دیدن توان
لیک رویش را بنور روی او دیدن توان

گرچه مانع دیده را از دیدنش جز نور نیست

آنچه باشد در بیابان جنون منظور دل
ساقیا خواهد شراب معرفت مخمور دل

سرفراز آید بدار عشق تا منصور دل
گر ترا دیدار او باید برآ بر طور دل

حاجت رفتن چو موسی بر کوه طور نیست

عارف آن باشد که او شیدای نفس خود نشد
عاشقی کو بانی رسوای نفس خود نشد

همچو مجنون واقف صحرای نفس خود نشد
کور آن باشد که او بینای نفس خود نشد

آنکه او بینا به نفس خویشتن شد کور نیست

هر کرا پیوسته از عشق شد با دل نشین
آنکه نوشد از شراب معرفت جام یقین

هست

ہست او خورسند دایم از وصالِ جبین ناصرِ منصور مے گوید اناالحق المبین

بشنو از ناصر کہ آن گفتار از منصور نیست

عابدک از شغل کہ دایم یافتہ فیضِ کلام از مئِ عشقِ حقیقی مست میباشند ام

ہر زمان انوارِ شمسی پیدا از ہر سقف و بام مغربی را یار شمسِ مغربی خوانند نام

گرچہ شمس مغربی اندر جہان مشہور نیست

پایا نہیں کسینے یہ رتبہ سوائے غوث گرچہ ہر ولیِ خدا کے ہیں پلے غوث

محبوب جا جس اپنا خدانے اوتہیں کہا کیا ہوسکے زبانِ بشر سے ثنائے غوث

پیران پیر کہتی ہے ساری جہان جنہیں یہ اسم بامسمیٰ ہے ٹھیرا برائے غوث

کاندھا دیا رسولِ خدا کو زہی عروج معراج مین تھی عرش کے نزدیک جائے غوث

عبدک کو آرزو ہے دلِ و جان سے یہی
آنکھوں سے دیکھے بارگہِ پُر ضیاے غوث

وحشتِ دل در بیابان الغیاث
مے برد با پاے عریان الغیاث

در خیالِ لعلِ جانان الغیاث
خاطرم باشد پریشان الغیاث

نرگسِ آشنا شد دلِ بیمار زار
الغیاث از چشمِ خوبان الغیاث

ہمچو [illegible] ام بیمار روے خود
ہست دل بیتاب و حیران الغیاث

آتشِ عشقت چو گشتہ ملتہب
سینہ ام گردید سوزان الغیاث

یا وحشیمت در بیابانِ فراق
وحشت آرد چون غزالان الغیاث

طائرِ جان و دلِ من چون شود
صید دامِ زلفِ پیچان الغیاث

ہمچون

موجزن دریا شود در هجرِ تو — صبح و شام از چشمِ گریان الغیاث
کاوشِ دستِ جنونم ای صنم — چاک میسازد گریبان الغیاث
مے نمایم جستجوی روزِ وصل — در شبِ تاریکِ هجران الغیاث
دایما مانندِ غواص ست دل — غرق در چاهِ زنخدان الغیاث
در شبِ هجرانِ تو با درد و غم — کلبۂ من باشد احزان الغیاث
آرزوے وصلِ تو دارد مرا — در غم و اندوه و حرمان الغیاث
تا نہ شد در محفلش ما را گذر — هر دم از جورِ رقیبان الغیاث

عابدا از خاتم بگو در روزِ حشر
ای شفیعِ اهلِ عصیان الغیاث

قصیدهٔ موسوم بنام تاریخی نظم ثنایے ۱۳۰۹

بود از سپهر بلند تر بخدا بلندی شان غوث
بهزار صدق ز چشم و سر من آستان و مکان غوث

نه بمال و زر گنه غمم نه بفکر رنج و جزا الم
ز خلوص و صدق دلی شدم بطریق پیروان غوث

هنر است آنکه بجهان که طلب کنم چو خضر قرا
نه گلم غرض بود و نه خار دلم است تشنهٔ نهان غوث

هنر است خواهش سیم و زر و لاخی پیش و درپس
همه لم کمال لسان نقید که چشید نعمت خوان غوث

بود از سبا الفعه بر طرف بکمال منزلت شرف
همه اند رشک ز شغف بجای گوهر کان غوث

چه کشایش در آرزو چه بجای مقصد دل رفو
بنهاد جل جلاله همه اش بنوک زبان غوث

تو چه چیست حوصله تا کنی مدحت و صفت و ثنا
که خدای مالک و سر او خود است مرتبه دان غوث

بود آن سرای در پیچان بخدا که رشک دو جهان
مگر آنکه گشته ز روی تو قریب و حیله گری

شود از خلوص بصدق جان ... که بیان غوث
همه کار ما بود از حق که شدیم شیر زبان غوث

ج

محفلِ یار میں سب ملکے چلیں یارو آج
مال و جان چیز ہیں کیا پال و دین وارو آج

نشۂ عشق میں یکبار ہو مستِ الست
جام مے ہاتھ سے لو ساقی کو میخوارو آج

پائے نازک سے ہے تا منزلِ مقصد پہنچیں
راہِ صحرا میں نہ حایل ہو اے خارو آج

عشقبازی میں ہے تم ایدلِ ناوان و جگر
مذہب و ملت و ایمان سبھی ہارو آج

پاؤ آرام سدا زیرِ لواے الحمد
حشر کا روز نہیں عید ہے دیدارو آج

امتِ شافعِ محشر کو ندا ہوتی آج
خوفِ عصیاں نہیں کچھ تمکو گنہگارو آج

زاہد و عابد و ہم شیخ و برہمن بخدا
غلطی میں ہوے مصروف ہیں بیچارو آج

داغِ فرقت میرے ایسے ہیں دل آرا پہ آج
جیسے ہوتی ہیں گلِ لالہ کہسار کو آج

کعبہ و دیر کی زنہار نہین ہی خواہش   کہ ٹھکانہ ہی میرا کوچۂ دلدار کے بیچ
دامِ صیاد اگر اوسکو کہون تو ہی بجا   ہی پہنسا طائرِ دل زلفِ شکندار کے بیچ
گل شگفتہ ہین عجب فصلِ بہار آئی ہی   بلبلین نغمہ کنان جمع ہین گلزار کے بیچ

عمر و دولت ہو فزون شاہِ دکن کی یارب
رُتبہ غالب کو ہمیشہ رہے دربار کے بیچ

ح

ہون بلا گردان تیرا شمع رو مین اسطرح   گرتے ہین پروانے تابِ شمع پر آ جسطرح
یا الٰہی وعدۂ دیدار بیشک ہی ولے   صدمۂ فرقت نہین تا روزِ محشر کسطرح
وحشتِ دل سیرِ گلشن مین بھی کم ہوتی نہین   ہی دکھاتا ہمکو تیری چشم کی نرگس طرح
گریہ و بیتابی کرتا ہی زیادہ دمبدم   اس دلِ نالان کو ہم سمجھاتے ہین جسطرح

ارم

بزم خوبان مین دیکھکر کہتا ہی اے بیدل یہ دل
کہکشان کی صاف دکھلاتی ہی یہ مجلس طرح

خ

کیون کہتی ہو وہ بدر سے پایا ہی جلا رخ غیرت دہ خورشید ہی اوسکا بخدا رخ

ہم منتظرِ دید کئی دن سے کھڑے ہین تو آکے لبِ بام پہ دکھلا دے ذرا رخ

اہلِ حلب و چین ہین سب دیکھ کے ششدر ہی یار کا آئینہ سے وہ چند صفا رخ

ہمراہ رقیبون کے سدا سیر کنان ہی لیکن نہ کبھی میری طرف اوسنے کیا رخ

قرآن خط یاقوت کا جسنے ہو نہ دیکھا ای لالہ رو خط نکلے پہ اوسکو تو دکھا رخ

دن ہو گیا عالم کی نگاہون مین شب تار زلفون مین ترا جسگھڑی ای یار چھپا رخ

ہرولغط و بیدل کو نہ کیون ہو ڈر ہوا اوسکا

تفسیرِ جواہر ہے تیرا صلّی علیٰ رُخ

د

اپنے دل کا ہے یہ سدا مقصود حمدِ حق نعتِ احمد و محمود
وا پیا اپنے بر مین رہتا ہے ڈھونڈھتا کیا اوسے جو ہے موجود
کیا غرض ہمکو جو کسیکو کہین یہ ہے نابود اور وہ ہے بود
مجھپہ دایم ہے فضلِ حق مبذول کس لئے رشک کرتے ہین حسود
کام دنیا کے سارے دیکھ چکے لغو ہین انمین کچھہ نہین ہے سود
چشمِ حق بین مین مردِ عارف کے تو ہی شاہد ہے اور تو ہی مشہود

تیرے دو شکل مین نہین اشکال
کہین عابد ہے اور کہین معبود

سجا ہین قفسِ حزین آ کے بسا میرے بعد
ہمین صحرا مین ہی خالی کہین جا میرے بعد

خاتمِ رسل کا بے شک ہی یہ ارشاد صحیح
کوئی ہوگا نہ پیمبر بخدا میرے بعد

منع کروہ دمِ گلگشت مجھے کہتا ہی
پہلے مین جاتا ہون گلشن مین تو آ میرے بعد

مین ہی تہا طالبِ دیدار کہڑا کوچہ مین
ایک عالم تیرا مشتاق ہوا میرے بعد

مثلِ فرہاد ہین عشاق بہت اے عاتک
دفترِ عشق مین ہی نام لکھا میرے بعد

مخمس بر غزلِ حضرت سید افتخار علی شاہ صاحب متخلص بہ وطن

نامِ تاریخی چراغِ محمدی ۱۳۰۶

ہی نورِ الٰہی رخِ نیکوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شمشادِ جنان قامتِ دلجوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

طاقِ حرم کعبہ ہے ابروے محمدؐ صلّی و سلم
ہے پیشِ نظر تازہ نگہ کوے محمدؐ صلّی و سلم

ہے آئینہ کے پردے میں نہاں روے محمدؐ صلّی و سلم

ساجد ہیں بصد تصفیہ محراب صفا کے
خواہاں ہیں وضو کے لئے ہیں آب صفا کے
اور کہولنے والے ہیں وہ ابواب صفا کے
آئینہ ارشاد ہیں ارباب صفا کے

معنی جو خدا کی ہے وہ ہے رمزِ محمدؐ صلّی و سلم

والشمس سے رخ آپکا مقصودِ خدا ہے
واللیل کی تفسیر تو گیسو کی ثنا ہے
ہے نورِ محمدؐ کو وہی جلوہ نما ہے
ویسے میں سیاہی ہے سیاہی میں ضیا ہے

ہے عکس فگن یہاں رخ و گیسوے محمدؐ اللّٰہم صلّی علی محمد [illegible]

دیکہو تو بہر سو ہے عیاں نورِ محمدؐ
مخفی نہیں ہرگز بجہاں نورِ محمدؐ

یکقلم

یکقلزمِ عمان ہی روان نورِ محمدؐ
ہر شانِ بشر مین ہی نہان نورِ محمدؐ

عادت جو خدا کی ہی وہ ہی خوے محمد صلی و سلم

فرقت کا الم اپنا یہ دل سہتا ہی ہر دم
وصفِ نبویؐ دلسے کیا چہتا ہی ہر دم

اعجازِ جنابِ نبوی کہتا ہی ہر دم
سینہ جو تصور سے بہرا رہتا ہی ہر دم

آتی ہی پسینہ سے مجہے بوے محمد صلی و سلم

حق نے ہی اونہیں عرشِ معظم پہ بلایا
عاشق نے وہان وصل ہی معشوق کا پایا

جب عشق نے دلکو میری یہ راز سنایا
معراجکی شب کا مجہے ہر پل ہی سمایا

دیدے مین کہٹکتے ہین میری [illegible] محمد صلی و سلم

یثرب کے تو صحرا کو سمجہتا ہون چمن مین
بو [illegible] نہ پایا یہ گل عرو چمن مین

شاعری جو عطا ہوں لیاقت سخن میں قبلہ کے طرف سر تو جھکاتا ہوں وطن میں

آنکھیں پھری تکتی ہیں تیری سوے محمد

مخمس بر غزل حضرتِ احمدِ جام زندہ پیل رحمۃ اللہ علیہ

نامِ تاریخی فغانِ روحانی ۱۳۰۶ھ

اُصولِ عاشقان عاطل چہ دانند خطوطِ کشتگان قاتل چہ دانند
بطونِ باطلان باطل چہ دانند رہِ دیوانگان عاقل چہ دانند
صفاے صوفیان غافل چہ دانند

بدل معشوق را عاشق شناسند کہ رازِ حق بحق مطلق شناسند
تو چون منصورِ حق الحق شناسند ہمہ حقیم حق را حق شناسند

حقایق ناحق و باطل چه داند

مغان در میکده طلبیده ما را شراب معرفت بخشیده آنجا
شد از نشئه چو پیر مستی هویدا من از دل سرِّ دل میگویم آنجا

رموزِ سرِّ دل بیدل چه داند

برون شو از جهان و در جهان باش مثالِ شمس در عالم عیان باش
خدا را واقفِ رازِ نهان باش بیا در حلقهٔ دیوانگان باش

که عاقل نکتهٔ مشکل چه داند

چو در شغلِ حقیقت شاغل آئی ز بحرِ عشق خود بر ساحل آئی
چرا در خود ز فرقت شامل آئی تو از خود دور شو تا واصل آئی

که خودبین حالتِ واصل چه داند

مبین در بحرِ غم غرقاب خود را
مکن مانندِ دل بیتاب خود را
ببین پیوسته در هر باب خود را
تو ای کامل ولی دریاب خود را

که ناقص سیرتِ کامل چه داند

بهر جانب که دیدی اوست هردم
تو هر چیزی که دانی زوست هردم
روان از چشمِ تر گر جوست هردم
قتیلِ عشق شو آید دوست هردم

که هر سر لذتِ قاتل چه داند

مشو از گرم و سردِ عشق رنجور
مدام از نار و بردِ عشق رنجور
نمی باشند مردِ عشق رنجور
ولی باید ز دردِ عشق رنجور

که هر

که هر بیدل دوائے دل چه داند

بکن یلک عنا مداحی مدح و تمدیح بنامِ خواجگانِ چشت تسبیح
شود چون شمس آن تنویر توشیح رموزِ عشقِ احمد صلی وسلم کرد تشریح

نکاتِ عشق را جاہل چه داند

ذ

ہین اوسکے خندۂ نمکین ساتھہ لب لذیذ پھیکا کبابِ دل ہو میرا کیون نہ اب لذیذ
بھیجے بخوانِ وصل ہر نعمت عجب لذیذ ایسی چشنک چکھی نہ کبھی منتخب لذیذ
مستِ الست ہا کہ رہون بزمِ عشق مین بھر دیجیے ساقی ساغرِ بنت العنب لذیذ
ہرچند تلخ ہو گی تھا دشنام دی رہا میٹھی میٹھی باتین تیری سب کی سب لذیذ
ہم دور اور رقیبونکو حاصل ہے تیری ساتھ خاصہ طعامِ مجلسِ عیش و طرب لذیذ

علا کو کھینچ لیے قدم پاس رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم
تا یثرب شریف کے پاوے رطب لذیذ

لامکاں بالا دل پہنچے جو اونچے ہو کر
طائر سدرہ بھی یکبار عجب کیا ہو کر

فکر می کرتے ہو کیا آپ ہی صہبا ہو کر
ایک قطرہ ہی اڑی جاتے ہو دریا ہو کر

دہر میں آپ نہیں رہتے ہو کیا کیا ہو کر
اپنی سیر آپ ہی کرتے ہو تماشا ہو کر

چل ہو ارشاد جو ہے پیر کا تیری جیبا
خود بخود اترے گا تو حشر میں سچا ہو کر

صم بکم کی میں آیت کو سنا ہوں جب سے
سہم کر رہ گیا یکبار ہوں گونگا ہو کر

ڈھونڈ مت شاہ علی کو کہیں اے نادان
قاف قلب بشری میں ہے وہ عنقا ہو کر

قیس اب دشت میں مت ڈھونڈنا لیلی کو
عاشقی کا تو فقط رہ گیا چرچا ہو کر

پشیمول

چشم دل کھول ذرا دیکھہ قریب شہ رگ
ڈھونڈھتا تھا تو ادھر کس لئے اندھا ہوکر

بخدا مصحف رخسار کا حافظ ہوجا
تاکہ غالب تو رہے دہر مین یکتا ہوکر

محفل کو میری ماہ رو آئی نہ کسی روز
اور شکل کبھی اپنی دکھائی نہ کسی روز

مین نالہ زنان صورت بلبل ہون پہ جو گل
تم غنچہ لب اپنا ہلاے نہ کسی روز

عاشق کو نفرما ہے زبانسے کبھی ایسا
احوال دل زار سنا ئے نہ کسی روز

دشنام تیری منہ سے تو کھاتی رہی ہر روز
پر بوسہ عارض تیرا لیے نہ کسی روز

اے حضرت دل رحم تو آجاے صنم کو
یک نالہ پر سوز مچاے نہ کسی روز

بیتابی دل اپنی ہے ہر روز زیادہ
دکھلائی ذرا اپنے ہی مرلیے نہ کسی روز

غالب سے سخندان و سخن سنج ہیں کتنے
تم اپنا سخن ہمکو سناؤ نہ کسی رو

اپنا تن گل خوردہ ہی یا پیکر طاؤس
ہر داغ کو دیکھو تو ہی مشعل پر طاؤس

دود دل عاشق جو بگولے سا ہو رقصان
خجلت سی جھکا پاؤنکو جانب سر طاؤس

عارض پہ خط سبز نہین اوسکی ہی عجب خال
رکھا ہوا قرآن مین ہو جیسا پر طاؤس

آہونکا دہوان تپ ہجر نالان دل داغی
جون ابر کو ہو دیکھہ کر شور و شر طاؤس

صدپارہ ہوا جب دل گل خوردہ عاشق
عالم کو نظر آنے لگا لشکر طاؤس

ہم تاج کرینگے سر گدا ہو دم شہنشاہ
ہو تاج خسروی نہ کبھی افسر طاؤس

اسمعا اگر دیکھے تو اندہ کو غش آوے

ہے رقص پہ پروانہ عیاں ہمسر [illegible]

اے دل نہ ڈھونڈ باغ و بیاباں کے آس پاس
ہے یار تیرا تیری رگ جاں کے آس پاس

فصل بہار غنچہ و گل ہیں شگفتہ تر
جو قید میں ہیں بلبلونکی گلستاں کے آس پاس

اپنی شب فراق کا احوال کیا کہوں
تھا دودِ آہ نالۂ سوزاں کے آس پاس

ہے ہمکلامی طور سے منظور یار سے
ذکرِ خفی بقلب ہے ہر جاں کے آس پاس

کعبہ کا گر طواف ہے منظور شیخ کو
ہو گرد راہ مرشدِ ذیشان کے آس پاس

محشر کا خوف ہو تجھے غنا تو یاد رکھ
رہنا شفیع و ناصر ایمان کے آس پاس

رہنے دو مجکو میرے یار طرحدار کے پاس
ہیں بیٹھ جاؤں کبھی ہرگز کسی سردار کے پاس

دیدہ ہی آنکھونکی ہر چند کہ رخسار کی پاس
مسکن اپنا مین کیا تیری دیوار کے پاس

ناصحا اپنی نصیحت کو تو تہہ کر رکھنا
آپ ہم بہک بہی گئی ہین کسی ہشیار کی پاس

گل گلستانمین ہین اور خار ہین صحرا مین
ہم رہا کرتی سدا اپنی ہی دلدار کی پاس

ذکر حج اور نماز اور وہ صوم رمضان
اس سوا اور ہی کیا زاہد و دیندار کی پاس

سود ہی کیا یہ تیری سمجھانے مین
بیعت دست ہی مجھکو اوسی سرشار کی پاس

ش

ہجدہ ہزار طور سے اظہار کی روش
ہر کیا ہی مشتہر جہان یار کی روش

تربت کو میری مار کے ٹھوکر اوڑا دیا
ہی اے صنم غضب تیری رفتار کی روش

چاہین گر عاصیونکی شفاعت رسول حق صلعم
محشر مین پا کے رحمت غفار کی روش

ظاہر پسند لوگ کہان کرتی ہین پسند
ہو اہلِ دل پسند جو اشعار کی روش

ہیچشم ہو کر گالیان دیتی ہو دُو بدُو
ہے میٹھی میٹھی آپ کی گفتار کی روش

صاد اس غزل پہ دیکھہ کر اہلِ سخن کہے
صاف اسمین پائی جاتی ہے شہوار کی روش

لہو و لعب مین جا چکی عبث تمام عمر
ہے یون ہی اپنی طالعِ بیدار کی روش

ہر چند ہے خوش طالعِ بیدار کی گردش
ہے آفتِ جان چرخِ ستمگار کی گردش

دیکھی جو تیری نرگسِ بیمار کی گردش
یاد آگئی میخانہ مین سرشار کی گردش

ہے مستعدِ قتل تیری جنبشِ ابرو
گویا ہے گلو خنجرِ خونخوار کی گردش

جب سے کہ تمہین دیکھا ہون کچھہ ہوش نہین ہے
لپٹی مجھے اوس لٹِ شکندار کی گردش

۱۲۲۳۲/

ہرچند کہ چھپتا ہون گردون اوس سے گنہگا
ہوتی نہین موقوف دل زار کی گردش

از بہر خدا بام پہ یکبار تو آجا
ہر روز ہے ہر یک طالب بیدار کی گردش

گلگشت مین ہے گلشن عرفان کے عنادل
ہوتی ہے جہان صاحب اسرار کی گردش

لون بتیا ہے جہان شور و فغان درویش
قصر درویش ہے مشہور جہان درویش

ہے فقیری سے فزون شوکت شان درویش
کاویانی ہے درفش آہ نشان درویش

بام اور قصر سے مطلب نہین کچھ کام اوسے
جس جگہ رات ہوئی ہے وہ مکان درویش

دولت کی نہین کچھ قدر ہے اوسکی نزدیک
ہو گیا جسپہ عیان لغز نہان درویش

رتبہ و جاہ تونگر کے سوا ہے بیشک
کوئی عالم مین نہین مرتبہ دان درویش

بخشدیں جاہیں جسے دولت دین و دنیا
رفعت و جاہ ہی پیوستہ آن درویش

عالما ہو تو ہیں مقبول مجیب الدعواۃ
جو نکلتے ہیں دعائیں بزبان درویش

ص

ہنسے یوں کہتا ہی وہ یار ہمارا اخلاص
گرچہ ظاہر نہیں باطن میں ہی سارا اخلاص

وحشت دل کا سبب وحشی صحرا ہو رام
نجد میں قیس سے کہتا تہا پکارا اخلاص

ہی عدا اپنا کمینو نکو جو سمجہا ہی دوست
گرچہ وہ دیکہنے کو کہتی ہیں ہمارا اخلاص

کہیں نہ رکا ہی سبہی کہتی ہیں داروئے
دوستی آؤ بہگت و مدارا اخلاص

لایق صحبت شاہان بجز اشراف نہیں
پایا کیا رکہہ کی ہی اجلاف نے ستہرا اخلاص

اس زمانہ میں ہی اخلاص محبت عنقا
بیوفاؤں نے تو بیچا ہی گوارا اخلاص

اج تو دوست ہین کل ہونگی عدو ای عنادل
نہ رقیبونسی رکھو آپ خدارا اخلاص

ض

طلا و سیم سی نی درہم مسی سی غرض
سوای یار کی مجھکو نہین کسی سی غرض

وہ ایک بوسہ جو دیتی پہ ہو گیا راضی
کہا پکار کی دل نی کہ تھی اسی سی غرض

ہی عکس زلف سیہ کا پڑا دھڑی کی طرح
نہین تمہاری لب لعل کو مسی سی غرض

ہی ایسا کون ہی بیغرض جو عالم سے
بشر کو پڑتی ہی دنیا مین ہر کسی سی غرض

زبان اردو ہی اپنی وطن کی ای عنادل
نہ کام ترکی سی رکھنا نہ فارسی سی غرض

یہان جو دیتی ہین مفلس کو چار پانچ ابیض
خدا عطا و نہین کرتا ہی گنج گنج ابیض

عجب نعمین ہی جو بافیض دینِ مصطفےٰ صلعم ہی ہور رنگِ اکثو نو واقی اہلِ نہج ابیض
نہ کیوں کرو ہمین سدا شکرِ رزاقِ باری کہلا رہا ہی ہمین گندم و برنج ابیض
بکفر و شرک رہین رو سیاہ محشر مین کہ پاکے وپ ہین گو انگلش و فرنج ابیض

جو فیض نصرتِ ناصر کسی کو ہو عطا بدل
ندہی بعین تہیدستی اوسکو برنج ابیض

ط

بات کا تیرے اعتبار غلط تیرا وعدہ غلط قرار غلط
ان بتوں سے بغیر جور و جفا طمع لطف اور پیار غلط
جب کہوں حال بیقراریِ دل کہتا سُن سُن کے ہنسکے یار غلط
کب ہو اندازہ داغہاے دلی کہ ثوابت کا ہو شمار غلط

محویت سے مین تیرے کوچہ کی راہ کرتا ہون بار بار غلط

گو کہ ہمجنس ہین مگر عابد
ربط ابنائے روزگار غلط

اقرار وصل یار کا ہم پاتے ہین غلط ایسے ہزار وعدے ہوئے جاتے ہین غلط
ہو کر ہزار وعدہ یہ ہم سے تغافلی پیغام وصل غیر چلے آتے ہین غلط
مجھکو جو دیکھنا ہو تو اپنے کو دیکھلو اشکال صاف کسلئے دکھلاتے ہین غلط

عابد خدا کو واسطے اپنے کو جان لے
زاہد نہین یہ سمجھے ہین سمجھاتے ہین غلط

نکلا عذار یار پہ ہے مشکناب خط آتا نظر مین خوش ہے بعین شباب خط

دل

دل کیون نہ اوسکے پیچمین جا وہی الجھ گیا
وہ زلف لاجواب ہے اور لاجواب خط

خوبان حضور جس کے خطِ بندگی لکھین
ہے اوس بتِ ملیح کا بس انتخاب خط

قاصد نے میرا لادیا جو بر کنارِ حوض
دھو ڈالا اوسنے غصہ سے درمیان آب خط

تھی یاد زلف مجھکو جو لکھنا کیا شروع
کیا کچھ دل و جگر کو دیا اضطراب خط

عابد اسی زمین مین غزل اور لکھدے اک
جسکا لکھے عماد بصد آب و تاب خط

بھیجے اگرچہ مین نے اوسے بیحساب خط
اوسنے لکھا نہین مجھے خط کا جواب خط

دل ہو رہا ہے اوس بتِ نوخط پہ مبتلا
عارض کو جسکے دیتا ہے بہت آب و تاب خط

گلگشتِ باغ سمجھون بوقتِ مطالعہ
خوشتر ہو گر رشید کا عالم کا خط

السلام ہی بعد شوق و اشتیاق — ای قاصد اوسکو دیجیے نہ وقتِ جواب خط
اوسنے لفافہ کھولا تو بس ہو گیا خفا — میں نے لکھا تھا جو کہ دمِ پیچ و تاب خط
قاصد کی جب کہ دیکھے لفافہ کو پہاڑ کر — کہنے لگا پڑھا نہیں جاتا خراب خط

لکھا ہی تیری سینہ پہ مرشد نے جو لکھا
پڑھ صاف پیکے ایک دو جامِ شراب خط

ظ

کہوں تو دل میرا اب خدا حافظ — کہ بارِ غم ہی یہ سر پر لیا خدا حافظ
ہی ایک شہ دل اپنا اور اوسکے لئے — فلک کے پھرتے ہیں جو آسیا خدا حافظ
کہیں کے آنکھوں نے افشا کرے نہ راز اپنا — کہ خونِ دل کا ہوں بیچ پیا خدا حافظ
نگاہِ غیر کا ہی خوف چشمِ بد ہو دور — عذارِ یار ہی بس پر صنیا خدا حافظ

دل اپنا

دل اپنا مینے کسی شوخ کو دیا ہی جنھین عبث وہ باندھتے ہین تو طیہ خدا حافظ
جنون دیکھیے کیا کیا ستم ڈھائیگا کہ اب تو چاک گریبان کیا خدا حافظ

سدا زبان زدِ ناصر تہا ذکرِ اللہ ہو
اوسیکو وردِ ہر عنا بیدل کیا خدا حافظ

ع

کیا جو بزم مین دیپک کا اوسنے راگ شروع ہوئی بھڑکنی دلِ عاشق نے آگ شروع
بجعد زلفِ بتان کسطرح نہ بچے یہ دل کہ ڈسنا کرتی ہی ہر یک ناگن اوکی دو ناگ شروع
ہوئی جو انمین صلّ علی حجاب ہی کیا کہ تیری دلکو کسی ولسے ہو جو لاگ شروع
جمی ہی محفلِ عیش و نشاط اے مطرب کہ آدھی رات ہے اب کیجیے بہاگ شروع
صنم کا صبحِ شبِ وصل یہ مقولہ تہا کہ سر مین درد ہوا میرے جاگ جاگ شروع

ہے بوسے خلقِ حسن فیضِ ناصری عبداللہ
مثالِ عطرِ جہانگیری و سہاگ شروع

ہوتا ہے نشۂ شراب طلوع
شرق سے جون ہو آفتاب طلوع

اوسکا زلفون مین عارضِ روشن
جب ہوا شب کو ماہتاب طلوع

رخ ہے تیرا نقاب مین کہ ہوا
مہر در پردۂ سحاب طلوع

ہجر کی ایسی بیقراری ہے
کیون ہو آنکھون مین شب کو خواب طلوع

دلِ بیتاب کا ہے داغ کہ جون
خور گہن سے باضطراب طلوع

دُور کر بیٹھے اپنے بُرقع کو
مہر کب ہووے در حجاب طلوع

فیضِ ناصر ہے پالیا عاللہ

جب ہوا نشۂ شباب طلوع

داغ سینہ کا ہی میری اوسکی محفل کا چراغ
کیا اندھیری بیچ کام آیا ہے بیلیکا چراغ

بام پر ہو کر برآمد داغ دل دیکھو میرا
ہے نظر آتا بلندی پر سے منزل کا چراغ

گذری مدت آجتک نوشیرواں کا وصف ہے
اسم روشن ہے جہاں مین شاہ عادل کا چراغ

خوف ہے آہوں کی آندھی کا مجھے رہتا سدا
گل نہو جاوے مبادا ماہ کامل کا چراغ

ذات حاتم سے قبیلہ طی کا نامی ہو گیا
حشر تک روشن رہیگا مرد باذل کا چراغ

ہو گا روشن تر چراغ مہر مہ سے دیکھ لو
مشتعل ہے ایک داغ سینۂ دل کا چراغ

فیض ناصر سے دلِ ملا ہے روشن تر سدا
گل نہین ہوتا کبھی آندھی سے مقبل کا چراغ

ف

جلوہ نورِ خدا ہی ہر طرف
دیکہہ لے نادان تکلف برطرف

کون خاطر داریِ مفلس کرے
ہے ہر ایک کی طبع اہلِ زر طرف

آشنا کوئی نظر آتا نہین
پھر رہا ہون دہونڈتا ہر ہر طرف

از پسِ دیوار آ گھر مین میرے
ہین رقیبون کی نگاہین ہر طرف

روز و شب رہتا ہون از بس زار زار
دیکہہ لیجو میری چشمِ تر طرف

دو دل انسان ہو تم اے صنم
اِک طرف گاہے گہے دیگر طرف

حافظ و ناصر ہین عبدا وہ تیرے
دہیان رکہنا شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم طرف ۔

ق

کیا کہون آہ داستانِ فراق
لا بیان ہے میرا بیانِ فراق

داغہاے دل وجگر دیکھو   یہ شگفتہ ہے بوستان فراق
سیر تہا نعمت وصال سے دل   اندرون مین ہے مہمان فراق
اس کا انجام دیکھیے کیا ہو   ہاتھہ مین اوسکے ہے عنان فراق
اب کہان موسم بہار وصال   چمن دل مین ہے خزان فراق
سمجھے تھے وصل مین ہی گذریگی   کہ نہتا ہمکو کچھہ گمان فراق

التجا کر خدا سے اے عبدا
دور ہو جاے تا زمان فراق

ک

ہو نہ تم خدائی کا ہو بیشک   مین بندہ ہون تمہارا تو بیشک
مظاہر اپنے تم ظاہر کئے ہو   نہو تم تو خدائی کیون ہو بیشک

ہے امید وفا تم سے میری جان مین کہو اپنے کو پایا تم کو بیشک
فقط اسکے کہنے کو مین تو عرفت ٹہرا غلط کی مین کی معنی تو جو بیشک
نہین دکہلاکے مین پوچہون خداسے یہ اچہے یا کہ تم اب بولو بیشک
تیری ناآشنائی میری الفت رکہو کانٹے مین انکو تولو بیشک
دریچہ اپنا تم کیون رکہتے ہو بند نہین جاویگا عاشق کہولو بیشک
خطاکار دوام بندگان ہے سدا عادت ہے تیری عفو بیشک
مجہے فرمان یہ ہوتا ہے کیا خوب ہین تم جو چلہتے سو لیلو بیشک
مرادل دیکہکر ارشاد ہوے یہ بہتر جنس مول اب لیلو بیشک

ہے زندہ عابد بے جان تم سے

مسیحا تم بھی آکر دیکھو ٹک

غیر کو ہمرہ سیر چمن کو جانے لگے وہ ٹھمک ٹھمک
خوف سے میرے آئینے ہر سو کہے ہیں یہ چمک چمک

آج خدا ہی جانے عاشق کتنے دے سر بیٹھے ہیں
جانے لگی ہے سایے سے تلوار اوسکی از خود سہک سہک

جبکہ عذار یار عرق آلود مجھے یاد آنے لگا
سلکِ گہر کی طرح سے آنسو چشم سے نکلے ڈھلک ڈھلک

بلبلیں جب گاہ خزاں نالاں ہیں بیادِ آتش گل
نکلی وقتِ نالہ زنی منقار سے آتش بھڑک بھڑک

فیضِ کلام ناصر سے بخدا ہے مشرف ہوا
خلقِ حسن سے اوسکی ہی بو سے عطر ہے آتی مہک مہک

جانتے ہرگز نہیں تجھکو بہانگے عام لوگ
مبتلا ہیں کاروبارِ دہر میں یہ خام لوگ

پائی جاتی ہے کہاں بوئے وفا اونمیں ذری
صاحبوں سے بیوفائی کرتے ہیں خدام لوگ

ابرو ہی جمدار اوسکی دیکھتے ہر یک کہدے
یہان سپاہی اوہ جو تہے صاحب صمصام لوگ

کر کے آئے وعدۂ قالوا بلی سچا پر
کیون ادا کرتی نہین ہین بار و اپنا وام لوگ

پیچہے دیوانہ کے اطفال ہی تنہا نہین
جمع از بہر تماشا ہین بسقف و بام لوگ

گرچہ ظاہر نام ہے اس ملک کا ہندوستان
لیک یہان بستے ہین لاکہون صاحب اسلام لوگ

کیون نہ اہل عنا ہم اوسکا شکریہ لاوین بجا
پا رہے ہین جسکے عہد خاص مین آرام لوگ

کیا کرین کس سے کہین یارو ہمارا درد دل
کب بیان کہنے سے کرتا ہے ہمارا درد دل

جب پتنگ کا تہو نکی دل مین آتا ہے خیال
دمبدم ہوتا ہے افزون تر ہمارا درد دل

سوئے کعبہ جب نکلتا ہون تو از اثنای راہ
لیچلا بتخانے کی جانب قضارا درد دل

کسیکے دلکی ہے خبر کسکو ہمیں بیہودہ
صاف کہتاہم غلط ہے یہ تمہارا دردِ دل

فیضِ بخششِ جنابِ ناصر از خلقِ حسن
پالیا غنا کیا حاصل پیارا دردِ دل

صورتِ دل عازم بیاید دردِ دل
شغلِ عیسان می گمارد دردِ دل

چند باشی محوِ دہرِ بے ثبات
رازِ حق در دل گزارد دردِ دل

باعثِ اظہارِ آدم شد قوی
تا سحابِ عشق بارد دردِ دل

در ورق گردانی باشی دیما
زاہدا بارے ببارد دردِ دل

گشت عازم سوئے کعبہ عابدا
در مدینہ شہر آرد دردِ دل

قصیدہ موسومہ خاتم زمرّد نام تاریخی

۱۲۹۲

تصدق بر جمالِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا　　فدایم بر کمالِ غوثِ اعظم رضؓ
قدم بر گردنِ کُلِّ اولیا زد　　زہے جاہ و جلالِ غوثِ اعظم رضؓ سبحان اللہ
بصیدِ مرغِ جانہا دانہ و دام　　بباشد زلف و خالِ غوثِ اعظم رضؓ
چو رخسارِ مبارک ہست خورشید　　بود ابرو ہلالِ غوثِ اعظم رضؓ
بزرگانِ جہان ساداتِ عالم　　ہمہ اولاد و آلِ غوثِ اعظم رضؓ
بحال و قالِ پیغمبر مطابق　　سراسر حال و قالِ غوثِ اعظم رضؓ
بدرگاہِ الٰہی در تقرّب　　ندارد کس مجالِ غوثِ اعظم رضؓ
ربیع الثانی زانرو یافت تکریم　　کہ شد ماہِ وصالِ غوثِ اعظم رضؓ

بجز

بکن سیراب این تشنہ دہان را — از آبے از زلالِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ
بدست آید کنم کحل الجواہر — اگر خاکِ نعالِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ
دلا اندر جہان خلقِ عظیم ست — ہمہ واللہ خصالِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

قطعہ

الٰہی میر محبوب علیخان دام اقبالہٗ — غلامِ خردسالِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ
بماند از شرورِ دہر محفوظ آمین ثم آمین — بافضالِ کمالِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

زصدقِ دل بعالم ہست عیاں بیدل
عبودیت بسگالِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

دیکھے ہیں ربطِ عشق جو اس دلربا سے ہم — فانی بھی ہوگئے تو ہیں ہم میں بقا سے ہم
ہونا جو تھا سو ہوگیا روزِ ازل میں کل — کیا فائدہ جو پند کی یاد میں صدا سے ہم

راضی تو ہو چکے ہین قضا پر تیری قضا ناراض گرچہ ہین پہ ہین راضی رضا ہم
ہوتا نہین شنیدہ کبھی دیدہ کی مثال نظرون مین ہم دیکھکے تبکو کہین گر خدا سے ہم

اگر سیتری نامہ بر بھین
پیغام بھیجدینگے بادِ صبا سے ہم

گر بند جو آنکھین سو گئے ہم بس اپنے مین آپ کھو گئے ہم
ہر اپنی نفی بشکل اثبات اثبات نفی سے ہو گئے ہم
پاوین گے ثمر بہی اوسکا بیشک جس تخم کو آج بو گئے ہم
بہ بام شدہ ہوا بر آمد کل کوچہ مین اوسکے جو گئے ہم

ناصر سے بہار شاد

کر سینہ کو شُست و شو گیسو

بدل و جان تیری قربان ہین ہم
بخدا بندۂ فرمان ہین ہم

بندۂ بت بدل و جان ہین ہم
کافرِ عشق مسلمان ہین ہم

یار ہے نورِ نظر سا آگے
صورتِ آئینہ حیران ہین ہم

صبح انجم سا نہین آتے نظر
زات کی رات کے مہمان ہین ہم

دردِ دل اپنا بیان کرتے ہین
گو کہ ظاہر مین غزلخوان ہین ہم

جسم گل خوردہ سراپا ہیگا
صورتِ سروچراغان ہین ہم

اوسکی شمشیر ادا کا ہے عجب
دہن زخم سے خندان ہین ہم

خطِ رخ کی تہی تیرے یاد بدل
اندرون حاملِ قرآن ہین ہم

فیضِ ارشادِ جو ناصر کا ہوا
پیدا صاحبِ عرفان ہیں ہم

امید کیا وفا کی رکھیں بیوفا سے ہم
دنیا تمام کر دی خوف و رجا سے ہم

دم بندگی کا مار چلے ہیں فنا سے ہم
کب پھر گئے ہیں وعدۂ قالوا بلیٰ سے ہم

پامال ہووے سبزۂ روئے زمین بھی
آنکھیں ملیں اگرچہ خطِ دلربا سے ہم

ممکن نہیں ہے چھوٹنا زنجیرِ عشق سے
ہر چند چھوٹیں حلقۂ زلفِ دوتا سے ہم

ہوتی ہے کب شگفتہ دلِ اعدا کی
گو لاگ ربط رکھتے ہیں باد صبا سے ہم

فرہاد و قیس شعلہ نمط اوٹھ کھڑے ابھی
کھینچیں کبھی جو آہ غمِ مہ لقا سے ہم

اے دل گداز ہو تو نہ قلب کی طرح
پھوکیں گر تجھکو آتشِ آہِ رسا سے ہم

اوڑجاوے اپنی خاک وہاں پر تو کیا عجب ہمراہ وہ ہمسفر ہوے خاک و ہوا سے ہم
دل آئینہ ہوا تو ہوا خاک کی حصول برگشتہ ہاتھوں ہاتھ ہوے ہیں صفا سے ہم
سرگشتہ ازل ہین کہ مانندِ آسمان جو سر جھکا کے بیٹھے ابد تک خفا سے ہم

ظلمات ہو جہان سبھی ای عبا آن مین
دین گر نظیر ماہ کو روے صفا سے ہم

خدایا یہی تجھسے پوچھا کرین ہم تیرے گھر مین ہر بت کا پوجا کرین ہم
دوئی جب نہین ہے تو پھر کیا قباحت صنم اور خدا کو جدا کیا کرین ہم
نہین اب جہان کچھ مزا گفتگو کا کہ ہر گشت مین تجھکو ہی دیکھا کرین ہم
میرے ہاتھ سے دستِ نازک ملا کر لگے کہنے عاشق سے پنجا کرین ہم

خفا ہو کے عابدؔ تو کچھ بھی کہا جا
اسکو خوشی اپنی سمجھا کریں ہم

خود دلبرا ناصحا در باندارِ کیستم
تو نہ شناسی مرا دُکاندارِ کیستم

در گلستانِ جہان دُرّ اند گل با رنگ و بُو
ہمچو خار افتادہ من در کوہسارِ کیستم

جستجو ہر بار کردم خویشتن را یافتم
شکلِ خود پیشِ منست آئینہ دارِ کیستم

وا عجبا ہر بار گوئی رازقِ خود را شناس
این نمی فہمی کہ من خود رزقخوارِ کیستم

اضطرابِ دل چو سیماب و نمی باشد قرار
اختیارم نیست من در اختیارِ کیستم

در حقیقت صورتِ برگِ خزانم زرد رُو
گل نیم تو خود بگو دلدارِ خارِ کیستم

عابدؔ ہر وقت حق گوئی کند منصور وا

ناصرا نصرت بده من راز دار کیستم

من بدل محوِ عذار کیستم
آئینه دارِ بهار کیستم

هی نمیدانی مرا ای جامه زیب
من بجان و دل نثارِ کیستم

من ترا دلدارِ خود دانسته ام
تو نمیدانی که یار کیستم

همره باد صبا وقتِ سحر
بوی گل آسا غبارِ کیستم

صورتِ نقش قدم در کوی عشق
خاک گشتم خاکسارِ کیستم

خواب و آرامم ز دل بیرون شده
روز و شب در انتظارِ کیستم

ذره نبود بدستم اختیار
پس بگو در اختیارِ کیستم

حق شناسم محوِ حق گوئی شده
همچو منصورم بدارِ کیستم

جام می مینوشم اندر بزم عشق ساقیا گو در کنارِ کیستم
مرغِ دل گوید بزلف و کاکلش من نمیدانم شکارِ کیستم
در تحیر ہست عبدل مثلِ عکس
استیادم نی بکارِ کیستم

(۵)

یہ وردِ زبان پیر میری سدا ہے حضرت خواجہ معین الدین
اور مجھکو وظیفہ صبح و مسا ہے حضرت خواجہ معین الدین
جو وقت زیارت کر حاصل مین عرض کیا جو چاہا دل
حاجت وہ میری بس ہووے روا اے حضرت خواجہ معین الدین
کہتے ہین تمامی خلق اللہ ہین ہند و دکن کے شاہنشاہ

واللہ کہ شاہِ ہر دو سرا ہے حضرت خواجہ معین الدین
جتنے ہین جہانمین اہلِ چشت ہر ایک کو سمجھین گُن بہشت
بخشندۂ جملہ فیض و عطا ہے حضرت خواجہ معین الدین

عابد بھی غلام چشتی ہے جو اوسکے گنہ کی کشتی ہے
ساحل پہ اوسے لاے بخدا ہے حضرت خواجہ معین الدین

تو معبود مین عبد نابود ہون — تجھے جان کر مین ہوا بود ہون
تیری دولت وصل ہے خوب تر — نہین چاہتا کچھہ اس سے افزود ہون
ہر ایجاد یہ میری تیرے لیے — مقرر ہین موجد کا مقصود ہون
ہین ساتون فلک میری ساجدا — کہ ہر ایک کا مسجود مسجود ہون

ہر ایک عبد طالب نہ کیون ہو میرا
مین نما ہون سمجھو تو معبود ہون

ہم تو کچھ آپ کے جدید نہین　　اپنی درخواست بھی مزید نہین
لطف و اشفاق سے تیرے دایم　　رُو سیہ کون رو سفید نہین
ہے ظہور اتمہارا ہر شئے مین　　ورنہ کچھ بھی یہان پدید نہین
مجھ پہ الطاف کی نظر ہو سدا　　تیری قدرت سے کچھ بعید نہین

رہیو عابد بھروسے والا
کچھ تقاضا میرا شدید نہین

کسی صورت قرار آتا نہین یا سید لکھ قسمت مین　　دکھا دے تو گل راحت خدایا باغ جنت مین

نہین

نہیں یک بدر ہی گہٹنی لگا ہی دیکھکر مجھکو
کہ مہرِ خاوری بہی جل رہا ہی حسرت مین

نہ لیٹے نیند آتی ہی نہ بیٹھے چین پڑتا ہی
لگا کر دل صنم سی پڑ گئی ہم ایک آفت مین

فراغت مین جو ہمدم ہو خوشامد کو نکر یاور
وہی ہی آشنا جو کام آوے درد و محنت مین

تیری صورت کی عاشق ہو مقولہ ہی دو عالم کا
پری ایسی پرستان مین نہ ایسی حور جنت مین

بہر سو باغِ ہستی مین پہرا مدت تلک لیکن
ندیکہا پہول پہل یک سرو مین یا نخلِ الفت مین

دعا غالب کی ہی ہر آن محبوبِ الٰہی سی
ترقی ہو میرے آقا کی ہر دم شان و شوکت مین

یہ ظرفِ نورِ یزدانی محمد شاہ چشتی ہین
بفیضِ احمدی بانی محمد شاہ چشتی ہین
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

جو ہیں پیرِ طریقت حضرتِ خواجہ معین الدین
نمونہ با علو شانی محمد شاہ چشتی ہین

خلافت سے ہوئی ہے جانشینی لیکہ زندہ
کہ شہ خاموش کر ثانی محمد شاہ چشتی ہین

نہ کیونکر طالبونکے دل ہین پروانہ سا قربان
چراغ بزم عرفانی محمد شاہ چشتی ہین

وہ جلوہ شاہد مقصود کا دکھلاتے ہین ہر دم
بانوار درخشانی محمد شاہ چشتی ہین

شراب معرفت سے مست طالب رہتے ہین اونکے
زہے ساقی فیضانی محمد شاہ چشتی ہین

مثال ثابت و سیار محفل طالبون کی ہے
قمر با نور نورانی محمد شاہ چشتی ہین

حقیقت مین حصول دید چشم دل سے ہے بیشک
خدا بینی خدا دانی محمد شاہ چشتی ہین

نظر آتا نہین ہے صابری بلبل کو پھر ایسا
علیم فیض ربانی محمد شاہ چشتی ہین

نہین فکر محب کو بیان ہو ہان تیرا رنگ تجھہ مین جو ہے نہان

نہ سمجھ کے کرتے ہین وہ بیان نہ سنون نصیحت ناصحان

جسے دہونڈہتی ہی سبھی جہان نہین جانتے کہ وہ ہی کہان

میری چشم دل مین ہی وہ عیان وہی سب سمجھتے ہین عیان

توئی اولین توئی آخرین توئی آسمان و توئی زمین

توئی قبل ما توئی بعدِ ما توئی عرش و کرسی و لامکان

دلِ زار ہیگا پُر از محن کیا عشق رونقِ انجمن

کہون کیا کہ قلزمِ موجزن ہوئی ایک قطرہ مین ہی روان

جو ہی یک زمانہ گیا گذر وہ جدہر ہی ہم بھی رہین اودہر

نہ کسیکو اوسکی ہی کچھہ خبر نہ سمجھتے ہین اوسے این و آن

رہے کعبہ مین کبھی دیر مین تھے حجاز و ہند کی سیر مین
رہِ کفر و دین سے وہ غیر مین ہوئے شیخ و برہمن اندران

عجب آئی فصلِ بہار ہے دلِ بلبل اوسپہ نثار ہے
کہ وہ ایک تا بہ ہزار ہے کہ ہر ایک غنچہ مین گلستان

لبِ بام وہ ہوا جلوہ گر نہ وہ مہر ہے نہ وہ ہے قمر
مجھے آئی قدرتِ حق نظر کہ دیا دکھائی وہ ناگہان

تیرا اے بیاں اب ہوا دل صفا کہ ہے فیض ناصر اثر کیا
رہا عشقِ احمد مصطفےٰ تیرے دلمین تو ہوا ازدان
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

تو مجھسے ہو گیا پنہان کہان جاؤن کسی پوچھون
صنم انجان چلا انجان کہان جاؤن کسی پوچھون

ہوا ہوں قلزمِ وحدت مین غرقاب وے میان زاہد
دکھا تو ناصح ناداں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

مجھے یساقی مہوش پلا جامِ مئی بیغش
سخن دل کب ہی عنوان کہاں جاؤں کسے پوچھوں

ارادہ نالۂ دلکا ہی تا سدرہ پہنچ جاؤں
نہیں ہیں سلطہ ہمراہاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

پسندِ اہلِ دل اک بیت ہی سب اقوال ہیں مشکل
ہیں قہقہے کر دی کیوں ناآں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

شگفتہ مثلِ گل ہی ان پہ جگر عشق کی ماراں
نہیں ہے مجکو تاب اشکباں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

تیرے بھی ضعیف ہو کس سے نہیں ممکن ثنا ہووے
ہی شدید یوسفِ کنعاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

تیرے نازو کرشمہ پر سراسر دل تصدق ہے
میری جاں تجھ پہ قرباں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

بفضلِ ناصر اے غالب ملا تجھے ہی رازِ دل حاصل
نہ کہہ دلمیں تو رکھ عرفاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

مخمس بر غزل حضرت شاہ خاموش صاحب علیہ الرحمۃ کہ نام تاریخی بخشش مقالۂ ۱۳۰۶ھ

ہے حبیبِ خدا معین الدین
مرجع چشتیا معین الدین
ماۂ اولیا معین الدین
مظہرِ کبریا معین الدین
دلبرِ مصطفےٰ ص معین الدین
صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم

فرض ہے جبہہ سائی ہمکو سدا
دل و جان سے تو دل ہے تمپہ فدا
آپ کی مجھ سے کب ثنا ہو ادا
ہمسرِ انبیا ع حبیبِ خدا
علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام
پنجۂ مرتضےٰ رض معین الدین
علی مشکلکشا با تاریخ

پائے اقدس پہ جب میرا سر تھا
عرشِ اعلیٰ پہ ہو گیا گھر تھا
تو تو بندہ دلمیں ظاہر اگر تھا
خطِ ہٰذہ حبیب رخ پر تھا

نہ کوئی تم سا ہوا معین الدین

گنہ امت کے گر بتائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہو مخاطب اگر جنابِ رسول
عفو کردیگا رب برائے رسول ہر لقب آپ کا عطائے رسول

کرو مجھ پہ عطا معین الدین

فضل و الطاف اور تمہارا کرم ہر دلِ ریش پر میری مرہم
کیا لکھوں تم نعمت خاص لیکے قلم اسم اعظم تمہارا بس ہر دم

ہے وظیفہ میرا معین الدین

کشورِ ہند کو ہو تم حاکم آپ کا فضل مجھ پہ ہی لازم
تا نہ ہر جنم میں رہوں نادم میں مشہور آپ کا خادم

ہوں برا یا بھلا معین الدین

بھولو محشر مین تم نہین مجھکو   رہو تم ہو جہان وہین مجھکو
فخر تم سے ملے یہین مجھکو   اپنے در کے سوا کہین مجھکو

در بدر مت پھرا معین الدین

جو مین چھپتا ہون تجھسے دے مجھکو   اور غلامون مین اپنی لے مجھکو
لوگ گنتے ہین آپ کے مجھکو   نفس شیطان کر دام سے مجھکو

جلد کیجے رہا معین الدین

عابد رہ تو اس بن خاموش   ہو جو اب دیکھ پیش و پس خاموش
عفو عصیان کی کر ہوس خاموش   حرف دل مین نہ رکھہ تو بس خاموش

ہو وسیلہ تیرا معین الدین

خمسہ بر غزل حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ نام تاریخی آن ہفت اختر ۱۳۰۹ھ

پہنچاویں کہربا تو یہاں کاہ ہی نہیں
جسکی چکور بن رہیں وہ ماہ ہی نہیں
جز اپنے دل کے کوئی تو ہمراہ ہی نہیں
ہر چند تیرے سمت سوا راہ ہی نہیں
تسپر بھی آہ یہاں کوئی آگاہ ہی نہیں

دل اختیار میں جو ہو کوئی کیا کرے
ہر چند رہویں گوہر ارشاد سے بھرے
صراف کون پرکھے جو یہاں کھوٹے اور کھرے
وہ مرتبہ ہی اور ہی فہمید کے پرے
ہم جسکو پوجتے ہیں وہ اللہ ہی نہیں

کاؤس و جم سکندر و افراسیاب سب
پائے تھے ہند و چین و عجم کشور عرب

مصروف تہی بعد اوس سیاہ روز و شب
ہم بہی فلک سی کرتی کچہری طلب

ڈہونڈا پر اپنی دل مین تو کچہہ چاہ ہی نہین

شطرنج دہر مین ہی زد و برد ہر زمان
ہوتی ہی شکل مات بہی یکسمت سی عیان

ایدل مین تیری روبرو اکبار کرون بیان
انسانکی ذات سی ہی خدائی کی کہین بیان

بازی کہان بساط پہ گر شاہ ہی نہین

بالا ز آسمان ہی بصد اوج شان خلق
ہی خلق تجہہ مین گرچہ ہی تو درمیان خلق

تو بادشاہ خلق ہی بی منت جہان خلق
سو رنگ سی ہین جلوہ نما گونتا خلق

اپنا تیری سوا کوئی دلخواہ ہی نہین

اوسکی سوا کسیکو نہین چاہتا ہی دل
ہی شہپر ہما کا نہ منظور مجہکو ظل

میران

ہر آن اوسکی یاد سے بس ہو گی متصل   گر کہتے ہو کہ ہو وہی ہی وہی ہی منفصل

تو راہ پر ہین سب کوئی گمراہ ہی نہین

غابد
جو یاد آیا کسیکا ہمکو خال و خط   آنکھون سے صاف بہتے ہین نیل و فرات
کیون ہو نہ ہجر بیچ پریشان ہم فقط   اک درد اوسکو آپ مین ڈھونڈہو آئینہ نمط

بیرونِ در تو اپنی قدمگاہ ہی نہین

خمسہ بر غزلِ حضرت شاہ خاموش صاحب رحمۃ اللہ علیہ نامِ تاریخی آتشکدۂ تصوف ۱۳۰۶ھ

دلِ ویرانکو بسایا تجھے مین جانتا ہون   اپنا گھر آپ سجایا تجھے مین جانتا ہون
تجھسا ہمدم نہ کہین پایا تجھے مین جانتا ہون   اپنا محرم جو بنایا تجھے مین جانتا ہون

مجھسے منہ پھر کیون چھپایا تجھے مین جانتا ہون

میں فراموشی سے دیکھا تھا طرف ماہ کے جو
تیرا چہرہ تھا نظر میں کہ سیہ تھا وہ تو
بند کرنا نہیں لازم ہے تجھے گر دیکھو
تو اگر بھولا تو بھولا میرا صاحب مجھکو

میں نہیں تجھکو بھُلایا تجھے میں جانتا ہوں

فصل میں آنا ہے اب زمزمہ قمریکا بھی
گلشن دہر میں ہے تو بھی تجھ یک سرو بھی
یک زمانہ میں ملا اب تو ہمہ معشوق توئی
سب زمانہ میں پہرا ڈھونڈھتا محبوب کوئی

نہیں تجھسا نظر آیا تجھے میں جانتا ہوں

بند ہو رانڈہ میری مجھ لگا نہ کہہ جلد تو کھول
اللہ اللہ سے اری یار میرا دل لے مول
ذہن کا مل میں ہمیشہ ہے خدائی کا قول
مرنہ مل مجھسی میری شوخ پا نہ سن یہ بول

دل میں میری تو سمایا تجھے میں جانتا ہوں

ناصر نام تیرا ہی میرا ہر جا حافظ
دین و دنیا مین ہر اب تو ہی بس اپنا حافظ

نیک کو چہتے ہین سب تو ہی بدونکا حافظ
بد ہون یا نیک ہون مین تیرا تو میرا حافظ

تجھکو پایا خدا پایا تجھے مین جانتا ہون

کچھ بہی کہنی نہین دیتا ہی تیرے ڈر نے
شعبدہ کرتا ہی بیٹھے ہوے شیشہ گر نے

مان تو کہتا ہی جو تیرے دلِ مضطر نے
کاٹ کی پتلی کو جسطرح سی بازیگر نے

ناچا مین جیسا نچایا تجھے مین جانتا ہون

عبداللہ ہوش اگر ہی تو بجز یار مکوش
تاکہ لادی ہی محبت سی تیری دیا جوش

شاہِ خاموش ہین فرماتی ادہر کر تو گوش
بات کرنی بہی بہتر ہی تجہسی خاموش

تیرا بندہ ہون خدایا تجھ مین جانتا ہون

خمسہ بر غزل جناب آغا داؤد صاحب سجّادہ حضرت محمد حسن صاحب بدری علیہ الرحمہ نام تاریخی نغمۂ یار ۱۳۰۶ھ

ہوا ہوں پروانہ شمع رو کا جلا رہا دل کو تاب میں ہوں
بحرِ دنیا ہوا کے مانند بنکے قیدی حباب میں ہوں
سمجھ لے ناصح کہ اب تو غرقاب میں ندامت کے آب میں ہوں
نماز کیسی کہاں کا روزہ ابھی میں شغلِ شراب میں ہوں
خدا کی یاد ہو گی کس طرح سے بتوں کے قہر و عتاب میں ہوں

تمام احوالِ عشق اپنا نہیں سناتا ہوں میں کسی کو
مثالِ خورشید داغِ فرقت نہیں دکھاتا ہوں میں کسیکو

بسوی میخانہ مثلِ ساقی نہ ساتھہ لاتا ہون مین کسیکو
شراب کا شغل ہو رہا ہی بغل مین پاتا ہون مین کسیکو

مین سو رہا ہون یا جاگتا ہون خیال مین ہون کہ خواب مین ہون

کبھی مسلمان کبھی ہون کافر کبھی ہون فاجر کبھی ہون عابد
کبھی تو مسجد مین ہون مصلّی کبھی تو ہون بتکدہ مین ساجد
وہی ہی مقصود میرا ہر جا وہی ہی معبود میرا شاہد
کبھی نمازی کبھی شرابی کبھی مین ہون رند گاہ زاہد

خدا کا ڈر ہی بتون کا کھٹکا الٰہی مین کس عذاب مین ہون

نہ واعظون کا نہ زاہدون کا نہین مجھے خوف ہی کسو کا

ہر اسم یا ہو زبان پہ جاری ہمیشہ رکھتا ہون شغل ہو کا
مدام کرتا ہے ذکر ساقی شراب اور شیشہ و سبو کا
نہ چھیڑو اس وقت مجھکو زاہد نہیں یہ موقع ہے گفتگو کا
سوار جاتا ہے وہ شرابی میں حاضر اوسکی رکاب میں ہون
نصیر یا صر سمجھ گو عبا پہ راز حق ہے سب آشکارا
یہ ورد نام رسول[۲۹] ہو حق شفیع محشر[۲۵] ہے اون کو سمجھا
حبیب حق خاتم رسالت وہ میر یثرب ہے شاہ بطحا
قیامت آنے کا ڈر ہے کیسا تردد اور فکر کیا ہے آغا
حساب کیا کوئی مجھسے لیگا بتا دو میں کس حساب میں ہون

و

رکھہ دل مین تصور مرشد کا لا اپنی زبان پر اللہ ھو
وہ مولا اپنا ہادی ہی دیکھہ اوسکو سراسر اللہ ھو
فرمائے جو ظاہر خیر شر پس دل مین سمجھہ وہ مالک ہی
رکھہ صورت مرشد پیش نظر کہہ اللہ ھو پھر اللہ ھو
خالق ہی وہی رازق ہی وہی عاشق ہی وہی معشوق ہی
دل بیچ سمجھکر الا اللہ کہہ منہہ سے ازبر اللہ ھو
اس ذکر کا دایم شغل رہے مرشد باجازت جیسا کہے
باقی تیرے مین تو بخدا پھر یادین اظہر اللہ ھو

غلام ہی عبادت یہ بہتر ہی عبدیت اپنی چہتا اگر

بار ازِ خفی و رمزِ جلی تو ذکر کیا کر اللہ ہو

کہتے ہین جو سب آدم ہمکو ہیگا یہ لقب تا دم ہمکو
اس جسم مین جب تک دم نرہے تب جان کہین عالم کو
جب تک نہ ستون ہووی بمکان قایم وہ مکان ہتا ہی کہان
ہی قدرتِ خالق جسپہ عیان سمجھی وہ ستون محکم ہمکو
ہم صورتِ انسان تہے ظاہر باطن مین نتہے انسان مگر
سب اہلِ بشارت دیکہہ بشر وہ سمجھے جب آدم ہمکو
گر عزت ہی تو آپ سے ہی اور ذلت ہی تو آپ سے ہی
جو کچہہ ہو سو آپ ہی ہو مفہوم ہوا ہمدم ہمکو

وہ ساجدِ طاقِ دیر و حرم ہین شیخ و برہمن نہ فروش
ابروے بتان مسجود ہی جب آتا ہی نظر وہ خم ہمکو

ہر غافل و ناصح دم و مکر کیا دکھلاتے ہین ہر دم ڈھکوسو
از خُلقِ حسن مرشد نے کیا با رازِ خدا محرم ہمکو

کیا پیر گو یون سے کام رہا معرفت کا جب دم راز کھلا
نصرت یہ صدا ناصر کے کرم سے پائی ہین عابد ہمکو

ظاہر نمایش ہر جگہ پہر ہمسے کیون شرمندہ ہو
پلٹو نہ ہر دم ای صنم تم بارخِ رخشندہ ہو

عادت کجی کی ہوتی ہی خوبونکی لیکن جانِ من
مائل ہو عاشق کی طرف تم گوہرِ تابندہ ہو

لب تم باذن اللہ مسیحا کہ ہین جیتی مُردگان
جب دم نگاہِ پاک سے مرقد مین مُردہ زندہ ہو

اے نسیم صبح یادان تیری کرم ہم جانثر بین شد کہو   پھر کیا کریں اوس یار کو دانندہ ہو شنیدہ ہو

جو عشق کا اسرار ہے آسان نہیں دشوار ہے
سب فضل پر موقوف ہے عابد مگر جوئندہ ہو

قصیدہ موسوم بنام تاریخی خیابان خلد

۱۲۹۸ھ

ترحم کن بحالِ من خدارا یا رسول اللہ   شفاعت کن برای من گدارا یا رسول اللہ
بروزِ حشر ہم بخششِ این امتِ عاصی   ندارد نزدِ حق کس جز تو یارا یا رسول اللہ
ہزاران یوسفِ مصری تصدق بر جمالِ تو   خدایت داد آن حسنِ لازال را یا رسول اللہ
تو آن شاہنشہِ عالم بفر و حشمت و جاہی   کمینہ بندۂ ذاتت جمشید و دارا یا رسول اللہ
تصدق باہزاران صدق بر اعجازِ پاکِ تو   گواہی داد بر تو سنگِ خارا یا رسول اللہ

آخرم

زخوئے عارضِ تو دُرِّ مکنون قطرہ باشد
ز گیسویت شمیمے مشکِ سارا یا رسول اللہ

زمین و آسمان لوح و قلم جن و ملک انسان
ہمہ از بادۂ نعمت سکاری یا رسول اللہ

جبین بر روضۂ پاکِ تو میساید روز و شب
حبش ہند و عرب ترک و بخارا یا رسول اللہ

اگر یکجرعہ نوشد کسی از جامِ عشقِ تو
ز لوحِ دل بشوید ماورائی را یا رسول اللہ

غریبم بیکسم زارم غریقم در گنہ بیحد
تلطف کن نہان و آشکارا یا رسول اللہ

بدرگاہِ کریمت آمدہ عابد بچشمِ تر
کنی بر حالِ او لطف و مدارا یا رسول اللہ

جب دیکھا وہ چشمِ بتِ سرشار کا نقشہ
نظروں میں پھرا نرگسِ بیمار کا نقشہ

کیا مانی و بہزاد لکھے یار کا نقشہ
جانے نہ بجز دل کوئی دلدار کا نقشہ

ہین پاے بگل دیکھہ کر شمشاد و صنوبر
اے سرو خرامان تیری رفتار کا نقشہ

ہر شب متغیر ہی ترے عاشق کی حالت
ہر روز نیا ہی ترے دل افگار کا نقشہ

الجھا ہی ہا سنبل پیچان سا دل اپنا
جب دیکھا تیری زلف شکندار کا نقشہ

عاشق ہی ترا ہو گیا دیدار سے محروم
کوچہ مین کھڑا تکتا ہی دیوار کا نقشہ

خلق حسنی پایا ہی ناصر سے جو عبد
مت بھولنا اوس کاشف اسرار کا نقشہ

ی

ہاتھہ مین ہی خنجر کہ شمشیر میری واسطے
بس ہی مژگان کا اشارہ تیر میری واسطے

ہین مجھ عاشق نرگسی آنکھین مجھسے پھیر لے
ہین غزالان ختن نخچیر میری واسطے

کر دیا روز ازل حق سے مقرر بہر خلق
اوسپہ ہون راضی ہی تقدیر میری واسطے

میرے قاصد کو پہرا خالی نہ پہیجو جواب
خوب ہو یا زشت ہو تحریر میرے واسطے

صفحۂ سینہ پہ ہر میری تسلی کے لئے
عشق نے کھینچی تیری تصویر میرے واسطے

مصحفِ رُخ پر تیرے زیبا خطِ زلفِ عروس
لکھدیا ہر حسن نے تفسیر میرے واسطے

علمِ منطق کے مقولے یاد عابد کو نہین
زاہد اکرتا ہر کیون تقریر میرے واسطے

اگر پوچھو میرا نشان بے نشان ہے
کہ رہنے کا میرے مکان لا مکان ہر

کہی آیتِ نحنُ اقرب جو تو نے
تو پھر تجھمین مجھمین جدائی کہان ہر

تو پردہ مین رہکر کیا مجھکو ظاہر
پتا ذاتِ اقدس کا مجھسے عیان ہر

نہ یہ شش جہت وہان نہ ارض و سما ہر
ہماری خودی کا نرالا جہان ہر

ہمین ہے کہ بجز تیرے کچھہ شی جہان مین
جو تو ڈھونڈھتا ہے وہ تجھہ مین نہان ہے

سدا فیض عابد کو ہے وصل سے حاصل
فقط ناصحون پاس جھوٹا گمان ہے

گل ہے وہ کہین کہین کلی ہے
ہر حال مین رنگ مین بھلی ہے

بانکی تیری سر پہ جو کلی ہے
جب سے دیکھا ہون بیکلی ہے

نزدیک ہمارے وہ خفی ہے
کثرت مین جو دیکھو تو جلی ہے

بھاتی نہین ہمکو سیر گلشن
مسکن اپنا تیری گلی ہے

جانیگا نہ کوئی رمز باطن
سمجھےگا وہی کہ جو ولی ہے

بس حلقہ بگوش ہو تو ہین دل
ہلتی جس وقت جھلملی ہے

وعدہ نہ وفا کیا جو تونے اس وجہ سے دلکو تلملی ہے
ابرو کی تیری ثنا کرین کیا تلوار ہر ایک جا چلی ہے
وہ شیرِ احدؓ وصیِ احمدؐ نام اونکا غضنفر علی ہے
معراج مین ہمرکابِ احمدؐ جبریل جوان اردلی ہے

پوچھے کا جو کوئی نام میرا
کہدونگا کہ عابدِ علی ہے

آتی ہے پسینے سے تیرے بو مشک و اگر کی اور شکل تری از بدر ہے اوس شکل قمر کی
اشکونمین جو شوخی ہے میری لخت جگر کی وہ آبرو لیتی ہے یقین لعل گہر کی
امید جہان بستۂ دامانِ کرم ہے خلقت ہے نمایان سبب صاحب شہر کی

مین بندہ ہون بندیکا خدا اوسکا ہے واقف
سچ بات یہی ہے میرے دل اور جگر کی

حسرت سے ہر ایک گل کا ہوا چاک گریبان
جب باغ مین اوسنے کی گلگشت گزر کی

دکھلایا رخ اپنا جو نقاب اوسنے اوٹھا کر
نظرون مین میری گھٹ گئی توقیر قمر کی

کیا دیتے ہو بل زلف معنبر کو تم اپنی
پیچیدہ دھوان دیتی ہے بتّی بھی اگر کی

زاہد کو سدا منہ وہ چڑہی ہتی ساقی
یہ بنت عنب گھاٹ کی ہے سمجھو نہ گھر کی

آزاد کرو دنیا مین نہین کام کسی سے
کب آرزو ہے سرو گلستان کو ثمر کی

جیتے رہو تم لاکھ برس ہم تمھین دیکھین
ہو حق سے عطا شاہ دکن عمر خضر کی آمین

تعلیم و قواعد سے وہ جھنجلا کے ہین کہتے
عابد کبھی عادت یہ نہین اہل ہنر کی

تیر پر تیر لگاؤ تمھین ڈر کسکا ہی
یہ جگر خانہ تمھارا ہی ہم گھر کسکا ہی

ہم رہین فرش زمین ہاے رے اتنا بھی غرور
تم نہین پوچھتے قدمونپہ یہ سر کسکا ہی

سیکڑون وقت چلے آتے ہو گھر مین میرے
ابکے باہر ہی سے کہتے ہین کہ در کسکا ہی

عاشقی اپنی جتاؤن تو وہ فرماتا ہی
میرا عاشق نہین خاک بسر کسکا ہی

کرین خود آپ شرارت و برائی ہر وقت
کہتے عابد سے ہین اولٹا کہ یہ شر کسکا ہی

ہمنے اوس رخ پہ جو نظر کی
تو یہ تھی طور کے شجر کی

نظرون مین کوئی نہین سماتا
ہے جب سے لگن لگی اودہر کی

اللہ کو منہ دکھاوین کیونکر
تسبیح تو کر رہے ہین ہر کی

تم ہو تو ہے جانِ جان زندہ
واللہ قسم ہے میری سر کی

شاہنشہِ ملکِ حسن تم ہو
سر پر زیبا کلاہ زر کی

کعبہ کے سفر میں پھر رہا ہے
ہر قدر شتر سے بڑھ کے خر کی

عابد کے ڈرانے سے ڈرین کیون گُن
جو جان لیے ہین خیر و شر کی

خمسہ غزل حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا تاریخی نام داغِ جگر سوز ۱۳۰۱

ہر قدم در کوچۂ دلدار بودی کاشکی
بلبلم ہم جا بسر در گلزار بودی کاشکے

الحق از مقصودش حقدار بودی کاشکے
اینکہ سر بر تن بود بردار بودی کاشکے

وین بدن خاشاکِ راہِ یار بودی کاشکے

۱۳۳۳۱

چونکه لطفش یافته دانسته‌ام خوبیِ حبیب
راهِ جنت ترک کرده میروم سوی حبیب

شوقِ دل گویم همه چون بنگرم رویِ حبیب
تا صبا خاکم نبردست از سرِ کویِ حبیب

خاکِ من خشتی از آن دیوار بودی کاشکی

در جحیمِ غم بداری نفسِ کافرکیش را
هر زمان بینی و میدانی کمی و بیش را

دور از خود گر گذاری عاشقِ دلریش را
چون تو گاهی میکنی پرسش مریضِ خویش را

دائما چون دل تنم بیمار بودی کاشکی

سوی کعبه میروند ازبسکه حج جویند خلق
روی خود از آبِ زمزم در حرم شویند خلق

حق تعالی را ندانسته چه میجویند خلق
بسکه بیدادِ تو افزون میشود گویند خلق

جورِ ایشان تو همچون یار بودی کاشکی

سر کشد آه و فغانم از زمین تا آسمان
دارم امید وفائی از تو اے جانِ جہان
می کند معشوق گر ہر جا ستم بر عاشقان
باوجود از جورِ بسیارِ تو گویم ہر زمان

اینکه باشد اندکے بسیار بودی کاشکے

می نماید نالہ در فصلِ خزان بلبل ہزار
در شبِ ہجران چراغا نباشد زار زار
جان و دل پیوسته مثلِ برق باشد بیقرار
چون نشوائی کہ ہمچو گل جدا کردی ز خار

مجھے افکارِ قرانِ خار ہوتے کاشکے

خمسۂ غزل حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ العزیز نام تاریخی

خزنِ شوق
۱۳۰۶

ہمسرِ عشق درین کون و مکان نیست کسے
غیر او بین کہ درین ہر عیان نیست کسے
چشم بکشا کہ بجز جلوۂ آن نیست کسے
بخدا غیرِ خدا در دو جہان نیست کسے

صدل

صد دلیل است ولی واقف از آن نیست کسی

دیده را کن طلب ای یار ز دیدار نخست　　چون ترا دیده نباشد بطلب باشی سست
دل خود دار تو در الفتِ محبوب درست　　نکتهٔ سرّ محبت چو نهان از من و تست

لاجرم در صددِ شرح و بیان نیست کسی

دلِ معشوق درین دهر ز الفت خالیست　　بلکه لبریز کدورت ز محبت خالیست
سینهٔ بوالهوس از راز حقیقت خالیست　　مسندِ عزت و خلوتگهِ وحدت خالیست

از ازل تا به ابد در خورِ آن نیست کسی

نغمهٔ سرّ انا الحق چو ز دل می جوشید　　صفوتِ ظاهرِ او معنیِ باطن گردید
صورت خویش چو در آئینهٔ دل می دید　　لاجرم عاشق و معشوق خود ساخت پدید

تا که بروی بجز از وی نگران نیست کسے

ای دل ز ارشدی از مدد عشق قوی   همره باد صبا در چمنی گر روی
نغمه زن گشته چو بلبل بهوا محو شوی   اینهمه زمزمه کز سینهٔ خود می شنوی

تو چه گوئی که درین خانه نهان نیست کسے

راز مخفی چو نگردید عیان روز ازل   عشق شد در دل عشاق نهان روز ازل
تا ابد ماند بشد هرچه نشان روز ازل   زنده دل را چه غم از رفتن جان روز ازل

زانکه دل زنده باین روح روان نیست کسے

قصه کوهکن و قیس اگر مے دانی   یا بجز جلوهٔ معشوق حقیقی خواهی
ای جنون گم شدهٔ عشق بمنزل نرسید   دعوی عشق درین معرکه هرگز نکند

اگراز

اگر از جان و دلِ خویش بجان نیست کسے

یاد اجمیر بہ عنا بالا مع یاران بکشد از پئے فاتحہ تربتِ ذیشان بکشد
چون مجنون کہ جنون سوے بیابان بکشد بار عشق تو معینی بدل و جان بکشد

کہ ہوادارِ تو تنہا بزبان نیست کسے

خمسہ بر غزلِ ضامن علی صاحب ناظم تاریخی آن لذت معنوی ۱۳۰۶ء

الستُ بربکم کو ہم سندا تیری صدا سمجھے جواب اوسکا نہیں دیگر بجز قالوا بلیٰ سمجھے
کسی خورشید رو کی گر ضیا دیکھی تو کیا سمجھے رخِ روشن کو ہم اوسکے تجلی خدا سمجھے

بجا سمجھے حقیقت میں جو راز انبیا سمجھے

محمدؐ کو خدا بیشک بقولِ رہنما سمجھے جو نعتِ احمدِ مرسلؐ کو حمد کبریا سمجھے

جو ہم ہیں پیارے آپکے تم ہمکو کیا سمجھے تمہارے آئینہ رخ کو وہ ہم عکس نما سمجھے

جمال نور احمد کو رخ نور خدا سمجھے
صل و سلم یا رسول سلام علیک یا نبی سلام علیک

ہمیشہ عشق کی آتش میں اپنے دلکو تپنا ہے زباں نے نام اپنے بت کا ہر ہر آن جپنا ہے
تماشا دیکھ اس دنیا کا ظاہر کیونکہ چھپنا ہے سمجھ پر اپنی اپنی اور عقیدہ اپنا اپنا ہے

کوئی اوس بت کو کچھ سمجھے ہم اوسکو خدا سمجھے

وصال مہوشاں سے یہ دل پیدا ہو خرسند بقول صحرا وان نصائح سنتے ہیں اپنا پند
سمجھ مشہد سدا عشق حقیقی کر رہو پابند خدا ہم سے جدا کب ہے حجاب ہجر کی مانند

یہ ہے ایک موج دریا ہم اور وہ آشنا سمجھے

حجاب عشق نے صبح وصال میں کیا گذرے صفائی سے کیا آئینہ دلکو جوں سکندر نے

وہی ارشاد اپنے پیشوا کا گو بہتر ہے حصول معرفت ذاتی خدا کی عاشقو گر ہے
فنا کو جو بقا سمجھے بقا کو جو فنا سمجھے

چھپانا اونسے کیا صورت کہ مجبور ہیں صورت کے دیوانی شکل مجنون ہر گھڑی ہم ہیں صورت کے
جو کرنیوالی اب معلوم سب عالم ہیں صورت کے پہر صورت وہی ظاہر مقید ہم ہیں صورت کے
خطا اپنی سمجھ کی ہے جو ہم سمجھو خطا سمجھے

دل پُر درد کی غم بلا عیاں تابش ہو جانا لبنے سمجھ خورسند دل کب با بیاں بخشش ہو جانا لبنے
ستم ظلم و جفا کا سہنا یک کا ہنس ہو جانا لبنے رضامندی سے جان دینا کچھہ خوش ہو جانا لبنے
شہادتکا مرا ضامن شہید کربلا سمجھے

خمسہ غزل حضرت مولوی نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نام تاریخی غنچہ مراد ۱۳۰۳

تیرے عشق نے یون پھرایا مجھے   نظر آیا تیرا نہ سایا مجھے
بتایا عجب یک سمایا مجھے   منہ اپنا جو تو نے دکھایا مجھے
وہین پھر جو ڈھونڈھا نپایا مجھے

تیرا چہرہ مانندِ شمس و قمر   سمایا ہی نظرون مین شام و سحر
جو مین دیکھتا ہون ادھر اور ادھر   بسا میری آنکھون مین تو اسقدر
کہ تجھ بن نظر کچھ نہ آیا مجھے

ہی بالا ترا افلاک سے شانِ عشق   ہمیشہ ہی عاشق ثنا خوانِ عشق
نظر آئی سیرِ گلستانِ عشق   کہان تک کہون لطف و احسانِ عشق
کہ جون جون گھٹا مین بڑہایا مجھے

پڑہی عشق کی ہاتھوں اسطرح سوج
ہوئی محو یک آن مین اپنی بوج
فلک کی ہوئی پت بارا بروج
پہا تنگ دیا مجھکو حسن عروج
کہ بندہ ہی سے مولا یا بنایا ہے مجھے

کہاں تیری اُلفت مین دل کو قرار
پئی وصل ہی چشم دل زار زار
کبھی مجھ فدائی سے ہو جا دوچار
مین قربان ہون تیری نظرو نکر یار
ملاتی ہی آنکھین گمایا ہے مجھے

رہے یاد کر بیخودی کا مقام
ہی وہ سربسر بیخودی کا مقام
کیا یاد کر بیخودی کا مقام
کہاں مین کدہر بیخودی کا مقام
وہانسے یہان تو ہی لایا ہے مجھے

مددگار بلا کا ہی روز و شب بجز جین جو اصل مین ہی عجب
کرین التجا ہر گھڑی با ادب نیاز اب بہی ہی دعا و طلب
رکھ اپنا ہی بندہ خدایا مجھے

مخمس بر غزل حضرت شاہ خاموش صاحب علیہ الرحمہ نام تاریخی خورشید صوفی ۱۳۰۶

فدوی ہین دل و جان ہین سردار تمہارے جام مئی الفت سی ہین سرشار تمہارے
عاشق بہی ہوئی ہین تو ہین دلدار تمہارے ہم گرچہ نہین لایق دربار تمہارے
مشہور تو ہین بندہ سرکار تمہارے

تیری ہی قلمرو ہی جدہر دیکھون جدہر کو بن تیری نہین جانتی ہین کوئی بشر کو
روکتی ہین ہمین تب بہی کہ ہم پہیرین نظر کو اچھی رہین نہ دیکھ بہری جائین کدہر کو

گل ہین تو تمہارے ہین گو گر خار تمہارے

فرہاد ہوا عشق کی شیرینی چشیدہ — اور شمع پہ قربان ہے پروانہ پریدہ
کیون تمپہ دل و جانسے عاشق نہو دیدہ — زندہ کو تو مردہ کرین اور مردہ کو زندہ

ہین دونون صفت آنکھونسے اظہار تمہارے

ہر وقت میری آنکھونمین ہے آپکی تصویر — مقدور ہو کیا میری جو تمسے کرون تقریر
کشتہ ہے ازل ہی سے مقرر میری تقدیر — مقتل مین جو آؤ تو نہ لو ہاتھ مین شمشیر

بس کرتی ہین دو ابروے خمدار تمہارے

مسجد مین ہین یا کہ رہین آپ کلیسا — ہم جان لئے آپ کا ہین ہر و سلیقا
یک پیچ مین ڈالی ہے تیری زلف چلیپا — یوسف کی تو عاشق تھی فقط ایک زلیخا

یوسف سے ہزاروں ہیں خریدار تمہارے

ہیں ہاتھوں تمہارے ہی کبھی زاہد و ہمی — بے معنی ہیں الفاظ تیرے عقلی و فہمی
مجروح ہیں سان چتونکی کہ ہیں قابل رحمی — ہم ایک نہیں تیر نگہ کی تیری زخمی
بہتیرے ہیں ان چشمونکی بیمار تمہارے

عقبا کی عبادت پہ تمہارے ہی نہیں غور — کیون کرتی ہو ایذا صحو و ہر دم ستم و جور
ہر طور سے ہو وینگے شریک آپکی ہم دو — خاموش نہیں قابل محفل ہی کسیطو
رہنے دو اسے بس پس دیوار تمہارے

مخمس بر غزل حافظ صاحب نام تاریخی مذاق محبت ۱۳۰۵ھ

دل کا طواف کرکے جو حاجی کہاں جائینگے — جو ہیں مکین کعبہ وہ نہیں یہان ہی پائینگے

ناصح نہ بیچو پند کہین منہ کی کہائین گے   ایسے صنم کو چہوڑ کی کیا کعبہ جائین گے
وہان بہی وہی صنم ہو تو کیا منہ دکہائینگے

شیرینی ہم تمہاری سخن کی جو پائین گے   یک جوی شیر آنکہون سے اپنی بہائین گے
پہر ضرب تیشہ صوت فرہاد دکہائین گے   جوش جنون مین اپنی کبہی ہم جو آئینگے
مجنون نہین کہ ہم تمہین لیلی بنائین گے

رتبہ طرف حجاز کی آنے سے کچہہ نہین   روی حرم حطیم کی پانے سے کچہہ نہین
عرفات کا پہاڑ دکہانے سے کچہہ نہین   عاشق کو سو کعبہ کی جانے سے کچہہ نہین
ہم اپنے کوئی یار کو کعبہ بنائین گے

آئے تمہاری اپنی طرف جو نشین گی ہم   آنکہون کو اپنی فرش زمین کا کرینگی ہم

فرقت کی شب فلک کے بھی تارے گن گئے ہم　　معشوق تم نہ بنیگے تو عاشق بنینگے ہم

تم بھی ہماری طرح سے صدمے اوٹھائینگے

ہیں جو کہ پھرنیوالی عراق و حجاز کے　　مشتاق مدام رہتے ہیں ارباب آز کے

بیشک نہ چھنے والی ہیں انداز و ناز کے　　ہم کشتہ نیاز ہیں اوس بے نیاز کے

ہرگز نہ بار منت و احسان اوٹھائینگے

موسیٰ جو رب ارنی کہا کیا قصور ہے　　با نار لن ترانی جلا کوہ طور ہے

جو مرگ و زندگی کا جہان مین ظہور ہے　　فکر کفن ہمارے لئے کیا ضرور ہے

عریان جہان سے آئے ہین عریان ہی جائینگے

عاجز رہی جو تجھکو اگر دل لگی لاگ سے　　رہتی ہے محویت بخدا اوسکے راگ سے

ڈر بکریونکو رہتا ہے صحرا مین باگ سے
حافظا کو خوف کیا ہے دوزخ کی آگ سے

پلے پہ ہونگے شافع محشر بچائینگے
اللہم صل وسلم وبارک علیہ

خمسہ بر غزل مومن نام تاریخی آں شوخ ۱۳۰۶ مصرع

زلفیں رخسار پہ جسوقت پریشان ہونگے
دل عشاق بصد سلسلہ جنبان ہونگے
جمع اطراف جو دیدار کی خواہان ہونگے
ناوک انداز جدہر دیدۂ جان ہونگے
نیم بسمل کئی ہونگے کئی بیجان ہونگے

اوسکے رخسار کو کیا مہر درخشان کہوں
اسکی تنویر تو ہے اوسکی ضیا سے فزون
دیکھنے کی نہیں طاقت بدون ہو حیران
تاب نظارہ نہیں آئینہ کیا دیکھون
اور بنجائینگے تصویر جو حیران ہونگے

راتدن ہے یہ ہمین ہاتھ مین پیمانۂ چشم
شاہد عیش کی بس وصل سی شادو خرم
عشقبازی سی جو توبہ ہی کرتا ہمدم
ناصحا دلمین تو اتنا ہی سمجھ اپنی کہ ہم
لاکھ نادان ہوی کیا تجھسے بھی نادان ہونگے

چشم سفاک کی بیمار جو پائینگی کبھی
مثل نرگس وہ بیماری کھاوینگی کبھی
تنگ بیمار جو اس جینی سی آوینگی کبھی
منت حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام نہ اوٹھاوینگی کبھی
زندگی کی لئے شرمندۂ احسان ہونگے

حاجی بن بیٹھی خدا کی ہین مکان مین مؤمن
صرف عکسا ہین اسرار نہانمین مؤمن
کافر عشق ہین کہلاتی جہان مین مؤمن
عمر ساری تو کٹی عشق بتانمین مؤمن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

مستزاد نام تاریخی شمشیر محبت ۱۳۰۰

دل خود عرش معلا ہی صنم رہنے سے
واہ کیا خوب کہا
جاوین کب دیر و حرم دل ہی حرم رہنے سے
ہی وہ مرغوب سدا
گفتگو مین نہ کبھی فاش ہو راز باطن
گرچہ ہووین کئی دن
ہی مزا جان کو فقط جان کے تھم رہنے سے
یہی محبوب دکھا
دمبدم ہمدمو اب غور کرو کیا ہے دم
تمکو ہی حق کی قسم +
گل و بلبل بچمن سرو پہ نازان قمری
تھی سبھی کرتی خوشی
عیش ہی عاشق و معشوق بہم رہنے سے
کہتی ہی بادِ صبا
سیر گلشن مین خرامان جو ہوا غنچہ دہن
گلبدن رشک چمن

+ کہتے آدم ہین اوسی جسم مین دم رہتا ہے : خاص ارباب صفا

زینتِ راہ تیرا نقشِ قدم رہنے سے دل ہوا میرا فدا
غیر کیون کر نظرِ قہر سے ہی دیکھ رہا کہو حاصل تجھ کیا
پاویگا مرتبہ یک عشق کا غم رہنے سی دل کرا وپر نجدا
زیرِ ابرو وہ سیہ خال تو مانندِ سپر صاف آوی ہی نظر
تیغِ بُرّان ہی تیری ابرو مین خم رہنے سے جسنے دیکھا وہ کہا
ہر رقیبون کو حسد حد سی زیادہ دل مین دیکھ ہوتی ہین خجل
عاشقِ زار تیری بزم مین جم رہنے سے جو ہی یہ رتبہ ملا
عابدا ناصرِ برحق کا ہوا ارشاد ہمکو ہو اللہ ہی یاد
در منصور کو ہر بار ستم رہنے سے دار کا پایا غرا

مستزادِ دیگر نامِ تاریخی آں شمشیرِ برکت ۱۳۰۶ھ

تیری چاہت ہی مجھے چہتا ہون مین تجھسے تجھے   تو بھی اب چاہ مجھے
نظر آتا نہین جز تیری کوئی چاہون کسے   جو کہ آ جی مین بسے
ہی تماشا یہ نیا ہو کے نہین بندی کا   یہان آ کر جو مٹا
لا مین ہو کر جو فنا فی اللہ مین باقی ہمسے   جلد خود آکے ملے
ہم سے کہنے لگے وہ چہتے ہو کیا ہمسے صلہ   مین تو ہون تجھسے بلا
جو کہ تو مانگتا ہر وقت وہی تجھکو ملے   تیرا دشمن ہی جلے
مئے وحدت پی شراب ساقیِ مہوش سے جو ہم   بیٹھے عنقا سا ہین گم
ہمکو خواہش ہی نہین بنتِ عنب گر نہ ملے   صبح کی مستی نہ گئی

عابدا شعر تیرے بہرِ سمع ہمکو تو دے | کہتے شوقی ہین تجھے
ایک سے ایک ہے بڑھکر سبھی سانچے مین ڈھلے | جو پسند آوین تیرے

رُباعیات و قطعات

رُباعی

ہر رنگ مین شکل آب ہو جا تو فنا | غیروں سے رکھہ اتحادِ دل کیجے ثنا
ہر دم ہو ہو اللہ بہ فیضِ ناصر | منصور ساز نہار نہ کہہ لفظِ انا

قطعہ

دل پہ جو بیٹھا ہے اسے غافل اوٹھا | یکطرف ہو ہر طرف سے دل اٹھا
صحبتِ فقرا مین جا بن راہدان | بیٹھتا گر ہے تو کچھہ حاصل اُٹھا

قطعہ

دکھلائی دیوے غیر تو پہچان آشنا | مانندِ آبِ صاف یہ ہر رنگ ہو فنا
ظاہر پرست ہوتے ہین ہرگز نہ کہہ دلا | منصور و بایزید سا سبحانی و انا

رباعی

قطعہ

ہمسے جو نہ دم بھم رہیگا تو ہستی و نفی عدم رہیگا
مشتاق رہینگے اوسکے عابد جب تک کہ یہ ہم ہیں دم رہیگا

قطعہ

تو عابد ہے سے کام نہ رکہہ ناصر مطلق زیبا ہے تیرے واسطے معبودی حق
الا ہیں نہیں بحث جو کچھہ ہے تو الا ہیں اس بھید سے نہیں واقف ہر جاہل و احمق

رباعی

گر جلوہ یار دیکھنا ہے منظور تو جان اوکو دلکو ہمہ تن جلوہ طور
وا ہوتی ہیں یکبار جو چشم باطن ہو جاتا ہے منکشف سبھی نور ظہور

قطعہ

میں ناخوش کسی سے نہ خوش ہوں کسی سے کہ ہے ناخوشی اور خوشی اپنی جی سے
کیا بیخبر مجھکو اپنی خبر نے عجب بیخودی آگئی آگہی سے

قطعہ

کیا ہیں اب اور کیا سے کیا ہو جائینگے اٹھہ جو تیری آنکھہ وا ہو جائینگے

غور سے آئینۂ دل دیکھ لے کوئی صورت رونما ہو جائین گے

قطعہ

غنچہ کر ہمہ شگوفہ کے مانند گل سا ہرگز نہین ہنسا کرنا
اپنی کہنا نہ ایک سے کچھ بات غیر کے سیکڑون سُنا کرنا

قطعہ

ہوا ایک اگر بتاؤن عبث برداشتہ دل ہو نہیں سبھی سے
ہم بیخبرون کی مت خبر پوچھ آگاہ نہین ہین آگہی سے

قطعہ

خندۂ گل کی طرح ہے عیش یہان ناپایدار دم غنیمت ہے سمجھ جو دم کہ دم باقی رہے
یاد تو جاتا رہا داغ جدائی دل پہ ہے جون قدم اوٹھ جائے پر نقش قدم باقی رہے

تمت

داخلہ نمبر
فن نمبر ج ۲۵۱
کتاب نمبر

عالی نسب
احتشم

تقریظ ریختۂ خامۂ تفضل شمامۂ الانام مولوی محمد میر احمد الرضا خلف جناب حکیم حبیب اللہ صاحب فرنگی کا

اللہ اللہ یہ دیوان ہی کہ کوئی چمنستان ہی۔ نہ وہ چمنستان جسمین آج بہار ہی تو کل خزان ہی۔ آج گل کہلے ہوئی ہین تو کل کہلائی ہوئی۔ آج سبزہ لہلا رہی ہین تو کل مرجہائی ہوئی۔ گل ہی تو صرف نگاہ کو نضارت بخش۔ سبزہ ہی تو محض آنکہہ ہی کو طراوت دہ۔ بلکہ یہ وہ چمنستان ہی جس مین خزان کا گزر نہین۔ اس مین جسکو زوال ہو وہ بہار نہین۔ اسکا ہر پہول بجای خود ایک چمن ہی اور چمن بہی ایسا کہ افسردگی سے امین ہی۔ بو وہ بو کہ جان پرور و روان آسا۔ جس سی مشام آگہی معطر ہو۔ رنگ وہ رنگ کہ نظر فروز و دل ربا۔ جس سی چشم خرد منور ہو۔ کیون نہو اس چمنستان کی پہول ہی کچہہ نرالے اور سبزے ہی جُدے ہین۔ یعنی اشعار آبدار و ابیات پروین نثار جو خوبی مین آپ ہی اپنے نظیر ہین۔ اور بدرجۂ غایت دلفریب و دلپذیر ہین۔ ہر شعر انتخاب۔ ہر بیت لاجواب۔ ہر لفظ گوہر خوش آب۔ ہر نقطہ درخشندگی مین آفتاب۔ جو آب و تاب اس مین ہی وہ گوہر مین نہین۔ جو رنگینی اس مین ہی وہ گل تر مین نہین۔ مضامین بلند۔ خیالات آسمان پیوند۔ الفاظ ارجمند۔ بندش دلپسند۔ مطالب عاشقانہ کا نرالا ڈہنگ۔ مقاصد صوفیانہ کا نیا رنگ غرض ہر ایک بات مرغوب۔ ہر ایک نکتہ خوش اسلوب۔ کیون نہو یہ چمنستان جسمین ایسے گل و بوٹے ہین اوسکا نشو و نما ایک ایسے مبارک اور فرخندہ عہد کی ابر کرم اور سحاب فیض سے ہوا ہی کہ جب سی زمانہ وجود مین آیا ہی اوسنے ایسا آجتک عہد نہین پایا ہی۔ اور وہ عہد گویا ایک درخشندہ آفتاب ہی کہ اپنی اون شعاعون سے جو امن و امان و میمنت سی بہری ہوئی ہین ساری عالم کو نورانی کر دیا ہی۔ اور ایک بارندہ سحاب ہی کہ اپنی اون قطرون سی جو فیض و فضل و برکت سی لبالب ہین گلستان جہان کو سرسبز و شاداب بنا دیا ہی یعنی عہد میمنت مہد بندگان قدر قدرت قوی شوکت آصف سلیمان منزلت نظام الملک

میر محبوب علیخان بہادر

شاہ مرتبت آسمان آستان فرشتہ پاسبان سحاب نوال ہلال رکاب فلک بارگاہ ظل اللہ جمشید فریدون فر سکندر در دارا دربان ہوشنگ ہوش منوچہر چہر عالی جناب مستطاب حضور لامع النور فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ ادام اللہ ظلہ علی روس العالمین بحرمت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔ اور اوس چمنستان کے آرایشگر و آبیار ایک ایسے امیر با توقیر کی فکر صائب و طبع رسا ہی جسکی مدح و ثنا اندازہ بیان سے سوا ہی یعنی نواب معلی القاب مہر سپہر برتری آسمان جہان سروری جمیل الشیم حمید الخصال کریم الطبع صاحب النوال آب و رنگ گلشن فضل و کمال سرو بوستان جاہ و جلال خداشناس خداداں سرچشمۂ علم و عرفان رہبر طریقت و حقیقت کے فروزندہ شمع جامع مدارج جمیع الجمع نواب مستطاب میر عابد علیخان بہادر طال بقاءہ و زاد علاءہ خلف نواب صولت جنگ مغفور

نور اللہ مضجعہ

تواریخ طبع از حضرت غلام حسین صاحب قبلہ المتخلص شہوار استاد مصنف دام ظلہم

طبع یہہ دیوان جب عابد علیخان کا ہوا
جسکا ہر شعر تر و دلکش ہی گل اورنگ کا
سال تاریخ اوسکی یوں شہوار الفت سی کہا
زیب بستان ہی یہہ دیوان ابن صولت جنگ کا

ولہ

چو دیوان عابد علیخان تمام
بشد طبع در مطبع با حشمت
شنیدم ز شہوار تاریخ طبع
بفرمود بستان با عزت

ولہ

[illegible] عابد [illegible] مجمع سخن
گشت ہی بخط خوش طبع [illegible]

گرد چو شاہوار فکر از پی سال طبع آن   کرد ندا سروش غیب گلشن معرفت صحیح ۱۳۰۶ھ

چکیدۂ کلک گہر سلک طبع وقاد جناب راجہ گلشن پرشاد بہادر متخلص بہ شاد نبیرۂ جناب مہاراجہ بہادر پیشکار صاحب کا

از مضامین بلندی کہ درین دیوانست   ز عجب سر بفلک گر بکشد پایۂ نظم
پایۂ و مایۂ نظم سخن این است اگر   شاد فرمود سن طبع کہ سرمایۂ نظم ۱۳۰۶ھ

وله

باد مطبوع جہان این نظم اعجاز آفرین   تا کلیم فکر را جا ہست بر طور سخن
از مصنف شد چو اصرار از پی تاریخ آن   شاد سال طبع آن فرمود منشور سخن ۱۳۰۶ھ

از نتائج طبع مولانا مولوی محمد عبد القادر صاحب ابو طاہر

من بدانم مذاق عابد را ۱۳۰۶ھ   سخن صوفیانہ دلکش ۱۳۰۶ھ
سال طبعش جلی و مخفی دان ۱۳۰۶ھ   سن ہجری ہزار سہ صد و شش ۱۳۰۶ھ

وله

کلک عابد علی نواب معلی القاب   ریخت این گوہر نایاب مذاق عابد
زد رقم خامۂ ماہر سن طبع دیوان لطیف   بے بہا دلکش احباب مذاق عابد ۱۳۰۶ھ

وله

زہے نواب ما عابد علی خان ابن صوفی نیک   کہ باشد طبع وقادش پر از نیرنگ بوقلمون
بفیض ناصر مطلق رقم فرمود دیوانے   زہے دیوانست ہر شعرش زناصر است ہر مضمون
برای طبع سال آن چہ خوش گفتا خود طاہر   زجوش از طبع عابد شد روان امواج گوناگون ۱۳۰۶ھ

طبعزاد علام محی الدین صاحب متخلص شہیار خلف جناب شہوار صاحب

حبذا دیوان میر عابد علیخان طبع شد   ہست تحسین ہر غزلہا جملہ بے عیب و خلل
کرد چون شہیار یاری فکر در تاریخ طبع   ہاتفش گفتا بباغ آمد بہار بے بدل ۱۳۰۶ھ

وله

زینت دیوان میر عابد علی خان   ادبا شد از شراب معرفت مست

چنان تاریخ طبعش گفت شہیار
کہ این گلزار عرفان بے عدیل ست ۱۳۰۶

وله

مطبوع چو شد مذاق عابد
از اوج تجلی مہر شد پست

شہیار بگفت سال طبعش
نورانی حدیقۂ عرفان است ۱۳۰۶

وله

دیوان لطیف میر عابد علی خان کا خاص
دیکھو کہ وہ مطبع میں ہے کیا خوب چھپا

شہیار نے سال طبع بے خامۂ شوق
لکھا کہ — حدیقۂ سخن عیش افزا ۱۳۰۶

از نتائج طبع وقّاد جناب محمد مظہر علی صاحب خوشنویس

ز عابد علی خان روشن ضمیر
چو تصنیف شد نسخۂ دلپذیر

پے سال تاریخ طبعش عجیب
ندا شد کہ — دیوان بے نظیر ۱۳۰۶

وله

عابد علی خان کرد چو دیوان طیار
از فضل خدای پاک و عون ناصر

ہاتف پے سال طبع نیکش گفتا
نایاب ز بس مذاق عابد ۱۳۰۶

وله

دیوان ہمہ طبع شد چو از فضل خدا
مملو بر موز است ادق سر تا پا

ہاتف فرمود سال طبعش از غیب
سرِ حق با مذاق عابد پیدا ۱۳۰۶

وله

ہوا دیوان میر عابد علیخان بہادر کا
پُر از اسرار حقانی بر ہر معرفت مملو

ہوا ہی سال تاریخ اوسکی جبدم فکر کی میں نے
کہا ہاتف — مذاق عابد کا ہی یہ سرِ اسرار الٰہی ۱۳۰۶

طبعزاد منشی محمد علی صاحب ملازم سرکار عالی قدر جناب میر حافظ علی صاحب بخشی

فرمود جناب ما چو دیوان تصنیف
بس دلکش و دلنشین مذاق عابد

ہاتف پے سال طبع نیکش گفتا
نادر واللہ این مذاق عابد ۱۳۰۶

وله

کرد تصنیف چو میر عابد علی خان دیوان
بے بہا دلکش احباب مذاق عابد

ہاتفِ غیب بگفتا سنِ طبع و تالیف — که - بیا نادر و نایاب مذاقِ عابد ١٣٠٦

نتیجهٔ فکرِ رسا عبدالقادر صاحب روشن تخلص تحویلدار فراش خانهٔ حضورِ پُر نور

دیوانِ حضرت ما عابد علی همین ست — بنگر کلام عرفان مملوست از فواید
روشن بسال طبعش چون فکر کرد هاتف — گفتا - ز رمز باطن بینی مذاق عابد ١٣٠٦

طبعزاد جناب سید شاه مخدوم محمد محی الدین محمد الحسینی سجاده نشین درگاه حضرت شاه امین الدین ولی صاحب

کلکِ فکرِ عابدِ والا نژاد — وا نموده مخفیِ اشکال را
یافتم تاریخ چون کردم شمار — یک هزار و سه صد و شش سال را ١٣٠٦

طبعزاد رای کشن داس صاحب علاقهٔ نظم جمعیت سرکار عالی عمدی شمبهو پرشاد جیو

چو شد مرتب بزیب و زینت بحسن و خوبی ز طرزِ دلکش
نکو فصیح و شیرین بلاغت افزا مذاق عابد
برای تاریخِ سال هجری چو فکر کردم ز غیب هاتف
ندا رسیده بدیع و فایق عجیب مذاق عابد

طبعزاد محمد خیر الدین صاحب تخلص مهر نبیرهٔ غلام محی الدین صاحب [illegible] صاحب سفینه صاحب گلشنوی

خوب ہے دیوان عابد کا چھپا — اک عالم کو ہے مطلوب آج
بندشیں اچھی مضامین ہیں بلند — [illegible] یہ نسخہ مرغوب آج
مہر نے تاریخ لکھی طبع کی — چھپ گیا دیوانِ عجب آج ١٣٠٦

[illegible]

طبع زاد جناب محمد امین الدین صاحب متخلص امین عرف منشی صاحب

میر عابد علی صاحب دل | این کلامش که گنج عرفان است
گفت امین سال طبع دیوانش | هدیهٔ عاشقان رحمان است ۱۳۰۶ھ

طبع زاد رای شمبھو پرشاد داماد رای منولعل متوفی سررشته دار صرف خاص

بعهد شاه محبوب دکن مطبوع شد یکتا | بموسوم مذاق عابد و مشهور شد هر جا
ز تصنیف جناب پاک میر عابد علی صاحب | رسید هر تاریخش ندا – شعر و سخن زیبا ۱۳۰۶ھ

طبع زاد محمد روشن خان صاحب محاسب علاقهٔ جناب مصنف صاحب

یه دیوان هوا طبع و تالیف جب | ز عابد علی خان ذی مرتبت
سن اوسکا دبیر خرد نے لکھا | عجایب هی یه گلشن معرفت ۱۳۰۶ھ

طبع زاد محمد مراد علی صاحب ڈاکٹر علاقه جناب مصنف صاحب

شهرهٔ آفاق میر عابد علی | مرحبا یه اونکی هی فکر رسا
یون کها هاتف نے اوسکا سال طبع | دیکھیے مضمون هی هر یک نیا ۱۳۰۶ھ

طبع زاد محمد خیر الدین صاحب منشی علاقهٔ جناب مصنف صاحب

[illegible] واللہ مذاق عابد | [illegible]شته اشعار همه هوش ربا
[illegible] طبع خرد | گفت گلدستهٔ فرحت افزا ۱۳۰۶ھ

بندهٔ غلام [illegible] ولد [illegible]ی محمد باقر کارپرداز جناب نواب میر عابد علی خان بهادر دام اقباله
منجمله تصنیفات جناب نواب صاحب معز جو کچھ که بهمدست و میسر هوے مجتمع کرکی
بصرف مذاق اپنے بماه مبارک ربیع الاول شریف ۱۳۰۶ھ
در مطبع خیر خواه حیدر آباد دکن مین چھپوایا

صحت نامه

صفحه	سطر	غلط	صحیح		صفحه	سطر	غلط	صحیح
۳	۳	ظاہر و باطن	باطن و ظاہر		۳۸	۷	کو	کہ
۵	۲	تیرا	اوسکا		۴۰	۶	باطلان	باطنان
۵	۸	کرم	کرم و		ایضاً	۸ و ۹	شتناسند	نشناسند
۶	۷	میرا	تیرا		۴۵	۵	ہلای	کہلای
۹	۲	حبابہ	سحاب		۴۶	۵	ہین	مین
۱۰	۷	دنیامین	اسبچاپہ		۴۸	۴	زاہدو	زاہد
۱۲	۱	سناوتو	سناون تو		۶۴	۵	ہیون	کہون
۱۳	۱	ندارم	ندارد		۸۳	۹	مین مشہود	مین ہیون مشہود
۲۸	۷	ہیچون	ہیچو		۱۰۴	۵	رہتی ہی سایی	رہتی ہی معافی
۲۹	۴	بنام	مدام		۱۰۶	۷	۱۳۰۶	۲۹۶
۳۰	۵	ازچشم	اچیچشم		۱۱۳	۲	حسن و	[illegible]
۳۴	۶	نہامین	[illegible]		۱۱۹	۱	کسی ریشہ	[illegible]
					۱۲۴	۶	دلبر	[illegible]

بعون ناصر ذی الجلال و بفضل احمد مختار

تصنیف رنگین مضامین عالی جناب نواب میر عابد علیخان صاحب خلف نواب [illegible] بہادر و الموسوم بہ

یادگار عابد
مسلک عارف

حسب فرمایش شایقین و طالبین باہتمام غلام رسول عفی عنہ در سنہ ۱۳۰۴ ہجری نبوی صلعم

در مطبع خیر خواہ دکن واقع حیدرآباد طبع شد

ح ۲۵۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مین ہون یک فرد حساب الہی تو ہے میرا | بخشیہ عفو ترا کاغذ جاذب میرا
کہ مین ہو محب ترا اور تو واہب میرا | مین تو بندہ ہون ترا اور تو صاحب میرا
حق عطا کر دے مجھے جو کہ ہو واجب میرا

خضر و الیاس سے بھی کام نہین کچھ ہم کو اب | اور نہین ہمکو ہے کچھ ہوش عیسے سے طلب
ورد ہے روز یہی اور تصور ہر شب | نہین کچھ جہان مین بن تیرے کسے سے مطلب
تو جو مطلوب ہے [illegible] طالب میرا

نظر آتا نہین مجھسا کوی با تاج و لوا | جیسا اسطور سے دلمین ہو مری یار تو آ
غیر کی جا جو نہین شکر خدا خوب ہوا | سب کا گمان ظاہر و باطن مین کوی تیرے سوا
دھیان ہٹتا ہے ابھی [illegible] میرا

تجھہ مین مجھہ مین نہین کچھہ فرق کہاتا ہے مجھے
مین تجھمین ہون نہین واللہ لبھاتا ہے مجھے
آئینہ بن کے جو ہون تو تو عکس دکھاتا ہے مجھے
دیکھون جب اپنے کو جو تو ہی نظر آتا ہے مجھے
روح تو تو ہی ہے پر سمجھو تو ہے قالب میرا

طور پر جیسے نظر آگئی موسیٰ کو جھلک
لیکے انسان ہوا جن و پری حور و ملک
دہر مین پیدا ہے جو صورت ہے وہ سب تیری ہی چمک
ہم نے ہر گل کو دیکھ لیا دیکھا خدا کو بے شک
قول اوسکا ہے کہ آدم ہوا نائب میرا

مین جو ہون بیٹھ گیا دہر مین ہو کر دلگیر
نظر تیر کا تیرے ہے مرا دل نخچیر
نہین ہوا جو جدا ہوئی کسکی تاثیر
دلمین اللہ ہی کہون منہ سے نکالون باہر
ظاہر پنہان ہوا اسی صورت سے مخاطب میرا

ہی وحدت کی مرے مغز مین اب تو بو ہے
تو جدہر دیکھا ادہر جلوہ اللہ ہو ہے
عابدا دہر مین شہرہ ترا ہر اک سو ہے
احمد و عابد ہمہ جا حافظ و ناصر تو ہے

بہ شغل خاموش ۷
قم باللہ تو ہر دم ہی مخاطب میرا
دوم

دل مرا قبلہ نما تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا
آئینہ دیکھا یہ کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا
حق کا گھر ڈھونڈھ رہا تھا مجھے معلوم نہ تھا
شکل انسان مین خدا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا
حق ہی نا حق مین جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

گرچہ تیرا ہی تصور تھا مجھے روز و شب
محو از خود رہا غافل سا مجھے ہوش تھا کب
دل آئینہ نما شد زرد و حیران بہ طلب
باوجودیکہ ترا فرمودہ نحن اقرب

گرچہ قرآن مین لکھا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کیا کہوں جو کہ خیال آتی تھی اپنے دل مین   معرفت کی بہا ہو سمتہ رہ مشکل مین
استخوان اپنی تھی ہر چند ہما کے ظل مین   ہو کے سلطان حقیقت سی ابھی گدا مین

در بدر بشکل گدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بیخودی سے نہ ہوا واقف اسرار خودی   بسر ہوش لیا سکہ اوٹھا بار خودی
پائی وحشت مین تھی ہیچ خلش خار خودی   مطلع ولبہ مری چھپا تھا از انکار خودی

چاند بدلی مین چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

جستجو مین بہی کی خیبر مین ڈھونڈھا ناحق   بن کو ہیار رسد اسیر مین ڈھونڈھا ناحق
وہ تو مجھ مین ہی تھا پر غیر مین ڈھونڈھا ناحق   ایک مدت حرم و دیر مین ڈھونڈھا ناحق

سینہ بر مین چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

مین نے کثرت مین بھی وحدت ہی کا جلوہ دیکھا   نور حق خلق مین بے پردہ ہویدا دیکھا
عابدا ایک ہی قطرہ مین ہے دریا دیکھا   ہو کے خاموش عجب سیر و تماشا دیکھا :

رنگ با بیرنگ ہوا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بر غزل خاموش مرحوم   سوم

حاجیون کے لئے ہی جامۂ احرام بھلا   اور کلیسا کے تو رہبان کو ہی بام بھلا
باندھے رہتا تو سپاہی کو ہی صمصام بھلا   کفر کافر کو بھلا شیخ کو اسلام بھلا

عاشقان آپ ہی اپنا دل آرام بھلا

ہے سدا نزد مغان ہمدمی آشام بھلا   اور کار کشش بادہ گلفام بھلا

چاہیے مجھکو شب وصل کا انعام بھلا   ساقیا ایسا پلا دے مجھے اک جام بھلا
جسکے پینے سے ہوون نیکو و نکنام بھلا

گاہ گاہے وہ مجھے یاد تو کرلیتا ہے   ہو جو حاضر ہے اگر تو مرا سر لیتا ہے
زر مقصود سے داماں تو بھر لیتا ہے   باخبر ہو کے نہیں میری خبر لیتا ہے
قاصد یار کو اب کیا کہوں پیغام بھلا

دیکھیو غور سے کس طرح زمانے کی ہے چال   کوئی طالب کوئی مطلوب کی ہے ہیچال
زاہدا مجھسے تو کیا پوچھے ہے دلکا احوال   وصل کی فکر میں ہر دن رہتا ہے بس یہ خیال
شام سے صبح تلک صبح سے تا شام بھلا

کشور عشق کا پایا ہوں مرا حال سنو   قیس کی طرح ہوا ہوں دیوانہ عزیزو دیکھو
چاند سورج سے ہیں رخسار مجلا دونو   مرغ دل کیونکہ پھنسے دیکھکر خال و خط کو
کیسا صیاد ہے وہ کیسا ہے وہ دام بھلا

کیا دکھائی دے مجھے روئے حسینہ پردہ سے   دل ہے سینے کے نظر آتا نہیں پردہ سے
کیون نظر آوے بھلا گوشہ نشین پردہ سے   وہ تو باہر نہیں نکلی ہے کہیں پردہ سے
مجھکو بن دیکھے ترا اک دم نہیں آرام بھلا

روبرو دید کیون تیری ہوں میں بیٹھا خاموش   شغل پروانہ ہوں جی اسکی شمع پہ جیتا خاموش
غیر عابد یہ کسی سے ہوا اصلا خاموش   کار دنیا کی تئیں چھوڑ کر رہتا خاموش
اور کا سو نسے یہ بیکاری کا ہے کام بھلا

بر غزل فیض م   چہارم

سپہر بخت کفر اسی ستارہ جو کہ چمکا تھا وہی نور دل عاشق وہی نور صنم کا تھا
نہ فرق اسلام میں اور کفر میں کچھ کیف و کم کا تھا چراغ دیر میں جو نور قندیل حرم کا تھا
اوسی لشکر پہ کالا ابر کچھا جو چمکا تھا

دکھا رخ اپنا دیوانہ بنایا بے گنہ اوسکو صریحاً دام کاکل میں پھنسایا بے گنہ اوسکو
یہ صدمہ ہجر کا کیسا دکھایا بے گنہ اوسکو بتوں نے قتل کر ڈالا جلایا بے گنہ اوسکو
مسافر رنج و غم سے یہان جو وارد عدم کا تھا

وہ موتی رہی جو اوسکو اپنو نام سے اب تک رکہا تھا ربط اوس نے کس سے بجز ظلام سے اب تک
نہ سنتا ہوا تھا کچھ بھی خاص و عام سے اب تک لگی تھی لو وہیں دل سوختہ تھا بچھان شام سے اب تک
چراغ صبح کو ماننے تہان کو ہی نہ دم تھا

بہت راتیں ہوئی جو اوسنے کیا شبکو نظارہ اپنا بہر عالم کو تھا دکہلا رہا شبکو
ستا عشاق سے اور آپ بھی کچھ کھا رہا شبکو برآمد وہ مہ بے مہر کو بھی ہو رہا شبکو
ستارہ کیا کسی کم بخت کی قسمت کا چمکا تھا

نہ ہو نہ ہی وہ ہنسی چشم گریاں اپنی ہو کر سے نہ درد کی آہ ہنسی آہ و نالاں اپنی ہو کر سے
نہ کی آگ عشق کی عالم بدو پنہان اپنی ہو کر سے دیار عشق میں پی فیض جان اپنی ہو کر سے

پنجم ب	ہوا معلوم مرشد نے شعر سبز میں ہمکا تھا	بر غزل منفرد

نے افسر ملوک نہ ظل ہما طلب باشی چراغ و آئینہ آسا ضیا طلب
اے دل اگر شوی بجہان مدعا طلب بردار دل ز عالم خاکی صفا طلب

جز الفتِ رسول مکن آرزو طلب

محفوظ دار گوهر ایمان خویشتن باشی چو شمس شمع شبستان خویشتن
نعتش بکن به همه دل و جان خویشتن در حشر بهر بخشش عصیان خویشتن

هر کس کند شفاعت خیر الوری طلب

شوق زیارت نبوی گر که بیحد است دارم ز نعت لعل و گهر دائما بدست
این عرض حال خویش همیشه زبان و است در هند خاطرم ز غم هجر مجروح است

باری باستان جود هم احمد طلب

هر سنگ با هوای مدینه کند طلا یابد دُر سخن ز مدیحش بسی جلا
هر چند دارد از وطن تو مفاصلا تاریک شد جهان چو چشمان تو دو لا

خاک مدینه کن ز دو توتیا طلب

شق شد قمر چو کرد یک ایما بسوی او برگشت مهر نیز بحکم علوی او
گردید سرنگون ز خجالت عدوی او ظاهر شد است قدرت قادر بروی او

هر کس که کرد معجزه از مصطفی طلب

شیر خدا وصی نبی است جان خلق توصیف اوست صبح و مسا بر زبان خلق
مثلش کسی کجا بجهان مهربان خلق چون حل مشکلات نشود در میان خلق

ای دل کشود کار ز مشکل‌کشا طلب

آیند عاصیان همه یک صف بروز حشر باشد شفیع صاحب شرف بروز حشر

عابد ترا است رتبۂ اشرف بروز حشر
زان شاد کائنات مشرف بروز حشر

بر غزل حضرت پیر و مرشد
عفو خطای خویش کنند انبیا طلب
ت ششم

با من این گفتگوی یار من است
داغ بر سینہ یادگار من است
عرض من این ز گلعذار من است
خاکساری اگر شعار من است
عاشقی در جہان شعار من است

اوسکا دیدار جب کبھی چاہا
لن ترانی جواب سن پایا
آہ گرم اپنی ہے مثال عصا
سوختم ہمچو طور سر تا پا
سرمگین چشم انتظار من است

کیا کہوں دل کا ہے عجب عالم
محو ہے دم کی دید میں ہر دم
دیکھتی اوس سوا ہیں کسکو ہم
چشم حق بین ہر کجا بینم
روشن از سرمۂ غبار من است

میں کلیسائیونکا ہوں دشمن
جان تو دین حق ہے کفر شکن
بجز توحید حق ہے اپنا سخن
وحدہٗ لا شریک لہ گفتن
در دل و بر زبان قرار من است

فیض ناصر سے ہے حصول نوی
پایا عابد نے حکم راز قوی
بخدا داخل ثواب شوی
شاعر از بہر فاتحہ چو روی
بر سر کوی او مزار من است

آن گوش و این سخن که چه گفتن نازک است
نازک خیالهای خوش که این کار نازک است
این عشق و شوق که رفتار نازک است
کم گو سخن که خاطر دلدار نازک است

بر غزل رفیع — بار تحمل کشید این یار نازک است — هفتم

خوشبوتر است از گل تر گلعذار من
وقت طلوع گفته ای بیقرار من
قربان چو بلبل است دل پر بهار من
ای آفتاب بر سر کوی نگار من
آهسته رو که سایه دیوار نازک است

شمشیر ناز بر سر دیوانگان مزن
جام شراب عشق را رایگان مزن
تیر نگاه بر هدف دل نشان مزن
بیهوده سنگ بر سر آزادگان مزن
اول ببین که شیشه چه مقدار نازک است

در هجر تو مدام دلم را کجا قرار
هر شب به مهر وصل تو ام محو انتظار
چشمم همیشه بیاد تو زار زار
تا شیشه خاطرم تو سنگین دلی نگار
صحبت میان ما و تو بسیار نازک است

این باده غیر ساغر زرین چه میدهی
کو بد و ظلم ز شوق بحر این چه میدهی
از دست خود پیاله نگارین چه میدهی
ساقی تو می بجام بلورین چه میدهی
گل را پیاله کن که لب یار نازک است

آمد بهار تازه به گلزار دوستی
عاشق اگرچه هست طلبگار دوستی
از بار گشت طره دلبر خار دوستی
زنار عمر محکم دنی تار دوستی

افسوس بر ترسا و رشتهٔ کلیسا نازک است

از سنگ آستانه سر خود نمی کشم
زنهار آه با اثر خود نمی کشم
بیرون ز خانه پا ز در خود نمی کشم
تیر ترا من از جگر خود نمی کشم
ترسم که رشتهٔ دل بسته وفا نازک است

بشنو بذوق و شوق غلام سخن فهیم
بشنو بیا ادین المحسن فصیح
از کعبه سوی دیر برو در شکل رفیع
اسلام چون قوی است بران سنگ بتان قبیح
کافر شنو که رشتهٔ زنار نازک است

برغزل خود — ختم شد

بغداد میں ہے روضۂ جنت نمائے غوث
رہتے ہیں جن و انس و ملائک فدائے غوث
ہیں اولیا تمام بزیر لوائے غوث
پایا نہیں کسی نے یہ رتبہ سوائے غوث
گردن پہ ہر ولی خدا کی ہے پائے غوث

چرچا نہیں ہے کو بکو جس اسم پاک کا
حضرت کا نام ورد ہے عرش بریں کا ہر دوا
ساری جہان ہی جانتی معشوق کبریا
محبوب خاص اپنا خدا نے ہی کیا
کیا ہو سکی زبان سے شرح ثنائے غوث

نور رسول سے کیا حق نے عیاں وہ ہیں
تھا اوسکا نور جسم میں رکھا نہاں وہ ہیں
نور خدا کا نور ہیں بخشا مکاں انھیں
پیران پیر کہتی ہے ساری جہان انھیں
یہ اسم با مسمی ہی ٹھہرا ہے غوث

کافر ہیں شاہ دین پہ جو کرتے تھے خروج
وہ پاک ذات خاص منزہ تھی سچ بوچ

جب بنائی وہ قلعہ افلاک کی برج ہوا نور رسول خدا کو بھی عروج

معراج میں تھی عرش کو زینت جمال خوش

وصف انکا بھلا دل کو سناؤں کیسے ہی نہ ملا دیر بچھا کر وہ جیلان سے ہی
الغرض انکو نہ پوچھو تو ایمان سے ہی جا لبینگے آپ ہو دل و جان سے ہی

برغزل اشع آنکھ میں بسی دیکھو بار گہ پہ ضیا ہو خوش نہم ج

فلک پر ہیں سنوارے چاند سورج ہیں بس کہ نظارے چاند سورج
جو ہاتھوں کو لبارے چاند سورج تیری نگاہ نہ وارے چاند سورج

کہاں ایسے ہیں پیارے چاند سورج

کیا پہنو نور سے باہر کہ حق نے رکھا تہا عرش کا اوپر کہ حق نے
وہ نور پاک تہا اظہر کہ حق نے نہیں تھے احمد و حیدر کہ حق نے

فلک پر ہو اوتارے چاند سورج

سخن میں تو شہرت سے یہ ہر روشن صفائی اور مضمون سے یہ ہر روشن
ہیں ایسی نور سی صورت سے یہ روشن ہوا ہر عشق و رحمت سے یہ روشن

سمجھتے ہیں اشارے چاند سورج

وہ رکھتے تھے عداوت جو کہ تم سے ہدایت پا ہو وہ دیکھو کہ تم سے
ہوئے قربان ہیں سب لوگ کہ تم سے تم ایسے نور خالق ہو کہ تم سے

ہوئے روشن ستارے چاند سورج

نہ پہنچا مہر ہے رخ پاک رسول تو
ہوا ہی سرخ و گردون شفق سے
فرشتہ ہے پاپا در عشق سے
علم ایسی ہو ہمیشہ حاکم حق سے
رہی قائم تمہاری چاند سورج

محمد خاتم پیغمبران ہے
شفیع حشر ہے بیک ترجمان ہے
حبیب حق ہی میر انس و جان ہے
نبوت کا چراغ احمد آسمان ہے
اسی کے طفیل ہین سب چاند سورج

بشر کا وہان پہنچا کب ہی ادراک
بغور اب دیکھہ تو عکس رخ پاک
تصور اون پہ ہوتی ہین سب افلاک
نہین آئینہ مین ہوئی عرقناک بنہ
ہوے ہین جمع تاری چاند سورج

جہان مین عاشقی میری ہی مشہور
سدا رہتا ہون مجہ منزل دور
کہ مثل قیس ہے ہر جائے مذکور
تصور مین جو ہی وہ رو سے پرنور
ہین میرے داغ سارے چاند سورج

نبی کی نعت یک دولت ہی ناسخ
بتا تو کیا تری حالت ہے ناسخ
لکہو عابد بصد رغبت ہے ناسخ
یہہ مجہ سی ہجر مین وحشت ہی ناسخ
کہین گویا چکاری چاند سورج

برغزل تہوار ملا

دہم ح

لکہون جب لیکی قلم ہاتہہ مین کلام فصیح
ہر ایک مصرعہ نمونہ تیغ کا ہو صبیح
پس از سپاس خدا ہو رسول کی تمدیح
صفائی اپنی سخن کی دکھاؤن کیا مین صریح

کہ جس سے شکست وہ ہی رخ صبیح و ملیح

رسول حق ہوے مکہ مین جسگھڑی پیدا ہوا زمانہ منور بفیض نور خدا
بتان وہ گرے اپنے اپنے سر اوندہا بجھا تمام جو آتشکدہ سلگتا تہا

جہاں سے محو ہوئی کاہنی و سطیح سطیح

یہ وہ نبی ہے حبیب خدای عز و جل تہا اونکا نور رکھا عرش پر خدا اول
کیا زمانہ مین آخر کو خاتم مرسل بشان و رتبہ سبھی انبیا مین ہے افضل

جہان مین ہو گیا منسوخ جنسے دین مسیح

محمد عربی انبیا ہین صاحب صدر خدا کے پاس ہے جسکی بہت سی عالی قدر
ابو جہل کیا ہر چند لاکہہ مکر و غدر ہوی ہے فتح محمد بجنگ خندق و بدر

صنم پرستونکو باری ہوی شکست قبیح

یہ عرض تجہسی ہے عابد کی اے خجستہ خصال بلند شاہ دکن کا سدا رہے اقبال
کیا کرے شہ لندن بہی اونکا استقبال احبا اوسکے ہوں شہر اور سب نہال نہال

بند نہم عدو ہلاک ہو حشر تک ز صدمہ صریح یازدہم خ

وہ بانکی وضع خاص جوان گلبدنکی شاخ ہے سر جہکاتی روبرو جسکے چمن کی شاخ
کیونکر نہو خمیدہ ہر یک درخت و بن کی شاخ ہے نازکی سے قامت جانان سمن کی شاخ

مین سوز عشق سے ہون جیسا لگن کی شاخ

ناقابلونکو چاہیے ہو قابلون سے ربط بے فائدہ نہین جو رہے کاملونسے ربط

عالم کو مدرسے مین ہو جو علماؤن سے ربط   ظالم کو بعد مرگ بھی ہی ظالمون سے ربط

خنجر کا دستہ کیون نہ بنی گر گدنی شاخ

ہی موسم بہار جوانی حسین چمن   سوسن زبان ہی صاف جہان غنچہ ہی دہن
اوس ترک زاد کا تو عجب ہی بانکپن   انگلی چھری ہی جو نماز سے اوسنے تہ ذقن

سیب کو ہوا گمان کہ ہی سیب ذقن کی شاخ

دشت جنون مین زیر و زبر گشتہ ہین سبھی ہین   مانند گرد باد کی سر گشتہ ہین سبھی ہین
گریہ سی اپنی آنکھین جو تر گشتہ ہین سبھی ہین   ہم وحشیون کی بخت جو بر گشتہ ہین سبھی ہین

سیدھی کسی طرح نہو جیسی ہنر کی شاخ

گلزار حسن تیرا سراسر ہی بے خزان   اور موسم بہار جوانی کا ہے عیان
مانند نخل گل ہی سراپا ترا سیان   دیکھی جو یہ چنبیلی کی کلیون سی انگلیان

وہ تیری دست و پا کو کہی یاسمن کی شاخ

عارض کی تیری کیا کہون اہی لالہ رو بہار   گر جائی سیر کو تو کری آرزو بہار
ایسی کسی چمن مین نہ دیکھی کبھو بہار   دکھلای اپنی فندق پا کی جو تو بہار

پا بوس کو چمن مین جھکی نارنجی شاخ

عابد کہی سخن کی تو ہر چار سمت غل   ہوتی ہی جسکی پڑھنی سے حاصل ہمہ زگل
ہو دور چشم بد جو کرین ہم جو چار قل   یعنی ثمر حروف ورق صنعتین ہین گل

بہ غزل خضر پیر مرشد   ناسنج ہی کلک فکر نہال سخن کی شاخ   دوازدہم د

۳۰ نز

چو نور ایزدی اظہار گردد
کہ باشش پئے دیدار گردد
رخ او مہر پر انوار گردد
دلم شیدائے روئے یار گردد
چو بلبل بہر گل و گلزار گردد

بعشق آن پری رو غم باشد
کہ زار و ناتوانم چون پر کاہ
ہمیشہ می نمایم نالہ و آہ
چو سبزہ میشوم پامال واللہ
خیال قامت دلدار گردد

حقیقت سے لکھا ساقی کو معمور
دوئی کو کر دیا بس نے ابھی ہون دور
مے وحدت سے ہوں سرشار و مخمور
انا الحق چون نہ گویم مثل منصور
بچشم من کہ شکل دار گردد

ہوا تہا قیس لیلی پر جو شیدا
مجھے ہے عشق کا جیسے کہ سودا
بنا مجنون وہین جنگل بسایا
بعشق یوسف من چون زلیخا
دلم در کوچہ و بازار گردد

دل عابد نہ کیون ہو رام الفت
ہوا مشہور جبکہ نام الفت
کہ کفر عشق ہے اسلام الفت
بحمد اللہ شاعر اسیر دام الفت
کہ شاعر بر درت ہر بار گردد

بر غزل علیم اللہ شاہ رح

سیزدہم

مساجد معابد ہین محدود واحد
ہمہ زندگی مرگ و مولود واحد
سبھی ساجدون کا ہے مسجود واحد
کہ جملہ وجودون کا موجود واحد

کئی روح شاہد ہین معبود واحد

جو گنج خفی سے نکل باہر آیا
وہین درمیان میم کا پردہ لایا
تجو ذات سی کئی صفاتین بنایا
احد ہو کے احمد محمدؐ کہایا

ہوا احمد سی اپنی محمود واحد

بہت سخت مشکل ہے راہ طریقت
جدا کعبہ و دیر ہے گو بصورت
سوا پیر کے ہو نہ حاصل حقیقت
کرین عابدان عبدیت سے عبادت

ہمہ بحر اور بر کا معبود واحد

ہے شیرازہ تیرا پریشان سارا
سمجھتا نہین تنکو ایمان سارا
ترا دل ہے غفلت مین غلطان سارا
نظر تجھکو آتا ہے ہند ان سارا

یہ معبود اب جسم و جان و واحد

سدا یاد مین ہو وین تر مردہ خاطر
اگرچہ جدا ہین مسلمان و کافر
سبھی عابد بیت توان حد سی باہر
علیم اللہ ہرگز نہ کر راز ظاہر

بر غزل ظفر — حقیقت مین سبکا ہی مقصود واحد — چہاردہم

جسدم کہ بشر کا تو ہوا واحد و شاہد
ہے وحدت مطلق بخدا واحد و شاہد
بیشک تجھے دل جان لیا واحد و شاہد
ہر شی مین ہے ترا جلوہ نما واحد و شاہد

اللہ رے ترا جلوہ ہے کیا واحد و شاہد

سوسن کا گلستان مین سدا رنگ ہے کالا
اور لعل بدخشان ہے خوش رنگ مین لالا

سر سبز ہیں ریحان تجھ رعد وسی ہو بالا ۱ سب رنگ ہی او تیرا رنگ نرالا

تو سب میں ہی اور سب سے جدا واحد شاہد

موسیٰ کو جو کہ طور پہ جلوہ تو دکھایا بیہوش کیا اونکو تو پھر ہوش میں لایا
میں راہ نما احمد مرسل سے ہوں پایا پردہ کو دوئی کی جو دردل سی اوٹھایا

بیپردہ تجھے دیکھہ لیا واحد شاہد

تو خاک سی حضرت آدم کو بنایا اور ختم رسالت کو کیا نور سی پیدا
تو خالق خلقت ہی یقین جن و ملک کا تو حسن میں یکتا ہی تو ہی شاہد زیبا

حقا تجھے کہتی ہیں بجا واحد شاہد

عابد اگر اک چیز کو دیکھی ہی کوئی دو احول وہی کہتی ہیں سمجھ تجھ جتی ہیں جو
اس مقطع نادر کو سنو غور سی دیکھو جو مجھہ کہ محبت سی نظر رکھتا ہی ہمکو

سچ جان کہ ای بت ہی خدا واحد شاہد

بر غزل ناسخ شانزدہم

کھاتی ہیں وسکی ہاتہہ سی ہم برگ پان لذیذ لایا نہ ایسا میوہ کبہی باغبان لذیذ
بنفشی ہی کیون نہ ہوا نکی زبان لذیذ ہی کیا ہی بوسہ لب شیرین دہان لذیذ

شفتالو ایسی باغ جہان میں کہان لذیذ

خنجر کی آبکا تری میں کیا کہوں کمال شربت کا حلق میں ہی مزا دیتا ہی ہلال
الگ لگی جو سوزن انجین ایک بجال میری دہان زخم سی جہینتا ہوا محال

قاتل ہی کس قدر تری نوک سنان لذیذ

مجنون سا دشتِ عشق کے اندر نہیں ہوئی
اگرچہ سیر بالو نسی ہم ہین سفینی ہوئے
اور پھر دو شاد درد و الم سے جنون ہوئی
کیا رکھو بیٹھن غم جگر و دل گھٹنے ہوئے
لاتے ہین سب طعام ہی مہمان لذیذ

ہے سب اپنا حبیب ہے یک شوخ سبز رنگ
ہوں باشتیاق تو لیتا ہوں سپید رنگ
آنکھوں نہ چھپائی رنگتی ہی اسی جہان شتاب
ہر گی منگ کی تھا مین بہار از مرگ خوب جنگ
ہین کیا ہی عشق لب سے مرگ استخوان لذیذ

شاید مجھی گناہ کا اپنے سے خوف کیا
علاج جان و دل سے تو ہے او نبی آل کا
بیشک شفیع حشر ہین محبوب کبریا
دنیا مین تلخ کام ہو نا حق تو غم کھایا

ہر غزل سخن
ہو گئے تمام میوہ باغ جہان لذیذ
ہفتہ ہم ر

ہے نظارہ چار سو سے گلزار
دیکھتا ہوں تو ہے عجیب بہار
گل شگفتہ ہین ہزار ہزار
جمع عشاق و خندہ بسیار
ہے مثل یک انار و صد بیمار

کوسے دلدار مین جو آ ہو نجیب
نقدِ دل سبھی ہین سب بے پروا
مجھسی عاشق کو سیکڑوں دیکھا
دیکھنے کسطرح بنے سودا
یک دکان عشق حُسن صد بازار

وصل بن تو نہ مارین دم ہرگز
ورنہ بے کاغذ و قلم ہرگز
کرین تقریر کچھ نہ ہم ہرگز
ربط رکھتے ہین بسم ہم ہرگز

معنی کم عبارت بسیار

مرغ دل یہ کہاں کہاں جاوے
دانۂ خال اپنا دکھلاوے
زلف والا جو اوسکو بلاوے
پھیر کس کس کو دام میں لاوے
ایک صیاد اور شکار و موت ہزار

بسکہ مشکل رہ حقیقت ہے
دیکھہ عابد یہہ جای عبرت ہے
گرد ہو پھرنا عبودیت ہے
ای سخن یہاں مقام حیرت ہے
جلوہ یکتا و کثرت اظہار

برغزل حضرت پیرومرشد ہجدہم ز

نرگس چشمش مرا یادا داست بیمارم ہنوز
طاق کعبہ ابروش را در نظر دارم ہنوز
درخیال زلف او در بند زنارم ہنوز
خون بتن شد خشک زیاد لبش ارم ہنوز
ابروی لعل ریزد چشم خونبارم ہنوز

بہتر از خورشید انور جانور وے سیمبر
گلستان کو رشک اوسکی مانگ کا ہی سربسر
سرو شمشاد و صنوبر ہیں خجل قد دیکھکر
شد قیامت بر سر عشاق ازان قامت نگر
فتنہ برپا می کند رفتار دلدارم ہنوز

ایک لحظہ یاد میں تیری نہیں پڑتا ہی کل
ہی مدامی عشق کے ہاتھوں گرانبار عمل
ہو رہا سرمست اوس کوچہ کا اندر بی خلل
از می عشق تو خوردم جرعہ روز ازل
زان سبب در نشہ ایجاد خمارم ہنوز

بس جسم میں جامہ احرام پوشاک حریر
مجھکو تو مطلق نہیں ہے خواہش تاج و سریر

اور کنشت و دیر مین بہی دل سدا ہیگا اسیر گرچہ پر توحید اسلام است اقرارم بگیر
نیست از شرک و نفاق تو نگارم ہنوز

کرو ہین اہی دوست تو پیوستہ ہم مشق سخن چاہیے شعرا کو ہووے دمبدم مشق سخن
کہتا عاجز ہی نہین کچہہ مجہکو کم مشق سخن مدتے شد ہمچو شاعر میکنم مشق سخن
قابل تحسین نشد افسوس اشعارم ہنوز

برغزل حافظ رح نوزدہم

طیور باد بہاری کرے ہے پہر پرواز نوید نامہ بخشی ہر و عراق و حجاز
شگفتہ ہے گل نرگس بچشم عشوہ طراز صبا بمقدم گل راح روح بخشد باز
کجاست بلبل خوشگو برآورد آواز

نہو گا تیرا مقابل ازل سے تا بہ ابد تری خرام سے کبک دری کرے ہے حسد
تری ہی ہاتہہ مین جاگیر حسن کی ہے سند جو غنچہ سر دہانت کجا نہان ماند
دل مرا کہ نسیم صباست محرم راز

سیاہی شب ہجر پا گیا ہے روز بسینہ داغ تجرد ہے رشک دل فروز
دیار عشق مین ہے بیقراری دلکی ہنوز چہ حالتہا کہ رودم بر دردل از سر سوز
ہنوز صبح وصال تو در شبان دراز

ہوا ہین حسن پہ تیرے فریفتہ جد دم بسان زلف بتان حال ہے مرا درہم
مثال شیر و شکر دل ہے دلسی گر باہم شب وصال تو از بخت خویش خواستہ ام
کہ با تو شرح سرانجام خود کنم آغاز

بعلم عشق حقیقی ہو منتہی حافظ
رکھی ہے عابد و معبود ہمسری حافظ
لسان غیب ہے خلقت مین کہین حافظ
ز شوق مجلس آن ماہ خرگہی حافظ

بر غزل ظفر
گرت چو شمع جفائی رسد بسوز و بساز
بست و سہ

کان لعل بے بہا کا کیون نہ ہو گوہر کے پاس
ہاتھ کب پہونچے ہے اوسکی کانٹی زیور کے پاس
ہر ستارہ کو چمک دیکھو لو اوسکے پاس
آبلہ پیدا ہوا داغ دل مضطر کے پاس
چاہئے تہا واقعی شیشہ بھی ہان ساغر کے پاس

زلف کے پھندے مین ہے مجبور ہین کب سے جان زار
تیغ ابرو کا دل مجروح پر چلتا ہے وار
نجد مین مانند مجنون عشق سے ہو بیقرار
متصل کہتا ہون لگی جب سے مین تصویر یار
اور ہی صورت کا جلوہ ہے خدا کے گہر کے پاس

لاکھ سمجہاتے رہا تہا رقیبون نے مجھے
آب وصلت کی بڑی ہی تشنگی کیونکر بجھے
عشق کی دھن مین بہلا کہنا کسیکا کب سجھے
دل محبت ہی نے دیا ہے اے بت کافر تجھے
لعل کی کیا قدر ہو جب جیسے ہو شوہر کے پاس

شیفتہ ہے عارض گلگون کا اوسکی یک جہان
تیری نوک غمزہ سے کرتے ہین سب الامان
چاہ مین چاہ ذقن کے غرق کوئی ناگہان
زلف کو کشتہ کا تیرے ہے جہان مدفن وہان
جا نہین سکتا کبھی کالا بہی رہبر در کے پاس

مطلع عالی ہے جیسے او مطلع مہر منیر
شعر یہ گویا ہین انیس و مونس و آتش و دبیر
ماسبق والا تو غزل مین بھی شعر معروف بے نظیر
آفرین تجھکو ظفر ہو کیون نہ شاگرد نصیر

برغزل حضرت شیخ سعدی | اس غزل کو جا کی پڑھ ہر ایک دانشور کی پاس | بست و یکم تش

نمودہ ناتوان عشق میانش
دل من ہست زیباتر مکانش
سرم بادا بسنگ آستانش ٭
مرا باید تکلم از زبانش ٭٭٭
کہ تا بینم تبسم از دہانش

کہوں کیا مین بافضال الہی
ہوی زیبا بسر صاحب کلاہی
بلطف حضرت ختمی پناہی
گدای رفتہ آمد بادشاہی
پئے توقیر گنج کامرانش

سلیمان زمانہ دل ہوا خود ٭٭
سراسر خط کا مضمون ہی توارد
ہوا ہے نامہ بر اپنا تو ہدہد
جنون پیوند دل عشق من شد
بدوزم از زمین تا آسمانش

کہجا ہے نالہ سوزان کا یک مد
ہے بہر کا ایک شعلہ دلین بیحد
صدا ایک راگ کی دیوی لبسن پد
تمامی خرمن ہستی بسوزد ٭
چو موسیقار گردد آشیانش

صدای لحن داودی بظاہر
رہا ہی تار سی ہوا وسکی باہر
ہوا جا بدیہ جسدم فیض ناصر
با خفا نغمہ می کرد شاعر

برغزل سعدی رحم | عیان بنمود معنی داستانش | بست ودوم

ہم کرتے ہین کب کوچۂ دلدار فراموش
بلبل سے ہو کیونکر رہ گلزار فراموش

ہائیں پیر و حرم کو دین و دیندار فراموش   دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
یہہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

میں مملکتِ عشق کا بیشک ہوں شہنشاہ   مجنون کیطرح دشت کی ریگ چھانتا ہوں گاہ
اپنے سے ہوں گم ہوگیا اور یاد میں ہے آہ   بہولا نہ مرے دل سے مرا نالہ جانکاہ
نالہ کرے مرغ گرفتار فراموش

زنہار خبر ہمکو نہیں اپنے ہے تن کی   بو بانی کی اس گلکو خوش آتی ہے ہوا ان کی
ہے قیس کی سی شکل ہے شیفتہ پن کی   دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی
اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش

ہے کون مرا یار طرحدار ترے بن   یہہ حسن ہے یہہ قامت یہ خلق ہے یہ سن
دن رات مرے حقمیں ہے اور رات ہے جون دن   بہولا پہرون میں آپکو یک عمر سے لیکن
تجھکو نہ کیا دل سے میں زنہار فراموش

فرقت کے دنوں میں ہے جو خوش آیا مجھے صحرا   نالہ بزبان آہ بلب پھرتا ہوں تنہا
اشک آنکھونسے عابد کی ہے جیسے کہ ٹپکتا   دلدار سے کسطرح مجھے حالی ہو سودا
وہ ناشنوا حرف ہیں گفتار فراموش

بر غزل نہوار مطلع   بیست و سوم ص

گر پدر کو نہو طفلی میں پسر سے اخلاص   کیا پسر کو نہو جوانی میں پدر سے اخلاص
رکھتے ہیں صاحب زر صاحب زر سے اخلاص   جسطرح اہل ہنر اہل ہنر سے اخلاص
ہے شریرونکو سدا بانی شر سے اخلاص

قیس لیلی کے تصور میں بنا خود لیلی
واسطے شیرین کے فرہاد نے سر اپنا دیا
اثر عشق ہر ایک چیز میں ہے جلوہ نما
کاہ کو کھینچے ہے جذب دل کاہ ربا
کچھ ایسا بشر کو ہو تو بہتر ہے اخلاص

موسم گل میں ہے بلبل کو گل ہی کی اخبار
شمع پر کرتا ہے پروانہ دل و جان کو نثار
سرو کے غم میں ہے قمری بھی سدا خستہ و خوار
والۂ عشق پہ شاہد ہیں یہی سب آثار
دیکھ حیوانوں میں مادہ کو ہے نر سے اخلاص

گنبد اخضر دوار کی ہے اولٹی چال
کیا کہوں تجھ سے کہا جاتا نہیں وہ احوال
جتنے اشراف ہیں یک لخت ہیں سب پامال
اور کمینوں کی بنی آئی ہے ہیں خوشحال
جسطرح [illegible] زر و سیم ہی سے اخلاص

اب بجز حب علی مجھکو سروکار نہیں
اسکے سوا اور بھی ہو کوئی مددگار نہیں
میں تو عابد ہوں کسی شئے کا طلبگار نہیں
اہل عالم میں کبھی الفت شہوار نہیں

بر غزل ربط
کبھی اخلاص ہوا ہے نہ ہوا ہے اخلاص
بست و چہارم ض

شیشہ گر کو بھی شیشہ گری سے نہیں غرض
غنچہ دہانکی ہو کمر سے نہیں غرض
پیوستہ نشۂ خمر سے ہو نہیں غرض
دیوانہ میں ترا ہوں پری سے نہیں غرض
تو ہو کسیکی جلوہ گری سے نہیں غرض

ہے چشم شوخ کو تری سبقت غزال پر
پیشانی کو تری فوقیت ہے ماہ کمال پر
حیرت ہے ایک خلق کو اس خستہ حال پر
مرتا ہوں میں تو یار تری بول چال پر

طوطی ہوا ور کبک دری سے نہین غرض،

قد قامت الصلوٰۃ سنو عشق نے کہی
شمشاد و سرو بید یہی قمری ہو کہہ رہی
عشاق کو خیال کو اس جا ہے کو نہی
نخل مراد ہے یہ ترا قامت سہی

اب مجھکو صحبت شجری سے نہین غرض

چرچا ہے تیرے حسن کا جیسی کہ ہو گیا
تنہا نہین ہے نرگس شہلا ہی مبتلا
زلفون کی لا کے عشق نے لٹ مین پھنسا دیا
بیمار چشم ہون لب جان بخش کے سوا

عیسیٰ کی مجھکو چارہ گری سے نہین غرض

عابد تو دیکھہ ہووے سیہ فام زلف مین
بس کفر ہی تو تھا اس لام زلف مین
پایا اسیر طایر دل شام زلف مین
رہنا کیا قبول تیری دام زلف مین

بر غزل مشہور مدظلہ	اب مرغ دل کو تیر پری سے نہین غرض	بست و پنجم ط

احباب مین حقیقی نہین باہم ارتباط
لازم ہی یہہ کہ کیجیے ہر ایک سے احتیاط
باطن مین ہین کدورتین ظاہر مین اختلاط
کچھہ دہر مین نظر نہ پڑا روی انبساط

گلزار دہر می ہے نہ ہے محفل نشاط

قایم تو رکھہ حواس ہوس دل سے دے نکال
طامع نہو تو حرص و طمع کا نہ رکھہ خیال
ہووے کہین نہ غوطہ خور بحر انفعال
گر دیوے زندگی نہ تہیدستی پایمال

حرص و ہوس طمع کو سراپا نہین لقاط

یہہ صاف سینہ صورت مرو ہوا صفا
نقطہ نمط ہون حلقہ پرکار مین پھنسا

نقشہ کھنچا ہے دیکھو حریم و حطیم کا
ملجا ہے اوسنے حجر الاسود اوس جگہ کا
آباد خاص کعبۂ دل میں ہے رباط

ہر چند ہو گیا ہے زمانہ کا دور دون
پر کیا مجال اوسکی کہ مجھکو کرے زبون
ارذل ہیں سرفراز ہیں اشراف سرنگون
فدوی ہیں جان و دل سے حبیب خدا کا ہون
اے چرخ زال پیش مغل تیری کیا بساط

تابندگی ہی یہہ عرض کہ اے سید جہان
مجھپر بھی اوسکا سایہ ہو اے شاہ انس و جان
عاصی ہوں میں گناہ میرے ہیں بیکران
شہوار پر ہو ظل قدم آپکا عیان
تا ایک پل میں جاوے گذر راہ پلصراط

بر غزل ظفر
لبست ششم

جبکہ تیار ہوا ماہ کی تنویر سے خط
کبھی سیرانہ لیا پانی تو قبر سے خط
میں نے باندھا ہی اوسیوقت پر تیر سے خط
میں نے لکھا بتوکل او سے تدبیر سے خط
یا الٰہی وہاں پہونچے مری تقدیر سے خط

یاد میں رہتی ہیں محبوب کی جو شام و سحر
کیون نہ رکھوں میں اوسے دیکھکر بر دیدۂ تر
لکھتے ہیں اشک سحر اور دم شب اختر
پہونچے کشمیر میں جو کاغذ کشمیری پر
بہت کشمیر کو بھیجا مجھے کشمیر سے خط

بوجھ وہ اوٹھہ سکتا نہیں کلک کسی پامالی کا
نہیں طاقت کہ صفت لکھہ سکوں اوسکی شعرا
ہے میان اوسکی کمر کیا گل سے نزاکت میں جدا
ایک دونی سی نزاکت ہے صنم کی بخدا
دونو کانوں پہ پڑا زلف گرہ گیر کا خط

دیکھا جب یار کو قاصد کو تو کیا خوب ہنسی
گل شگفتہ ہر ایک کی ہوئی غنچہ ہنسی
جسم میں مارے خوشی کے ڈھیری پوشاک تنی
کر دیا وصل کے مضمون نے ہر مرد کو غنی
الم ہجر کے حق میں مرہم نسخہ اکسیر ہے خط

یاد میں کس کی لگی ہے کہ یہ وحشت کا وبال
تن مشبک ہوا عابد کا مثال غربال
بال بال ہو گیا ظاہر اثر عشق کمال
ہر طرف تجھکو کسی ناوک مژگاں کا خیال

برغزل خامس مع
جو سراسیمہ لکھے ہے قلم تیر سے خط
بست و ہفتم خط

ہے ہجر کی موجوں سے دل سدا محفوظ
بسیر حسن تو اپنی کو رکھ بجا محفوظ
کہ جیسے رکھتا ہے کشتی کو ناخدا محفوظ
کمند زلف سے رہ یار کو دلا محفوظ
بلا ہے آفت جان ہے رکھے خدا محفوظ

لہو میں کیا لہو ہے قاتل سے دل لگا اپنا
ہیں اوسکو تو جگر و دل ہوش سے دیا اپنا
ہیں اوس کے کون ہے یہاں قتل جی چاہتا اپنا
جو اوسنے تیغ کو کھینچی تو سر جھکا اپنا
کہ مرگ ہجر کی آفت سے ہو گیا محفوظ

ہیں اگرچہ طالب دیدار عاشقان سارے
جو وقت صبح وہاں ورد سب کے سارے
اُدھر یہیں ہیں رہتے تھے باہم اکو بیچارے
نگاہ غیر سے بسمل بہت کئی مارے
کہو ہے تمہاری بنا سے بعینہا محفوظ

چلائی منہ جو چو رنگ ہے بہت ہر فن
ہے سرخ ہوگئی ساری زمین رنگ چمن
تو زخم جیسی ہے سینہ ان غنچۂ گلشن
جو قتل گاہ الفت سے کھینچ لو دامن

ہماری خون سی تمہاری رہو قبا محفوظ

جو عشق شیریں بیچا کا تھا کوہ کن کو ہوا   وصال اونہوا اوسکا سر ہی پھوٹ گیا
نہیں خلاف ہوا او عاقبت کا یہ کہنا   بتو کا عشق تو ضامن ہے ناگہانی بلا

برغزل خود   کہ او کو بھی ہے ہمکو رکھے خدا محفوظ   بست و ششم ع

سرور نشہ ہوئے ہی وصال کا شروع   ہو رنگ رولیاں گند ہے فصل پہاگ شروع
ہو گیا جو بکا رخ پہ بہاگ شروع   کیا جو بزم میں بیک کا اوسنے راگ شروع

ہوئی بہر لگی دل عاشقو لاگ شروع

تو رخ حسین تمہارے آگے آفتاب ہی گیا   پیا جو پانی لگی پوچھنے شراب ہی گیا
غائب ہوئے کی ہمکو جواب ہی گیا   فی جو انہیں وصل علو حجاب ہی گیا

کرو ملکو تیرے دلسی ہو جو لاگ شروع

نہ مالدار و تسبیح رہا انبساط ای مطرب   نہیں ہے حرص و طمع کو نشاط ای مطرب
ضرور آتو بعد انبساط اسے مطرب   جمی ہے محفل عیش و نشاط ای مطرب

الہ آدھی رات ہوئی اب کہیں بہاگ شروع

بھٹکتا نجد میں قیس جو ان بگولہ تہا   لگا ہوا سر فرہاد پر بسولہ تھا
میں اوسکا عشق و کرم را لگا نہ ہوا تہا   صنم کا صبح شب وصل یہ مقولا تہا

اگر بسر میں رہے ہوا سری جال جال شروع

ہوئی رہن میں تجھہ سے ظاہر ای عابد   تو اپنا آپ ہی رہتا ہے ناظر ای عابد

مجهول و اسی مضامین شاعر آبد — هر بوی خُلقِ حسن فیضِ ناصرِ ناصر

بر غزلِ شهوار مدظله — مثال خسرو جهانگیری و سهاک شروع — بیست نهم غ

چون گل کجا شگفته نمودن بسیر باغ — نظاره گلم بلند سینه داغ داغ
از نکهتِ نسیم کجا دل کجا فراغ — چون گردبادِ دشت نورد هم کوه راغ

غنچها تجسس است نباید مرا سراغ

بالای لامکان گذری کرد آهِ ما — بر چرخ رفت ناله هم دستگاهِ ما
از فکر دستِ خود بسر خود کلاه ما — آبِ سرشک کرد گل و لا براه ما

از گریه های خویش نمانده مراد باغ

یک عالم است خرم و خوشحال جابجا — دارند پوشش و خورش و سیر طربها
پرسد اگر کسی که ترا این الم چرا — گویم جوابِ او که حسین ابن مرتضی

نوری در انجمن دین حق چراغ

اعدای راه گشته چو مهمان کربلا — زد خیمه های خود به بیابانِ کربلا
فوج و گروه دگر در میدانِ کربلا — بر ساحلِ فرات نگهبانِ کربلا

می‌نوش بغض و بادهٔ نخوت بلب باغ

بودند شمر و ابن سعد که سرلشکر یزید — تنها میانِ راه که شبیر را بدید
اهل جفا بیداد و نمود ستم بر ستم مزید — ابن علی بخویش و رفیقان شده شهید

بر غزل — شهوار باغ و هر شید مسکن کلاغ — سنی ۳۰ ف

شاہ مردان فخر انس و جان شاہ نجف   ناخدای کشتی دین بیگمان شاہ نجف
رونق افزای گلستان جہان شاہ نجف   مظہر خلاق مکین لامکان شاہ نجف
بادشاہ کشور ہر دو جہان شاہ نجف

مفتی ہر چار دفتر نائب خیر البشر   کار فرمای قضا و حاکم ملک قدر
شاہ مردان شیر یزدان فاتح جنگ بدر   ساقی کوثر شہ دین شافع یوم الحشر
آسمان ہمت یقینی خورشید شان شاہ نجف

زورق دریای وحدت بحر امواج سخا   [illegible] عالم تابع مہر عطا
سایۂ فرق دو عالم مصطفے و مرتضے   [illegible] رونق افزای محفل کل انبیا
صورت شمشیر ولایت در بیان شاہ نجف

دست یزدان صاحب کشف و بیان حضرت علی   [illegible] مشکل کشا مشکل جان حضرت علی
نور حق شاہ زمین و آسمان حضرت علی   برتر از عقل و قیاس عاقلان حضرت علی
کہ عیان شاہ نجف کا ہی نشان شاہ نجف

سینۂ حیران مصفا گوہر شہوار شان   جیسے تجلی مرتضی ہر لحظہ اوسکی درمیان
رنگ و بو عابد دو ہمیشہ ہے گلزار جنان   ناخدای کشتی دریای عرفان بیگمان

بر غزل سودا   ذات ختم المرسلین و بادبان شاہ نجف   سنی حکیم   ق

طاؤس ہی جون بر طرہ بہار کا عاشق   اور فاختہ شمشاد چمن زار کا عاشق
لڑکہ کو ہی لازم ہی سرکار کا عاشق   بلبل ہی چمن بین گل و گلزار کا عاشق

جو گل ہی وہ تیری گل رخسار کا عاشق

دلدادہ ہر کوئی زر و نقرہ و مس کا   گر پاس نہین زر نہو تا کون ہی کسکا
وہ چہتا ہی اقبال تو اقبال ہی اسکا   اک داو ہی پران عشق ہی دار کہ جس کا

معشوق ہوا درہم و دینار کا عاشق

اک نقشہ کہ سیجو تو لیا ہی مری دل مین   دلدار مرا آکی بسا ہی مری دل مین
رشتہ کو محبت کی جگا ہی مری دل مین   مانند صدا سبکا چھپا ہی مری دل مین

تسبیح کا عاشق ہو تو زنار کا عاشق

ہاتھ سر و دوش اگر ہو تو سنبھلنا   ہان عشق کا جنگل ہی مرا زخانہ چلنا
خانہ اگر و بدو ہو جائے تو ٹلنا   بچکر رہ میخانہ سے اے شیخ نکلنا

ہر رند ہے وہان جبہ و دستار کا عاشق

جا بندو تو بازار محبت کو ہے دیکھا   زنہار نہ وہان پایا چلن نقد دلی کا
کوئی دل شدہ ہوا رکو اسکو نہ پوچھا   کیا قدر رکھی نقد دل و شخص کا سودا

بر غزل   جسکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق   سعی دوم ق

زیبندہ ہے جسکو تاج لولاک   اور رحمت حق مجسم پوشاک
ہے ازلی مین بس طرب ناک   اے آئینہ جمال ادراک ؛؛

مشتاق لقا ہو تو دل پاک

یاں آئین مین کر کے گرم جستی   جا پہونچا عروج پر ز پستی ؛

گر روح قدس بصد دو دستی   بر توسن چرخ چون نشستی
بستی مہ و مہر را بفتراک

موسیٰ بعصا سے فیض احمد   فرعون کی اژدرا نخوت ہے
تو عالم جان میں ہے سرآمد   عیسیٰ کہ دم محبت زندہ
بشکست چو بود بتختہ افلاک

تو شاہ سوار مرکب چست   جسکو آگے ہے پر پلک سست
یا تو ہیں قلوب باصفا چست   آن کہ بجا و زرفرم تست
روشنگر دل چو چشم چالاک

عابد کے ہیں چشم ستر وہم ہیں   بخشا و بصد عنایت مہر
نورانی سبجی جبہہ و چہرہ   چون دیدہ چرخ روشن از مہر
روشن ز تو گشت سینہ افلاک

بر غزل ظفر   سمی سوم ل

رو صفحہ ہیں خندان پری رو کے پھول   گل فردوس سے افزون ہیں ہمہ توقیر کے پھول
رکھتے عشاق ہیں انکے یہ تاثیر کے پھول   آج گلشن میں ہیں کس عاشق دلگیر کے پھول
غمزدہ ہیں جو گریبانکو سدا چیر کے پھول

کہ نہ پیتا ہے تری فرقت میں سدا جام سبو   پھولکی ہار سے ہیں خم حمایل بگلو
جو نہ یار کیلیے ہو کبھی اللہ ہو   حاجت گل نہیں مرقد پہ چڑہاؤ اسکی گرو
تن پہ ہیں زخم ترے کشتہ شمشیر کے پھول

تختۂ گل ہین یقین داغ ہمارے دل کے
جون گل سرخ ہوے قطرۂ خون بسمل کے
ہو شبہہ اسمین کسیکو تو وہ دیکھو دل کے
بہرتے ہین دانہ فتراک مین اوس قاتل کے
آج یکدم ہین کہان خونسی نخچیر کے پہول

عشق غنچی سی بصد پیچ ہی افزون ببال
چشم کو دیکھکی بیمار ہے نرگس فی الحال
گل رخسار سی ہے لالہ خودرو کو ملال
یون ہی اوس غنچہ دہانکا دل حیرانکو خیال
آگے رکہدے کوی جون بلبل تصویر کے پہول

عشق کی باغمین چلتی ہی ہوای صرصر
زلف تیری رخ عابد سی تو بگرا اج مگر
زعفران زار تا ہم دل عاشق یکسر
چمن خلد جنہین دیکھکے ہو سرد ظفر
ہے تری باغمین وہ گلشن کشمیر کے پہول

برغزل ششم یار سلمہ
سی و چہارم

جب سے دامن پہ تیرے دیکھا ہون تار کے پہول
زرد رو دیکھتے ہی ہو گئے کچنار کے پہول
گر کہی میری نظر سے سبھی گلزار کے پہول
ایسی رنگین ہین میری آہ شرربار کے پہول
سرخرو سامنی جسکے تھین گلنار کے پہول

تیغ سی ہی تر و تیز یہ تیری ترچھی نگاہ
عشق مین ایسا ہون گریان مین تیری شام و پگاہ
مرغ بسمل سا تڑپتا ہے مرا دل واللہ
پہول چہڑتے ہین مری چشم سی آنسو کی جگہہ
یاد آتی ہین مجہی جبکہ تری ہار کے پہول

رات دن رہتا ہی کیا اشک کا سیر جیحون
راہ مین نقش کف پا کو جو تیری دیکہون
حال اظہار بہلا روبرو کسکی یہ کرون
اوسکو تعویذ بنا سرمین جکون باندہ رکہون

گر ملین تیری مجھی طرہ دستار کی پھول

داغ کھایا ہی تجھی دیکھ کے لالہ دل پر
کیون نہ بل کھائی بھلا دیکھ اوس گل کی کمر
سرو کو دون تیری قامت سے تشبیہ کیونکر
پھول سی بھی ہے مزاج اوس کا ہی نازک تر
پھینکیو مت طرف اوس غیرت گلزار کی پھول

ہوا سبز تیری آنسو سے ایسا گلزار
قمریان کو کتی ہین سرو پہ عابد للکار
جابجا نہر بہین ان سو گئین گلشن مین آ
بلبلا مین پھولین نہ کیون آج خوشی سو پھیا

بر غزل حضرت پیر و مرشدم
خوب پھولی ہین چمن مین بھی اشجار کی پھول
سی ہجم م

صبح بر بار کہ عشق لذارے دارم
تا بہ گلگشت چمن صحبت یارے دارم
نوش بر دم چو عشق خمارے دارم
من از ان لالہ یک داغ چہ کاری دارم
در دل خویش بصد رنگ بہارے دارم

منزل و مرحلہ عشق کو ہون کرتا طے
بادہ عشق تو اب پی رہا ہون نے در پے
جلوہ آنکھون مین پھرا ایک بت عیار کا ہم
نشنوم پند تو ہرگز نکنم توبہ ز مے
زاہدا در بغل امروز نگارے دارم

نرگس چشم کا تیری ہی تصور ہر دم
کیون صبا لاتی ہی خوشبوئی گلہا ارم
منزل آ ہو گیا دشت جنون جہان مین ہم
نکہت زلف تو بچیدہ بمشام جانم
چون بدل آرزو مشک تتاری دارم

نشو عشق مین پیتا ہون سنو حال مرا
نور حسن اوسکا میری دیدہ و دل مین ہے بہا

گل شگفتہ و ریحان سبز ہو کو لال ہرا
خواہش سیر و تماشائی چمن نیست مرا
در نظر جلوہ آن لالہ عذاری دارم

قیس و فرہاد ہیں سب مجھ سے آگے نادم
عشق کے دیکھا رسالے ہوں سراپا سالم
کون ہے مدرسہ عشق میں ایسا عالم
خلش سینہ افکار چہ پرسی ظالم
در دل از جنبش مژگان تو خاری دارم

نوش کرتے ہیں مے عشق مجازی زرکش
پہلوان عشق کے میدان میں ہوئے ہیں سرکش
اور سدا ہاتھ میں ہے عشق کے تیر و ترکش
ناصحا چند نصیحت بکنی دم در کش
ہیچو آئینہ بدل از تو غباری دارم

نجد میں چشم سے مجنوں کے تھا جاری جھرنا
آہ عابد سے تو ہوئی کبھی شور و شر نہ
گھیرے رہتی تھی سبھی ہو و شیر و دام نا
ترسم از خرمن ہستی دو عالم و زنہ
برغزل شہود مدظلہ ہیچو شاعر بدل خویش شراری دارم سی ششم

کوچہ سے تیرے یار نکلنے کے نہیں ہم
سر دینے کا اقرار بدلنے کے نہیں ہم
پھر دوسرے میداں میں چلنے کے نہیں ہم
مر جائینگے پر بات سے ٹلنے کے نہیں ہم
عشاق کی دھمکی سے دہلنے کے نہیں ہم

معشوق نے امروز دن کیا ہم سے کنارا
محفل میں تیرے جواب نہیں ہے میرا گذارا
ہے گلشن رخسار کا غیروں کو نظارا
خوش خلق رہے گل ہے وہ داغوں خدا را
جو آج چار سے آنکھوں میں بسانے کے نہیں ہم

ہی ضعف بہت ہمکو توانائی کہان ہی
پوچھی نہ کبھی اپنا یہہ شیدائی کہان ہی
نالی کی جگہ ہی ہاتھہ ہلانی کی کہان ہی
ہی حوصلہ دیدار تمنای کہان ہی
جز وصل تری یار سنبھلنی کی نہین ہم

ہی دشت نوردی سی پڑی پاؤنمین چھالی
یک آگ سی اس سینہ سوزانمین ڈالی
اب وحشت لئی پھر مری پاؤن نکالی
یاد آتی ہین شیشی وہ صبوحی کی پیالی
ہی نشئہ عشق ایسا کہ چہلنی کی نہین ہم

انکھون مین ہی عابد کو وہ دامن کا جھٹکنا
ہی کانمین وہ موتی کی لڑیون کا لٹکنا
خنجر کا نسی ہوا سینہ مین بھی کا کھٹکنا
نرگس سا اگر دیکھہ نہ آنکھون کا مٹکنا
اشہوار کبھی ہوانی پھسلنی کی نہین ہم

ہی غزل خاموش سحر
سی و ہفتم

روتی ہین عالم کو رلاتی ہین ہم
رنگ وہ دلسی مٹاتی ہین ہم
انکھونسی بس اشک بہاتی ہین ہم
ڈھونڈتی ہین اوسکو نہ پاتی ہین ہم
ساتھہ ہی وہ جان لئی جاتی ہین ہم

انکھین سدا دیکھہ لئی جسکی ہین
آوی تو بتلاوین کہ ہم اسکی ہین
جانتی ہم شکل وہ نرگس کی ہین
دور ہین یا پاس ہین ہم کسکی ہین
بندی اوسکی ہی کہلاتی ہین ہم

دم کو سوا اپنا تو ہمدم نہین
محو ہین غم تماسی تو ہم کم نہین
بیخودی کا اپنی وہ عالم نہین
ہم نہین ہین ہم نہین ہین ہم نہین

دیکھنے کو ہم نظر آتے ہین ہم

یاد مین اپنی ہے حقیقت کی راہ — دل مین شریعت کی طریقت کی راہ
اپنی تو نظروں مین ہے وحدت کی اعد — چھوڑ کے وحدت چلو کثرت کی راہ
اسلئے بس ہوکے برہمن کہاتے ہین ہم

پر لئے عشاق مین ہے اپنی شان — عشق مین جو دے چکے دل و جان
پاس نے کلیسا مین نہین آن بان — دلمین بتونکی ہے پرستش کا دہیان
قبلہ طرف سر کو جھکاتے ہین ہم

ابروے محبوب وہی کعبہ ہے — لکھتے ہین مخلوق سبہی کعبہ ہے
شیخ کا گر چاہتا جی کعبہ ہے — دل جو ہمارا ہے یہی کعبہ ہے
کعبہ کو بتخانہ بناتے ہین ہم

دیکھہ کے صورت تری دم سکتے ہے — رہگیا سینے مین ہے جم سکتے ہے
کیا بڑے ہے عابد کا قدم سکتے ہے — روبرو خاموش ہین ہم سکتے ہے

بر غزل ظفر — پیچہہ بہت باتین بناتے ہین ہم — سی ہشتم

اسکے دیوانہ ہین اور صاحب دیوان ہین ہم — سر بسر سود ہین جانو تو نقصان ہین ہم
ہندسے کعبہ لیکے جاتے ہو پریشان ہین ہم — گر تو غرہ سے جو دعوی ایمان ہین ہم
کفر یہ ہے اسی طور سے تو مسلمان ہین ہم

لیتے ہین ہجر کا دن ثالث و رابع خامس — شجر غم کا ہوا عشق ہے دل مین غارس

جسم کو اپنی سمجھتے ہیں زر و نقرہ و مس
چشم وا ہم جو ہیں اس باغ میں شگفتہ گل نرگس
نہیں معلوم کسی کو کہ کیوں حیران ہیں ہم

دل سے نزدیک لگا ہے در جاناں کا سراغ
دل کبوتر سا ہے قاصد ہوا یا مثل کلاغ
نہ تو ہنگام بہاری نہ تو صرصر زدہ باغ
نہ تو ہیں نکہت گل ورنہ ہیں دود چراغ
پر ہے یہ حال کہ با حال پریشان ہیں ہم

دل کو رہتی ہے سدا وصل کی اوسکی امید
صاف ہے زلف جگر ہے گل بادام پدید
جبکہ خورشید نکل آئے تو ہو صبح پدید
داغ سینہ کا چھپے کیوں کہ بہ رنگ خورشید
رہتے مانند سحر چاک گریبان ہیں ہم

ہے جہاں بیچ بہم فصل بہار اور خریف
ہے کہیں خلق کثیف اور کہیں طبع لطیف
کس طرح ہو سکے عابد کی زباں سے توصیف
اے ظفر اوسنے تو انسان کو بنایا ہے ضعیف
ضعف نالی کریں کیونکر کہ انسان ہیں ہم

بر غزل ظفر
سعی فہم

دولت دنیا و اقبال و حشم دیکھینگے ہم
نوبت و ماہی مراتب و علم دیکھینگے ہم
تو ہے شہوار نشہ خشم نہ دیکھینگے ہم
دل اگر مانگو گے تمکو اے صنم دیکھینگے ہم
پر نہ دنیا اور کو یہ بھی قسم دیکھینگے ہم

عاشق نالاں کا رہتا ہے عدو ہر یک رقیب
پہونچتا ہے جسکا نالہ آسماں پر عنقریب
لکھتا ہے تشخیص کو عشق کا ہر یک طبیب
زاہد بے مغز کو ہوگی نہ کیفیت نصیب
جام مے لیا گرچہ اوسکو جام جم دیکھینگے ہم

اب وصلت کی بری ہی تشنگی کیونکر بجھی
پوچھتا تھا صبح سی تا شام نا کچھ بھی سنی
خاک کر دیوینگی باری عشق کی سوزش مجھی
یہی تہا تقدیر مین لکھا کاتبی نو خط مجھی
یون دل وجان دین وایمان یکقلم دیدینگی ہم

کیا کرین کس سی بیان یہ دل ہماری حسرتین
ہی کمالِ عشق سی کامل ہماری حسرتین
دور ہون تا تیغ سی حائل ہماری حسرتین
سب نکل جاتینگی ای قاتل ہماری حسرتین
جب تری تکبیر دم تری زیرِ قدم دیدینگی ہم

دل ہی لین پہونچتا کیا ہی پیغام دوست
گرچہ ہی عابد ضروری نقدِ جان انعام دوست
باعثِ آرام دل پیارا ہی آرام دوست
کندہ ہی دل کی نگینہ پر ہماری نام دوست
ای ظفر کیونکر کسیکو یہ رقم دیدینگی ہم

بر غزلِ حضرت ناصر جنگ سہ

چہل

بہرِ صیدی بی تحاشا میروم
ہمچو مجنون زار و شیدا میروم
می روم با صد تمنا می روم
نور بہار آمد بصحرا میروم
از میانِ شہر رسوا میروم

چون نسیمِ صبح ہر دم در چمن
بلبلِ خوش نغمہ خوانم در چمن
سیر گلہا می نمایم در چمن
قمریِ اقبال مندم در چمن
در رکابِ سرو رعنا میروم

برسے ہے برسات خوب ابکی برس
کیون دکھاتی ہو مجھی خوفِ عسس
اپنے دلبر ساتھ مے پیتا ہون بس
پاکبازانرا نباشند ترسِ عس
من بمستی آشکارا میروم

کیا کہون ہی یار اپنا مے پرست
مین بھی ہون اوسکی الفت سے مست
اوڑھا آتش سو رسے لیے ہم گل بدست
خلق گوید گل بہ بازار آمد است

میشوم بہر تماشا سیر شوم

صاف دل اوسکا ہی مثل سنگ یشم
عاشقون پر ہے ہمیشہ پُر ز خشم
قاتھ وہ بےحجاب کر جانے سے ہے چشم
گرد سر گردان مرا آن شوخ چشم

گردباد آسا چو ہر جا میروم

جبکہ مضمون دلی ہو جائے فاش
گرچہ تھی صیاد ہمرہ یار باش
ہر سخن تو آیکا ہووے دل تراش
وحشی رم کردہ آکردم تلاش

بر غزل خامہ بتن سہم
مثل ناصر سر بصحرا میشوم
[illegible]

سارے ہی ہین سلمان تیری کوچہ مین
جو گدا تھی ہوے سلطان تیری کوچہ مین
منتظر دید کے مہمان ہین تیری کوچہ مین
فیض بخشی کی ہی کیا شان تیری کوچہ مین

ہو بجا ہی سلیمان تیری کوچہ مین

کئی عشاق پریشان تیری کوچہ مین
رہین کیا تو بھی قربان تیری کوچہ مین
بیٹھے کھوئے ہوئے اوسان تیری کوچہ مین
روح تو رہتی ہے ہر آن تیری کوچہ مین

آئی کیونکر تن بیجان تیری کوچہ مین

نہ وہین رہ سکتا ہون وہین جا بھی نہ جا سکتا ہون
ہاے قسمت کا نہ کیا یار اوٹھا سکتا ہون
اشک آنکھو سے نہ ہر بار بہا سکتا ہون
آ نہین سکتا وہان یہان بھی بلا سکتا ہون

رات دن رہتا ہی [illegible] ہیان تیری کوچہ مین

فصد مجنون کا ہوا ہو گئی پر خون لیلے — قیس کے غم مین جدا رہتی ہی محزون لیلے
رو برو آئی تو کہنے لگا مین ہون لیلے — کیا عجب ہی جو ہو صورت مجنون لیلے

چیر کر اپنا گریبان تیری کوچہ مین

یادِ محبوب مین اب ہی یہ دلِ زار حزین — دن کو ہی چین نصیب رات کو بھی خواب نہین
حالتِ عشق کہون کیا کہ سدا ہون غمگین — مسکن روح مرا بعد فنا ہوگا وہین

دفن ہو یا ہوا ہجان تیری کوچہ مین

واسطے سیر کے نکلے ہی کبھی تو باہر — [illegible] عشاق مین مجھکو [illegible]
تو کہ ہوتا ہے خرامان [illegible] کے اوپر — خاک نقش کف پا تیرا ہو [illegible]

[illegible] حیران تیری کوچہ مین

بس [illegible] یار تیری [illegible] عالم خاموش — [illegible] نہین [illegible] خانہ بدوش
کیا عابد کو تیری عشق کا ہی غم خاموش — [illegible] کہان ہی خانہ بدوش

برغزل حضرت [illegible] — جان تو کر [illegible] قربان تیری کوچہ مین — [illegible]

کسی سے مین نہ کچھ چاہتا ہون — [illegible] دیکھتا ہون
نہ سمجھا کون ہون مین اور کیا ہون — نہ بندہ ہون کسیکا نہ خدا ہون

[illegible] مین [illegible] ہون

لطف مین یہ جہان ہر [illegible] — ہمیشہ عشق کی آتش مین [illegible]

مثال برق ہے دل کا تڑپنا
ہوا عاشق تو دیکھا حسن اپنا
میں اپنی شان کا خود آئینہ ہوں

وہ حق گو عشق میں ہیں حق ہو سرتاج
انا الحق کہتا نہیں ایسا کوئی آج
کہ اونکو دار پر حاصل ہے معراج
جہان میں دو ہیں جام منصور حلاج
اوسی دریا کا میں بھی آشنا ہوں

صفا سینہ ہے کب ہو اوس میں کینہ
ہے بحر عشق میں اپنا سفینہ
عجب اپنی خودی کا ہے قرینہ
نہ مرنا یاد ہے مجھکو نہ جینا
نئی ہستی نئی صورت نما ہوں

ہوا ہے دل بہ فیض عشق جب ہم
ہمیشہ حسن میں ہیں شاد و خرم
سراپا میں سنبھل سے نہیں کم
دو عالم اپنا دیکھو مجھ میں عالم
کہ میں دونو جہاں کا سامنا ہوں

ہوئے جو راز عشقی دل پہ وارد
کبھی ہے صورت معبود عابد
نہ کیوں ہوں ہوش مانی و بہزاد حاسد
ہوں اپنی شان کا میں آپ موجد
میں خود نقاش خود خاکہ بنا ہوں

تری چاہا تھا اوس اس رخ میں سجدہ
کیا ہر آن بو حسن خم میں سجدہ
کیا عابد ہی نے بس خم میں سجدہ
وطن صاحب کروں کس خم میں سجدہ

برنگ انجمن مرے صاحب کو مشہود دیکھتا ہوں چہل و سوم

تھا سفوف [illegible] دل [illegible] مگر کچھہ بھی نھین — جیسا خوب تجھ دہن اور کمر کچھہ بھی نھین
باعثِ گریہ مجھے گرچہ مگر گریہ تر بھی نھین — تھی [illegible] ارض و فلک جن [illegible] کچھہ بھی نھین
اوسکا دیکھو کہ وہ کیا ہے پہ اگر کچھہ بھی نھین

بر فلک انجم و ہم شمس و قمر ہی سب کچھہ — یا ثمر و شجر یا ہین گل و برگ و شجر ہی سب کچھہ
دیکھو جس سمت ادہر اور اودہر ہی سب کچھہ — یہان [illegible] عالم ہے کہ ظاہر ہے یہین ہی سب کچھہ
یہان پہ صورت [illegible] ہے پہ کچھہ بھی نہین

سخت ہے دلِ قاتل تو بہ از آہن و سنگ — اپنے عشاق پہ وہ کرتی ہین ایسی ہی جو جنگ
دو بدو ہو کے کھڑی رہتی ہین جون آئینہ و زنگ — وہانسے چلتی ہین پیاپے جو دو تیغ و خدنگ
یہان پناہِ زرہ و خود و سپر کچھہ بھی نھین

نوش ہین مژدۂ باغِ جنان کو وہ ثمر کی اخبار — اور خورشیدِ قیامت کی خطر کی اخبار
دیتے ہین شام کی اخبار سحر کی اخبار — واعظِ شہر کہے خلد و سقر کی اخبار
اتنی ہمکو بھی خبر ہے کہ خبر کچھہ بھی نھین

شبِ ہجر اپنی بیان کیا کرون آفت اے دل — وصل کے روز کا عشق اور وہ عشرت اے دل
ہے دلِ زار کو بس اپنی تو حسرت اے دل — خواب عشق ایک سی ہے دنیا کی حقیقت اے دل
دیکھنے کو تو بہت کچھہ ہے مگر کچھہ بھی نھین

دلِ گم گشتہ کی اپنی تو حقیقت سمجھو — مثلِ عابد سبھی احکامِ شریعت سمجھو
معرفتِ جان لو اور رازِ طریقت سمجھو — وہم سایہ [illegible] یہ غنیمت سمجھو

برغزل ظفر رحم | واقعي ناله و گريه مين اثر کجهه بهي نهين | چهل و چهارم

شيخ کعبه کانه کا سيکي پرستار وهين هون
غافلو هين نه هين هون نه هشيار وهين هون
عاشقو هين انهن زلفن کي گرفتار وهين هون
صوفيو هين نه رند وهين نه ميخوار وهين هون

آه [illegible] سيه کار کاهون گنهگار وهين هون

هون سدا معشوق ظاهر پر شب عشق ۾
نفس زن پهري مانند عقرب عشق ۾
جو کهليو سيد مجازي هي انهين لب عشق ۾
ميري ملت ۽ محبت سيدا مذهب عشق ۾

خواه هون هين فرو نهين خواه دينيدار وهين هون

جهسا دنيا مين کوئي خوار و زبون هو نهين
کوکه هم مسکن م بازار الفت کو نهين
خاکسار و خاکسار و کوچه دلبر ستين
جو مجهه پيا هي پهير وه پهير ديتا هي وهين

[illegible] عشق نا کاره خريدار وهين هون

سينه مجليه مير اصافت جون جام جم
ياد خال عنبرين اور زلف مشکين سي کهم
داغ دل پراه لب پر هميشه چشم نم
صفحه هستي په مانند نگين ميثل قلم

آه [illegible] سيه کار وهين هون

حالت انهه دلکي اب جو هي غايب بيا هون
کوئي کهتا هي مجهي فرهاد کوه بيستون
هر کوئي جانتا هي مجنون ديکهکر ميرا جنون
اي ظفر کيا مين بتاؤن تجکو جو بيچه ان هون

برغزل [illegible] | ليکن انهي [illegible] درس عشق هي بردار وهين هون | چهل و پنجم

انطاره هستي و عدم ديکهه ها هون تو | الله الله مين [illegible] و هم مرگ سوا حيران

اثبات و نفی اپنے کو ہر حال کیا ہون — گر دیکھیے تو مظہر آثار بقا ہون ؛
ور سمجھیے جیون عکس مجھے محو فنا ہون

مین جن دنو تہا ہو کے بخود داخل عالم — کہتے ہو موحد مجھے اکثر اہل عالم
ہے مجھسا بہلا کون کہ ہو مقبل عالم — کرتا ہون پس از مرگ بہی حل مشکل عالم
بیحس ہون پہ ناخن کیطرح عقدہ کشا ہون

جو پائے نظر مجھسی عجب اہل نظر ہین — یون کہنے کو عالم سبھی اب اہل نظر ہین
منکر مری تائید کے کب اہل نظر ہین — ممنون مرے فیض کے سب اہل نظر ہین
جون نور ہر اک چشم کو دیدار رسا ہون

یکسان تو ہے فقر اور اگر سمجھو تو شاہی — خورشید ہے فقر اور قمر سمجھو تو شاہی
یہ نور ہے فقر اور نظر سمجھو تو شاہی — ہے آستر فقر اگر سمجھو تو شاہی ؛
سلطان ہے اگر شاہ تو مین ظل ہما ہون

ہر داغ ہے سینہ پہ گل باغ طریقت — آہو نکا دہوان باد بہاری ہے حقیقت
ہے اشک کا قطرہ گہر قلزم وحدت — ہے مظہر انوار صفا اپنی کدورت
ہرچند کہ آہن ہون پہ آئینہ نما ہون

ہیگا دل کعبہ مین حجر مثل سویدا — شفاف ہے جون شیشہ پر اپنا دل شیدا
وہ بیخودی ہے مجھمین مے عشق سے پیدا — احوال دو عالم ہے مری دلپہ ہویدا
سمجھا نہین تا حال ہے اپنے تئین کیا ہون

ہین حضرت عشق الہی کی اور جو امرد
دشمن نے لیا مار کر جو سر کی ہو جون مرد
تھا یہ ہون عبادت سحری آہ و دم سرد
ہو ہون قافلہ سالار طریق قدما درد

بحرف المیم
جون نقش قدم خلق کو پامال اٹھا ہون
چہل و ششم

اگرچہ گل ہین پہ چشم جہان مین خار ہوئین
وحشت دل سے جو آہو تھا رہو ہمین
زمین پہ ہم رہا جون نقش پا مزار ہوئین
مزاج ہین ہمت کی تکلف وہ خاکسار ہوئین

غبار کوچہ گیسوئے مشکبار ہوئین

ہو دکھیا ہیر دہر مخمل جہنگ گیا ہی دل
اگر وہ تیغہ بران تو آپ ہی قاتل
عاشق ہی تیر فرقت کی جو سینہ پر مشکل
سوای رنج جہان مین مجھے ہی کیا حاصل

نگہ [illegible] تیغ آبدار ہوئین

ستائے ابرو ہی سیرتا ہے عشق کی تعریف
گذاری باغ جہان مین ہے سبب سیع و خریف
کیا ہے سینہ الفت نے مشکل مجھکو ضعیف
گردن کسی سے محبت تو دہی مجھکو تکلیف

گلو کا ہار ہو سیمین ہو کہ ہمکنار ہوئین

دعا یہی ہے جو دل کی مراد بر لاوے
کہ خبریت کی صنم کی کوئی خبر لاوے
مجھے گلے نامہ کو اس نے جا دم حسر لاوے
خدا کرے کہ خط یار نامہ بر لاوے

صبا ہو نکہت گل کا امیدوار ہوئین

ہوئے ہین دولت عشق اپنی ہم عجب حالت
کرے ہے داغ کی خورشید دیکھکر حسرت
ہدایت عابد و معبود کی کرون ہون صفت
اسیر صفحہ ہستی کی مجھسی ہے زینت

بر غزل ربط — نگینہ کا قلم چیغ کر دیا ہو نگین — چہل و ہفتم

بجذبِ عشق جو پہونچا دلا مدینہ میں
ہی آئینہ سی وہ چندان صفائی سینہ میں
مقام روضۂ اقدس کو پایا آئینہ میں
وہ عکس آئینہ رخ میں ہی جون رخ آبگینہ میں
سفینہ آب میں ہی آب ہی سفینہ میں

نگینہ کہ ہر گہری عشاق ہون نگاہ نقش پہ نقش
جہان کو سر نو اولین ہو سلام پہ نقش
ہزار کبک دری جسکی ہو خرام پہ نقش
وہ نام نقش ہے دلبر دل وسکی نام پہ نقش
نگینہ نام ہی جسکے نام ہی نگینہ میں

بیان عشق کا اندازہ میں کس دن کیا کیا
گواہ جان ہو عشق ہی ہر سر انتہا کا
کہ اوس فقیر کو ہی وحشت مجنون دکھلا
بھلا ہی جسکو بھلا وہ برا ہی جسکو برا
نہ کینہ مہر میں ہی مہر ہی نہ کینہ میں

تو زر کو پیر صفت جانتا ہی ای منعم
بخوابِ حرص ہوا تانتا ہی ای منعم
ہمیشہ خاکِ طمع چھانتا ہی ای منعم
ابھی تلک تو یہی جانتا ہی ای منعم
دفینہ خاک میں ہی خاک ہی دفینہ میں

مدام عشق سے عابد ہی جان و دلکو خبط
باہ و نالہ و شیون ضرور رہیگا ضبط
نہیں ہے خوب خدا را کوئی سخن بی ربط
ابھی سنا ہی وہ کچھ جواب کا ای ربط

بر غزل جرات — قرینہ بات میں ہی بات ہی قرینہ میں — چہل و ہشتم

نالہ و آہ سے کوئی بیان کام نہیں
ہی ابتدا نہیں نکہت انجام نہیں

روز ہجران ہی بپا کونسا آلام نہین　　دمبدم کر طلب وصل دلارام نہین
پہر تجہی ہائی ای میری دل آرام نہین

اب کہان باد بہاری وصال دلخواہ　　بلبل گلشن صرصر زدہ ہون واویلا
جیون صبا کوچہ بکوچہ ہی گذر شام و بیگاہ　　بیکلی ہی نہین آرام کسی صورت آہ
جیسی پہلو مین ہمارے تو وہ گل اندام نہین

شب چاردہم شکل مہی تمکو ہوئی　　بلکہ در سلطنت حسن شہی تمکو ہوئی
دلکی ہی دل مین جو تہی بات وہی تمکو ہوئی　　حسن سی مثل نگین وسعت ہی تمکو ہوئی
لو ہوا غیر کا ہو نام مرا نام نہین

صورت شانہ پہرا بات نہ پوچہی تو نے　　نہ کیا بات اشارات نہ پوچہی تو نے
ہوی شطرنج و غامات نہ پوچہی تو نے　　لیکی دل مجہسی پہر بات نہ پوچہی تو نے
سچ تو یہ بات ہی کسا کوی حود کام نہین

چشم عاشق سی ہوی اشک روان با حسرت　　صورت گوہر نایاب بہار الفت
روز ہجران ہی رہو یا شب فرقت نصفت　　نظر آتا ہی کسیکا رخ و گیسو جرات

برغزل ناسخ　　ایکدم چین تجہی صبح سی تا شام نہین　　چہل و نہم

زبان پہ میری سخن غیر یا الہ نہین　　کہ ایک بندہ احقر ہون بادشاہ نہین
وہ کون شخص ہی جس لب پہ واہ واہ نہین　　مین گو کہ حسن سی ظاہر مین مثل ماہ نہین
ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ نہین

جو تیرے کوچے میں ہے رونق شمع احباب
نظر جو زلف سیہ آگئی بہ آب و تاب
تماشا بین ہیں یہاں پہ ہزار شیخ و شباب
سفیدی کی طرف ہو وہ ہوئے وہاں مہتاب
شب عدو کی ہی مرے روز سے سیاہ نہیں

لب سیکی چاہ ذقن میں ہے دل مرا نالان
عیان عیان ہو زمانہ میں وہ نہان ہو نہان
رقیب گرگ صفت بیٹھے ہوں ہر زمان پنہان
گرا تھا جسمیں عزیزو کبھی یوسف کنعان
ہے نور چشمہ خورشید سے وہ چاہ نہیں

کہو میں کس لئے کہ وہ رہتا ہے ہر گھڑی باہم
جو دیکھتا ہوں بہر حال ہر زمان ہر دم
رہے وہ غیر سے با دام ہیچ جیسے نم
جما ہے بزم ستم میں رقیب سر قدم
میں کیونکہ اوسکو اوکھیڑوں وہ کچھ گیاہ نہیں

اگرچہ شاعر ہندوستان ہیں ناسخ
سنا ہوں لکھا ہے بدیع ہی ناسخ
جو شہرہ پایا ہے تا اصفہان ری تا بلخ
ہجوم فوج عدو ہے جہاں میں ہی تا مخ
بر غزل ناسخ
سوای قلعہ قد کہیں پناہ نہیں
پنجاہ

زمان زیست کسی عہد پر نگاہ نہیں
بغیر امن جو بیٹھو تو لب پہ آہ نہیں
ستم عدو کا ہے یہاں کوئی داد خواہ نہیں
بدن سا شہر نہیں دل سا بادشاہ نہیں
حواس خمسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہیں

اگرچہ کام ہی لطفی و التفاقی ہے
غرض میں بیکسی تنہائی دل جلاتی ہے
سوا ہے نیک و بد اعمال کو ساتھی ہے
صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہے

عمل جو نیک ہو تو ہی نہ دادگاہ نہین

ستا کے ہمکو یہاں ہی حسن و عشق کا جھگڑا   الہا ہو ... ہی حسن و عشق کا جھگڑا
ہر اک طرف ہی یہی حسن و عشق کا جھگڑا   نہ پایان ہوگا کبھی حسن و عشق کا جھگڑا

یہ قصہ ہے کہ جسکا کوئی گواہ نہین

ہین گو کہ بلبل و قمری بہار کے عاشق   پتنگے شمع شبستان نار کے عاشق
باذیت ہے سب زر نگار کے عاشق   خراب شعلہ رخ حسن یار کے عاشق

غضب خدا کا ہی عادل جو بادشاہ نہین

نہین کلام یہ وارد ہی شنا نہین کسکو   براست گوئی زبان ہے زبان نہین کسکو
نہین یہ بات سماعی کہ آشنا نہین کسکو   نہین فرشتہ نہ ہو کا ہی گمان نہین کسکو

وہ سر ہی کون سا جس پر کہ کجکلاہ نہین

ہزار بار ہی لاکھ بقا فنا بہتر   عدم کی ہستی سے ہوگی مناسبت اظہر
بطعن و طنز زبان مبتلا ہی جان و جگر   عذاب گور ہی دنیا کی رنج سے بدتر

سوا خدا کی کرم کے کہین پناہ نہین

سہ السینہ عابد جو عشق ہی دل کش   ہمیشہ اوسکی حرارت سے ہی جگر کو غش
اگرچہ ہمکو یہاں ہر قدم پہ آوی غش   فقیر سنکے عدم ہارا او سمجھا ہے آتش

طریق احمد مرسل ہی دستگاہ نہین

غزل غالب   پنجاه و یکم

سماہی آبرو کا جو ہراؤ حجاب مین   گر ہیا ہو کہ یہ فرق کھلے آب و تاب مین

ایک ہو تھی طالب پہ نہ آگاہ تھا میں
[illegible] حسرت [illegible]
[illegible] سبب ساقی [illegible] میں

ہرچند جدا لاکھ ہیں معبود ایک ہی
ساجد ہزار لیک مسجود ایک ہے
اسلام اور کفر کا مقصود ایک ہے
اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے
حیران ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

وہ حسن سے تماشا میں خورشید فروز
زلف سیاہ و شام بالوں کی روز
شکل سفید باتوں میں لاکھوں نگاہ سوز
آرائش جمال سے فارغ نہیں ہنوز
پیش نظر ہے آئنہ دایم نقاب میں

ہیں وہ جہاں میں صاحب فیض و فضل جو
ان کی بہ بیچ ہے بزم جو ہیں درود
نقصان ان کو دہر میں ہو جائے عین سود
ہیں غیب غیب جسکو سمجھتے ہیں ہم شہود
ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں

عابد اگرچہ دلکو رہی جستجوی دوست
پھرتا ہے چشم دل میں سدا نور روی دوست
جیوں سایہ خاکسار کیوں نہ ہو کوبکوی دوست
غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوی دوست
مشغول حق ہوں بندگی بوتراب میں

بر غزل شہوار مدظلہ
پنجاہ و دوم

ہر زبان لگتی ہی آ رہی دبلی جاتی ہیں
کہ بری رہتی ہیں یک لخت بھلے جاتی ہیں
تنگ ہو بیکسی سر اپنا ملی جاتی ہیں
یہ وہ سرکار ہے یہاں لاکھوں ملے جاتے ہیں
ایک ہم ہیں سو بہ [illegible] جاتے ہیں

[illegible] لکھتے ہیں [illegible] لکھتے ہیں
جہاں تو علم [illegible] لکھتے ہیں
[illegible] لکھتے ہیں
سایہ ہاں [illegible] لکھتے ہیں

[illegible] سایہ کی تہہ جاتے ہیں

آفتاب جاں [illegible] ہوئے
ہیں سبک [illegible] ہوئے
حیف ناکارہ ہیں بیکار سے ناکارہ ہوئے
وا دلیا وہ بھی ملاقات میں بیزار ہوئے

[illegible] کہ ہم آپ چلے جاتے ہیں

سست الفت ہو [illegible] میں یار
صاحب [illegible] ہوتا ہموار
رہتی [illegible] سینہ و ہر بار
گرچہ خوش [illegible] صد صوت [illegible]

[illegible] ہم آنکھوں سے چلے جاتے ہیں

دل لگی [illegible] رہیہ
[illegible] رہتے ہیں
دھواں سا [illegible] کہ دل افگار رہے یہہ
رکھ آنکھوں میں چھپا کر دُر شہوار رہے یہہ

پنجاہ سوم (۵)	[illegible] مانند [illegible] جاتے ہیں	جو غزل [illegible]

صبح نسیم [illegible] بدل ہووے تو
ہم بحکمت [illegible] ہووے تو
عشق مرا می کشید [illegible] باز ہووے تو
گرچہ دل [illegible] شدہ شیفتہ روئے تو

پا بزنجیر گرد سلسلہ موئے تو

دیکھا ہو [illegible] چرخ برین
عاشق زار و حزیں مجھ سا ہی دیکھا ہے کہیں
تجھ سا تو کوئی حسین [illegible] جہاں میں [illegible]
[illegible] کم کند از حسن [illegible]

پنجه زن ای مه جبین تا شود آہوی تو

عشق کا جو فیض وجود پا گیا دلپر ورود   ہیری تو آہونکا دود دیتا ہی بوئی مشک عود
ہوگئی کشف شہود پر ہستا ہون ہر دم رود   حیرت چشم فزود عقدۂ عشقم کشود

صورت جانم نمود آئینہ روی تو

ایسا ہی فیض جنون مجہ کو گیا دیوانہ ہون   حال دلی کیا کہون چشم سی بہتا ہی خون
ورنہ گردون مین گن جاؤن کدہر کیا کرون   شد ہمہ کارم زبون پر درد درون

جان بلب آمد کنون باز رہد جوی تو

ایسا ہی ہو سخن رشک وہ نور تن پہ   خال بہت سیم تن بالکہ ہی مشک ختن
پہر کی ہر یک نسترن بن دیکہون سرو سخن   مجہ بہار چمن سگی بشود جان من

چشم من ای گلبدن می نگرد سوی تو

عشق ہی پایا گذر میری دل زار پر   اپنی کو اپنی خبر اب نہین جاوین کدہر
داغ ہوا ہر جگر چشم ہی رہتی ہی تر   در دلم ای سیم بر جلوہ نمائی اگر

سجدہ کنم ہر سحر بر خم ابروی تو

فیض کیا جو عطا ماہر نصرت فزا   بھید بھی کہل گیا عابد و معبود کا
منقطع عالی ثنا پڑہتا یہہ عابد رہا   خاطر شاعر نما جمع ز مہر و وفا

تضمین بہ کلام شمس تبریز	کرد پریشان مرا سنبل گیسوی تو	پنجاہ چہارم

عشق کا جبکہ ہو غلو پائی ہین رتبہ علو   وصل صنم کی آرزو رکہتی ہین دوست و عدو

آپ ہی اپنے روبرو ہوتا ہے زار ہو بہو ۔ چار سو اور کو بکو پھرتا ہی کہتی طرح قو
کیونہ پکارین خوش گلو بقر بقو بقو بقو[۱]

گر دسیہ آہ ہر نفس حنجرہ بہی جلے بہ جس ۔ سیل سرشک و خون سن تا کہ ہی بجہ اندرس
سینہ زنی ہی جیون جرس کسکو ہی اپنے دسترس ۔ سوزش عشق اُف ہی بس جان تنگ کیا ہین ہوا ہوس
کہتا ہی ہر سو ہو بہو بقر بقو بقو بقو

قلب ہے ازبر دو غم تن پہ رہے سدا ستم ۔ سمجھی وہ ہستی و عدم چشم بنادی جام جم
صوت مظہر اتم یاد ہی نجو د تو ہم بہم ۔ دیکھہ و اسیر سفت خم از سر تا نور رکہہ قدم
بولو اگر کہی ہو بہو بقر بقو بقو بقو

دامن دلپہ شوق رہی دلپہ سدا قلق رہے ۔ ہوش و حواس فق رہی جانکو رنج و دق رہے
جو کہ سدا سبق رہی یاد مین تہ طبق رہے ۔ مسکن و جا ادق رہی ورد زبانپہ حق رہے
ورد زبانپہ ذکر ہو بقر بقو بقو بقو

اشک جو اپنے یار ہین گوہر شاہوار ہین ۔ تجھ پہ تو ہم نثار ہین عشق مین بیقرار ہین
سینے اسپد وار ہین عابد ہوشیار ہین ۔ بند یہ پانچ چار ہین نکتے وہ ہزار ہین

بر غزل حق نما شاہ ۔ ساقیا بہر کے لا سبو بقر بقو بقو بقو ۔ پنجاہ و پنجم

جانتا کون ہے اگر سب ہے تو ۔ موج زن بحر تو ہے بر ہے تو
شام ہے تو کہین سحر ہے تو ۔ دیکھتا ہون جدھر ادھر ہے تو
کہین ناظر کہین نظر ہے تو

[۱] بقر بقو بقو بقو زبان حال سے
[illegible]

جسکو دنیا کا ہے لگا دھندا
کوئی صاحب ہے اور کوئی بندا
کہین سورج ہی اور کہین چندا
ایک شہرگ مین کیا خداوندا

ہر رگ و پے مین جلوہ گر ہی تو

نالہ و داغ و آہِ سوزان مین
جگر و خاطرِ پریشان مین
مردمک خاص عینِ انسان مین
دل مین سینہ مین جسم مین جان مین

دیکھتا ہون تو سر بسر ہے تو

نشۂ مُل کہین کہین قُلقُل
کہین نرگس ہے اور کہین سنبل
سرو موزون کہین کہین صلصل
مثل گلشن کہین کہین بُلبُل

گل کہین ہے کہین شجر ہے تو

واعظِ شہر ہے مگر زاہد
بندگی مین ہے سر بسر زاہد
ایک ہی حال پر ہے ہر زاہد
کیون بھٹکتا ہے در بدر زاہد

غور تو کر خدا کا گھر ہے تو

جو تشنۂ عشق کے ہوے جاکر
محو از خود ہین وہ تجھے پاکر
اپنی دیدار آپ دکھلا کر
کہین عارف کی شان مین آکر

وصل کا اپنے منتظر ہے تو

دیکھی موسیٰ نے طور پر جو جھلک
عابد آنکھو مین اپنے ہے وہ چمک
نور وہ ہی سما سے تا بسمک
سمجھے ہے تو باطن مین حق نما بیشک

برغزل خاموش — ظاہر اخلاق مین ہے شب تو — پنجاہ و ہشتم

دودھ لیا مجھسے گیا ہے جو سناؤن تجھکو   منتیں کر کے مین کاہیکو بلاؤن تجھکو
دمبدم یاد کرون بہول نجاؤن تجھکو   دو گھڑی مجھسے نہیں ڈہونڈہ کے لاؤن تجھکو
آپ اپنی کو بہلا دیون تو پاؤن تجھکو

ہمدم عشق دل زار سدا سہتا ہے   چشم سے اشک کا سیلاب عجب بہتا ہے
دل ترے روبرو ہوتا ہی تو کیا کہتا ہے   دیکھہ صورت کو تری ہوش نہیں رہتا ہے
اپنا احوال بہلا کیا مین سناؤن تجھکو

ہوتی آنکھون سے اشکونکی ہمیشہ برسات   جل گیا سینہ کہ ہی داغ کی سوزش کیا بات
دلکو اپنی ہے تصور یہی رہتا دن رات   آنکھہ مین آوے نہ سینہ مین سماوے ہیہات
کونسی جا ہی کہ جسمین چہپاؤن تجھکو

سر مین مجنونکی تہا جسطرح جنون پوشیدہ   دیکہو تن مین ہی کس رنگ سی خون پوشیدہ
عشق مین تیری صنم جیسا کہ ہون مین پوشیدہ   دل تو چہتا ہی کہ اسطرح رکہون پوشیدہ
خود نہ دیکہون کسی ہرگز نہ دکہاؤن تجھکو

منزل عشق کا ہی جب سے کہ جا بدراہی   حق نے اقلیم قناعت کی عطا کی شاہی
جستجو کرتا ہی پہر کس لیے منصب جاہی   حال خاموش ہے بس تجھکو ہی سب آگاہی

برغزل قیصر — آپ مین کیا کہون اور کس سے کہاؤن تجھکو — پنجاہ و نہم

عشق مین عاشق و معشوق ہین جب یکدل و دو   تاکہ طے منزل مقصود کرین مل دونو

خوب کیا طالب [illegible] دونو
[illegible] مشغول ہی شاغل دونو

[illegible] کی قاتل دونو

بات کرتا [illegible] سے نکلی
[illegible] کبھی دشمن سے نکر
کعبہ [illegible] سے نکلی
[illegible] مشغول [illegible] سے نکر

شانہ [illegible] باطل دونو

دیکھو [illegible] کبھی
[illegible] نہیں [illegible] کبھی
کام [illegible] کبھی
[illegible] ہوں [illegible] کبھی

[illegible] اور [illegible] مشکل دونو

مجھکو [illegible] آرہ
صورت نقش قدم اوسکی گلی میں آرہ
تجکو [illegible] تو ہی ہیں آرہ
گہ نہیں ایسا خدائی میں اسی میں آرہ

میری آنکھیں ہیں [illegible] رہنے کا قابل دونو

دلسی عاشق [illegible] جو ہیں صورت کی
اسکے شایق ہیں زر و مال کا اور دولت کے
خبر ہو واقف انہیں وحدت سے کے
جب سے ہیں [illegible] اس [illegible] کثرت سے کے

آنکو بہول گئی عاقل و عاقل دونو

سنگ اور خشت کی ہر جای یہ جو ہیں [illegible]
نہیں معلوم کہ پھر کیا کیوں میں تیر
[illegible] ہیں وہ معتقد کعبہ و دیر
اسطرح خاتمہ مومن کا فر ہو بخیر

راہ حق چھوڑ چلی ہیں کہ وہ باطل دونو

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] عاشق [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

دل [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] چلا جاوے [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] گیسو [illegible]
پھر [illegible] [illegible]
[illegible] سے جو وہی عاشق ہماری
[illegible] لگا لو پیارے

[illegible] جاوں کہاں [illegible]

ہے گل کی طرح [illegible] [illegible]
حسرت غیر سے ہی دل میں [illegible]
کیوں نہ ہو شعلۂ آتش سے یہ دل میں [illegible]
[illegible] کرتا ہے عجب رشک سے [illegible]

لب سے جب اپنی لگاتا ہے وہ پیالا [illegible]

[illegible] تجھ سے جو [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
آہ و زاری سے ہزاروں [illegible] یار
[illegible] کیا چین ہے [illegible] دل میں یار

مخمس شوقی [illegible]

کیا [illegible] شوقی [illegible] [illegible]
دون [illegible] کیا غلغله [illegible] [illegible]

هر غزل [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]
من کشته [illegible] مستان [illegible] [illegible]

کار [illegible]

مژگان [illegible] باتیر و ترکش [illegible]
از باده شوق [illegible] [illegible]

لب جام [illegible]

ای باده عشق مستانه کردند [illegible] پروانه کردند
چون قیس و وامق دیوانه کردند [illegible] افسانه کردند

پیران جاهل [illegible]

[illegible] و درد دیدیم توبه توبه [illegible] کردیم توبه توبه
[illegible] زردیم توبه توبه [illegible] کردیم توبه توبه

از فعل عابد [illegible]

نوشیم [illegible] از ساغر و [illegible] گشتیم از ذوق پهلوان [illegible] چون گرد

در منزل شوق ہر کسی کہ بیشتر رود ٭ از یاد حافظ ذوق لبت پر دو ٭
ہر غزل خاموش رحم — درس شبانہ ورد سحرگاہ — شصت

ہوں رہگذر میں الحمد للہ ٭ سیر و سفر میں الحمد للہ
اب پہونچا در میں الحمد للہ دلبر ہے بر میں الحمد للہ
سایا یہ ہے گھر میں الحمد للہ

اب عشق کا شہر بسا ہے کعبہ سو اللہ کا گھر بنا ہے
جنگل ویراں باہر بنا ہے [illegible] کا والی گھر بنا ہے
دل کا نظر میں الحمد للہ

ظاہر میں ہے اب تو عکس اوسکا اب سچ او پر ہے عکس اوسکا
باطن و ذات ہے [illegible] اوسکا وہ تو یقین پر ہے عکس اوسکا
سا جسم سر میں الحمد للہ

ایسا کہاں ہے [illegible] کیا ہے ذاتی ہے وہ کمال آخری کا
دنیا میں [illegible] کیا ہے شکل نبی کا شکل نبی کا
سودا ہے سر میں الحمد للہ

سینہ عاشق کا مطلع ہے شمس و قمر کی نظارہ ضیا ہے
پر جسم جاں کو ہم نے کیا ہے انوار جلوہ تماشا ہے
اتنی نظر میں الحمد للہ

شان اونکی لولاک حقنے کہا یہہ
چاروں طرف ہی دیکھو تو کیا یہہ
سارا زمانہ ہے پر جلا یہہ
ہے نور احمد صلی علی یہہ

شمس و قمر ہین الحمد للہ

عابد جہان کا کیا کیا تماشا
چاروں طرف ہی ہوتا تماشا
آگے نظر کے گذرا تماشا
خاموش ہوکر دیکھا تماشا

برغزل شفا المصنف
حق کا بشر ہین الحمد للہ
شصت و یکم

رشتہ شفا ہو وہ شاہ ذیجاہ
بس کہ ہمیشہ ہم سے ہوا خواہ
ہم بندہ کمتر ذی رتبہ وہ شاہ
اونکی ہماری پھر اب ہوی راہ

الحمد للہ الحمد للہ

کوئی تو انگر کوئی گدا ہے
جز ذات حق کے کس کو بقا ہے
کوئی کدورت کوئی صفا ہے
یہہ ملک یہہ حکم کسکو رہا ہے

الحکم للہ والملک للہ

مین لب کسی پر رکھتا ہوں لعنت
مین جانتا کیا ہو خصومت
جو چاہیے انس دیتا ہون صحبت
یارو غلط ہی مین ور کدورت

استغفر اللہ استغفر اللہ

مین بر سخن کہ علما ہی راوی
عرفان وحدت پر تھو وہ حاوی
سن پایا قول مخدوم ساوی
یاد شمن و دوست ہین مساوی

الحب للہ و البغض للہ

ہین کون جو وہ ابلیس و خناس | تو لوہی آتا نہین ہے پاس
دل مین مرا نا عابد تو وسواس | ہی صفا کو ہی پاس انفاس

برغزل و المقطع [illegible] | ہر دم کرے ہی نہ دو [illegible] شبہ | فرصت دو دم

اے دل ہو مجھکو کب اسکی پرواہ | ہے شکل اپنا سبب وہ شاہ
دنیا کی الفت کرتی ہے گمراہ | ہے بے وفا ہی یہ شوخ ہمراہ

السعد [illegible] السعد [illegible]

تو مین زبانسے کیا نام ہستی | ہون مبتلا ہو آلام ہستی
ہوتی سحر ہی کب شام ہستی | ہی ابتلا ہوا ہے دام ہستی

مجھکو [illegible] السعد

دل ہی نہین ہے وحشت زدہ کچھ | ہو دست قدرت قول عرفان [illegible]
کہتی ہے [illegible] مین یہ کیا کچھ | ہو امر ثواب ہی [illegible] سعد [illegible]

کیون ہو ساحر [illegible] | [illegible] رشید السعد

[illegible] سبب حال اسکا | [illegible] جہت کو عالم [illegible]
کوئی نظر پر آیا [illegible] | [illegible] سمجھے [illegible] حال

یالیت شعری [illegible]

ہی رشک خورشید عابد کا مطلع | ہو ماہ نو ہے [illegible] مصرع

ہو در شہوار حرف مقطع پ پ   کیا ہے صفات طرز ملمع
بر غزل قدسی   سبحان اللہ ای بارک اللہ   شصت و سہ مرحبا

کذری آدم سے یا سیدم کی ثنا میں بھی   اب سنا دو سہ اکو کہی ہمیں محبوب نبی
یک اشارہ سے ہی دو ٹکڑی ہوا ماہ شبی   مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ہم ہی یا شاہ ہو جلالی بخدا محرم راز   طی کئے آپ نے افلاک کی ہو راہ دراز
شب معراج میں جس حق سے رہی راز و نیاز   تو ہمانی کہ ترا عرش شدہ پا انداز
بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

امت خاص کو عصیاں کا ہے کیا خوف خطر   نزد حق آپ ہوے اللہ شفیع محشر
رحمت عالمیان آپ ہو یا پیغمبر   چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر
ای قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

حامل وحی تو جبریل ہے عالی درجات   آپ حق بھیجتا ہے تم پہ درود و صلوات
فیض سے آپ کے پاتا ہے ہمارے نجات   ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

کیا لکھوں آپ کی توصیف میں یا شاہ امم   ہو لیا گنگ زبان ہاتھ میں بیجا ہے قلم
بجز عفو کا خواہاں ہوں خدا کی ہے قسم   نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بی ادبی

آپ کی یاد تو میری ہے دل و جاں میں مدام
آل اطہار پہ پیوستہ درود اور سلام
نعت والا سے تو رہتا ہوں سدا شیریں کام
نخل بستان مدینہ رہے تو سرسبز مدام
اے شدہ شہرۂ آفاق ز مشیر قطبی

کمترین بندہ گنہ گار ہے یہ عابد علی
آرزو دیکھنا زیارت کی ہے یا ختم نبی
اب مدینہ اوسے کھینچے ہے مراد اوسکی دلی
سیدی یا ذات حبیبی و طبیب قلبی
برغزل سید حسین صاحب
آمدہ سوی تو قدسی سبب درمان طلبی
تضمین چہارم

مقبل حق و علا مخدوم صابر کلیری
راز دار مصطفے مخدوم صابر کلیری
پیشوا و رہنما مخدوم صابر کلیری
مظہر نور خدا مخدوم صابر کلیری
معدن فیض و عطا مخدوم صابر کلیری

سیدی جب کلیم اللہ ہی پر وہ طور
لن ترانی سنکر اور غش ہوئے وہ دیکھہ نور
آپکی فیض سے پہنچا ہر ایک نزدیک و دور
قبلہ انور ہے تیری ذات حق کا ہے ظہور
جلوہ گاہ کبریا مخدوم صابر کلیری

کامل و اکمل ہو پیشوا و واقف از خدا
آپسا دنیا میں نظر آیا نہ کوئی دوسرا
کاشف سر لدنی افسر شہا اولیا
جگمگا دی آپ نے دنیا ہے سبھی کو ضیا
تاجدار چشتیا مخدوم صابر کلیری

معتقد عالی جنابا کیوں نہ ہوں آپکے حسن
وصف میں جو ہیں آپکے ہیں کیا کوئی وہ لیوے گن
قدر نعمت کہنا کسکا آسرا ہے آپ بن
ہے شہنشاہ جہانگیر شاہ دو عالم ذات من

نہین منظور ہی گر اُنکو کچھ زور و زر ہرگز
نہ اُٹہو در دامنِ بستر لیسی طمع کر ہرگز

بر غزل نیازم — جو تجھ مین عیب ہی اوسی سو تم البتہ تو بھی — شصت و پنجم

وہی ہر جا ہی ہو تو پہر کسیکو یاد کیون کیجی
یہہ اپنا نقد دل بیجا کہین امداد کیون کیجی
دل اپنی مین خیال غیر کی بنیاد کیون کیجی
ہمار چند روزہ سی دل اپنا شاد کیون کیجی
ہوای حسن پر دلکو عبث برباد کیون کیجی

نہ دی سنگین دلونکی ہاتہہ اپنی دلکا تو شیشہ
حقیقت سی کی چمن مین رہ نہ لا کچھ دل مین اندیشہ
یہان ٹہرا ہوا ہی اب محبوبیت کا پیشہ
لگا کر دیدہ و دانستہ اپنی پاؤن پر تیشہ
بکوہ عشق بیا قتل جون فرہاد کیون کیجی

نگاہ بیوفاؤن سی بچا رکھہ ہر زمان دلکو
بدام کاکل خوبان پہنسانا ہی کہان دلکو
مثال طائر عنقا ہمیشہ کر نہان دلکو
نہ کیجی خال و خط کی دام دانی پر پریشان دلکو
اگر کیجی تو کیجی نالہ و فریاد کیون کیجی

بجان اوسکا سدا محکوم ہون مین اور وہ حاکم
سمجہتا ہون اوسی مخدوم اور اپنی کو یک خادم
جگر اور دل یہہ دونو نذر اب گذرانکر سالم
جو مانگو ہو مین آزادی کبہی ہو نفس کی ظالم
جسی لیجی غلامی مین اوسی آزاد کیون کیجی

نہ کر آباد ہرگز جا بجا کبہی ویرانہ غم کو
چراغ داغ سی روشن نکیجی خانہ غم کو
خوشی کی پیالی اب بہردو پیمانہ غم کو
نیاز اب چپ ہو کوتہ کرو افسانہ غم کو

بر غزل حضرت شاطن — جہان سی اوٹھگئی جب داد و فریاد کیون کیجی — شصت و ششم

نہ ہم میکدہ ساقی ہے مے ہے جام و مینا ہے
ہو گیا وقت فرقت محو خود مانند عنقا ہے
تمہاری ایک ساغر سے ہوئی آنکھوں میں پیدا ہے
مقام وصل میں سوچو تو اللہ ہے نہ بندہ ہے
فقط یک نا سمجھی ہے قید قطرہ ہے نہ دریا ہے

بہار آئی ہے گلشن قابل گلگشت زیبا ہے
جناب عشق کا اب راز تو سینہ میں پیا ہے
بہر سو ہم صفیران چمن کا شور و غوغا ہے
بیاں تم سے کروں کیا میں کہ سیر دل میں کیا کیا ہے
نئی باتیں نئی گھاتیں نیا ہر دم تماشا ہے

سمجھتا فرق کچھ ہرگز نہیں ہوں بیش و کم میں
جو ہمدم اپنے دم سے صبحدم رہتا ہوں ہر دم میں
عدم سے آ گیا ہستی کی جانب کیا غم میں
غنیمت دم کی اکسیر کے نکتوں سے سمجھو دو عالم میں
کہ ہر عالم میں مجھکو یک نیا عالم دکھاتا ہے

قدم ہے وادی حسرت میں کہاں جا رہوں لاگو
بھلا اے زاہد و کیوں اس قدر تم پیر زہد سے بھاگو
ہوئی مجذوب بن عشق اندر میں سے بجا میں جاگو
تہہ دل میں ہے پوچھوں مثل قرآن ختم داگو
زبان مطلق نہیں جس کو تو پھر کیوں گویا ہے

سرود میں کا ہے کو دیا سرمست ہر پردہ
دلا کیوں تنا تو پوشیدہ ہے ہرگز نہ کر پردہ
سنا جب حضرت خضر و کو منہ سے راگ ہر پردہ
کسی پردہ نشیں سے ہمکلامی ہی یہ پردہ
سخن باریک ہے آ جا کہ مجھ سے مجھکو پردا ہے

نہ دلکو ناز کی حسرت سے کچھ خوف ہے ہم سے
رہو ناصحو تم دوری و قربت ہو محرم سے
نہ خوش ہو شادمانی سے نہ کچھ آزردہ ہو غم سے
جہاں جاتے ہو واں مل خاک میں جا کے عالم سے

دل صافی مکان دیدہ تر او دیوانخانہ ہی

امیرون ہی مین عابد ہی جنگ و ملک اور دولہ   مگر مت بھول جا ہرگز سخن شاعر کا ہی اولا
زمانہ مین ڈھونڈہ کر دیکھا تو ہر شخص تھا بہولا   ولکن مرد سچی محفل مین نہین یک طالب مولا

بر غزل وجد   کسیکو حب دنیا ہی کسیکو فکر عقبی ہی   شصت و ہفتم

ہی تیری سی ہمسری نہین ہے   وہ عاشقی عاشقی نہین ہے
فرہاد کی کیا ہنسی نہین ہے   عاشق ہونا ہنسی نہین ہے

یہہ دل لگی دل لگی نہین ہے

واعظ کا سخن جو دل مین بہرتا   بازہد و ورع گنہ سی ڈرتا
کل شب جانان کو یاد کرتا   حورون کے نام پر ہے مرتا

انسان یہہ آدمی نہین ہے

آتی ہی شب فراق جانی   بیخوابی سے دلپہ ہو گرانی
ہوتی ہے لاکہہ قصہ خوانی   جس سی نہ سند آئی وہ کہانی

مینو کو کبھی ہنسی نہین ہے

یہہ عشق بیان مین نہ گرہ جاؤ   اور شکل فراق کی بگڑ جاؤ
ہے خوف نہ اوسکا شعلہ بڑہ جاؤ   آہ سوزان یہ خاک ڈیرہ جاؤ

یہہ آگ کبہی بجہی نہین ہے

رخ تیرا ہی مہر سا درخشان   ہی جبہی جس سی آ چشمہ سان

مانی بے شبیہ لکھنے حیران خالق نے کر تجھکو میری جان
ایسی دی ہے کہ دی تحسین ہے

دیکھی ہی خوش نکات میں نے گرد گذرے صفات میں نے
بیدار ہی رہ کے رات میں نے اوروں ہی سے سنی ہر بات میں نے
تم سی اچھی پری کی تحسین ہے

عابد نے سنی جو صوت آئی وجد لی عمر تہا نسے چوٹ آئی وجد
خوش ہوتی ہیں روز فوت آئی وجد ہر سیکو عزیز موت آئی وجد

برغزل نواب بدرالنجان تضمیر اس نے جان اس پہ دی تحسین ہے مخمس دہم ستم

جو عشق باز ہیں براہ گذر گذر میں رہو سدا بجان پریشان کہ نظر میں رہی
وطن میں ہیں ہمیشہ سفر سفر میں رہی رکھو وہ شیوہ نہ مد نظر نظر میں رہی
کہ جیسے ہے راز محبت شیر شیرین ہوا

دیوانہ صوت شیرین کالو کہتا جون میں اسکو جب جب شیدا ہوں کہیہ پوچہو کیوں
کبھی شہر یاں پہنچ کو گیا جون تون ہم اوکی بزم میں بھی ہیں ولیکن یوں
اگر حبیبی ہر در راہ خطر خطر میں رہی

ہیں منزل ایک عشقباز کی مشکل نہیں جبول قیس ساں لیلی کا ناقہ محمل
رکھو جو پاکی سینہ ان کو نہ مائل کہیں جو سینے سے نالہ تو جا جاہ دل
سنا ان معنی لفظ اثر اثر میں رہی

چمن ہو ابر بہاری کا ہو گا موسم ہو
شراب و ساقی مہرو [illegible] بپا باہم ہو
سما یار کا در پردہ ایک عالم ہو
شب وصال کی یارب نہ روشنی کم ہو
وہ نور عارض مہ شکل شمع قمر میں ہو

فراق یار کا درد و الم تھا صبح و مسا
بجز رنج تھا عابد ہی مبتلا حاشا
لکھوں میں کیا کہ نہیں یک قلم لکھا جاتا
سپہر غم کو دیا تھا فلک نے عیش اپنا
یہ شغل سراج کہ جیسا جلوہ رنگ شرر میں ہو حسرت و غم

ہوائے [illegible] نسیم سحری سی ہی
[illegible] گئی ہی
لہو سی داغ سینہ میں [illegible] ہی
خبر [illegible] عشق [illegible] جنون [illegible] ہی
[illegible] جو ہی سو بیخبری ہی

[illegible] عالم [illegible] تجلی
[illegible]
مجھے ہے جوش [illegible]
[illegible]
[illegible] پردہ [illegible] ہی

[illegible] پھول [illegible]
[illegible] گیا
[illegible] لیا
[illegible] گیا
[illegible] ہی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نہ تو اثر مین جلا رہی نہ پری مین جلوہ گری رہی

تپ عشق کو کہی خبر خطر بھلا کیسا ہووے علاج کو   کہ طبیب کو نہیں پاس کچھ تری عاشقونکے مزاج کو
دیا عابد اپنا ہی نقد جان بھی ملک نکی خراج کو   کیا خاک آتش عشق نے دل بینوا ہی سراج کو

نہ غلام اکرم اللہ عاشق   نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی سو بیخطری رہی   مخمس نہم

عاقل نہیں ہیں جو خدا کی کلام کے   پیرو نہیں ہوں جو سنت خیر الانام کے
محکوم ہوا غضب کو نہ تابع امام کے   کلمہ پڑھا تو کیا جو مسلمان ہیں نام کے

ہندو ہین خوب وے نہ کہ تابع ہین اوہام کے

گلزار عشق کی جو کرے سیر ہے سدا   پائے بہار سب کہ وہ ہر لحظہ پر نور پا
پی جن شراب شوق کو وہ دیدہ پی لیا   میخانہ بنگیا ہے یہ دل بنا ساقیا

محتاج ہم نہیں ہیں تری کیو جام کے

دل شغل وصال سے خورسند ہو وہی   ہر داغ عشق شمع کے مانند ہو وہی
دلدار ہو گیا تو دلبند ہے وہی   بندہ جو ہو گیا ہو خداوند ہے وہی

صاحب جو ہو گیا ہو وہ ہیں کب غلام کے

جو جو کہ علم عشق کے عالم ہیں شمسی   اقلیم عشق کے وہ بھی بادشاہ ہیں شمسی
معشوق کی جو شکل بیان ہو الف کبھی   عاشق جو ہو گیا ہیں معشوق ہے وہی

سامان کب یہاں ہیں سلام و پیام کے

عابد کو کب ہے فکر سخن خوانی او کام   ہر خواجگان ہشت کا مداح صبح و شام

ہند الولی عطائے نبی ہیں وہ ذی مقام | خواجہ معین الدین کہ جو عاشق ہیں جانِ علی
کیونکر نہ ہو [illegible] انکا کلام ہے

تمام شد

صحت نامہ و غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲	کہیں	یہیں ہیں	۳۶	۱	گو	کو
۳	۹	نظیر	نظر	۳۷	۵	پڑگئی	بڑھگئی
؍؍	۱۱	عابد	عابدو	۴۰	۵	گرہ	گرو
۸	۱۵	بشو	بشود	۴۱	۱۵	نہ خدا	بے خدا
۱۰	۵	بالعلیا	بالشتیاقی	[illegible]	۱۷	جبسو	جیسو
۲۰	۲	کفرنکار	کفرانگار	۴۷	۱	جوہر	جو ہر
؍؍	۱۰	جوغنچہ	چوغنچہ	۵۰	۱۴	مارا	مار
۲۲	۱۸	باہر	ماہر	۵۳	۹	مرغن	مرد فن
۲۹	۱	ای ناصر	ای نابر			+	

بحمد اللہ والمنہ کہ کتاب مسمی بہ صحائف عابد تالیف نواب عابد علیخان صاحب بہ اہتمام [illegible] بتمام رسید جناب منشی محمد نثار حسین صاحب مالک و مہتمم [illegible] بخط عاصی سید رضا حسین غفر اللہ ذنوبہ [illegible] ماہ ربیع الاول سنہ [illegible] ہجری

ج ۳۵۱

وکان اللہ بکل شیئ محیط

فتوح

باہتمام رشید الدین نیّر
مطبع فخر نظامی

وفی انفسکم افلا تبصرون

بحمد اللہ دیوان عالیجناب نواب صولت جنگ میر عابد علیخان بہادر متخلص بہ عابد دام اقبالہ

نغمۂ روح

[illegible] دام ظلہ العالی المسمی بنام تاریخی شاگرد حضرت بلبل [illegible]

بحسن سعی سید قادر حسین صاحب قادر و مولوی محمد عبد القادر صاحب ابو طاہر

قد طبع فی مطبع فخر نظامی حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدِ خدا وظیفہ ہے برنا و پیر کا
نعتِ رسول ورد صغیر و کبیر کا

دیکھا ہی حقکو حق ہی یہہ حق رتبہ پیر کا
گر عقل ہو تو مان سخن اس حقیر کا

ہون خاکسار مین نہین خواہان سریر کا
کافی ہی گر ملے مجھے بستر حصیر کا

الفقرُ فخری احمدِ مرسل نے جب کہا
سلطان سی بڑھکے جانئے رتبہ فقیر کا

ہے آسرا جو صاحبِ لولاک کا مجھے
مطلق نہین ہے خوف گناہ کثیر کا

چھوٹا کمان سے جا کے لگا وہ نشانہ پر
اپنا سخن مقابلہ کرتا ہے تیر کا

دنیا کی مشکلات سے عابد نہیں ڈرے
مشکلکشا ہے نام مرے دستگیر کا

مظہر ہے خاص بندہ خدا کے ظہور کا
پھر دیکھیے تو جلوہ محمدؐ کے نور کا

نزدیک آئیے تو کہون راز دور کا
قادر ہو قلب پر تو تماشا ہے طور کا

زاہد کو صرف شوق ہی جنت کی حور کا
رندونکو اعتراف ہے اپنے قصور کا

کیون عاشقونکو کرتے ہین ناصح نصیحتین
کیا کام اہلِ عشق مین عقل و شعور کا

کیا ہے عجب جو بخشدے مجھ تیرہ روز کو
وہ ہے کریم بندہ ہون ربِ غفور کا

شیطانکی کیا مجال کرے آدمی سے بحث
اوستاد ہے یہ اوس سے بھی بڑھکر فتور کا

خط اونکا مجھکو آیا ہے مضمون ہے یہی
اک کام تمسے آج ہے مجھکو ضرور کا

عابد کو کیون نہ فخر ہو اس اختصاص پر

فدوی بھی ہے تو خاص ہے اپنے حضور خلد اللہ ملکہ کا

ہے یہ بیگانہ آشنا سب کا
دل بھی معشوق ہے نئے ڈھب کا

ہو وفا وعدہ ہم سے ہی کب کا
بوسہ رخسار کا دے یا لب کا

میری تیری ہے دوستی کب کی
کچھ تعلق نہین ہے یہ اب کا

مے پندار پی ہے زاہد نے
پاک ہے نفس رند مشرب کا

کافرِ عشق بھی مسلمان بھی
ہے جدا ڈھنگ میرے مذہب کا

تو نے کیون دی ذرا سی مے ساقی
تشنہ ہون ساغرِ لبالب کا

عید کا دن ہے آیئے ملئے
ہم سے ہوتا ہے وعدہ کیون شب کا

کون سمجھا ہے دوسرا عاشق
تجھکو اک مین ملا ہون مطلب کا

عید مجھکو کیا جو اے عابد
مجھ پہ احسان ہے مرے رب کا

راتدن محو تصور ہے میری جان کسکا
عشق رکہتا ہے تو پنہان دل نادان کسکا

کسکے سایہ مین خط و زلف کو ہاتہ آئے نجات
آسرا ڈہونڈہتے ہین سنبل و ریحان کسکا

جستجو رہتی ہے کسکی یہہ شب و روز تجھے
عشق ہے دل کو تیرے نیر رخشان کسکا

کیا کہون پوچہتے ہین وہ دکہا کر زلفین
دل بنایا ہے اسطرح پریشان کسکا

تم جو دل مین ہو تو کیا کچہہ نہین دلمین میرے
کسکی حسرت مین کرون عشقمین ارمان کسکا

حال عابد کے کہون مذہب و ملت کا مین کیا
دین ہی دل سے بہلا بیٹہا ہے ایمان کسکا

غیرونکو بھی معلوم ہے مین یار ہون اوسکا
اے عشق بہرحال خریدار ہون اوسکا

اے مالک کونین بنایا مجھے جس نے
شرمندہ تمہارا تو گنہگار ہون اوسکا

کرتا ہون جو مین حق سے طلب حقکی محبت
صد شکر کہ اوس سے ہی طلبگار ہون اوسکا

مجہہ خاک کے پتلے کو حقارت سے نہ دیکھو
ذرہ ہون مگر محرم اسرار ہون اوسکا

دیوانہ مجھے کہتے ہین کیون اہل خرد سب
وہ میرا ہے مین دل سے طلبگار ہون اوسکا

ہونے کی فدا جسپہ سلیمان کو ہے حسرت
مین مور ضعیف ایک گرفتار ہون اوسکا

کرتے ہین عبث فکر مری حضرت عیسے
صحت سے غرض کیا مجھے بیمار ہون اوسکا

مسجد مین جو عابد ہون تو بتخانہ مین راہب
میخانۂ عالم مین مین سرشار ہون اوسکا

جس جگہہ پہ آنکھہ پڑی یار کا جلوہ دیکھا
اسی جلوہ کا زمانہ مین تماشا دیکھا

اپنے زیور کی وہ تعریف بھی یون کرتے ہین
چاند تو چاند ہے ماتھے کا بھی تارا دیکھا

ساری محفل مین مرے حال پہ ہے اوسکی نظر
آنکھہ سے اوس نے کیا مجھکو اشارا دیکھا

دین و دنیا کا کیا عشق نے تیرے نقصان
نفع کے بدلے ہوا میرا خسارا دیکھا

دل کو آئینہ کیا مین نے کہ صورت دیکھون
دیکھنے والے نے افسوس نہ دیکھا دیکھا

کنگہی کرتے ہوے مجھہ سے وہ یہہ فرماتے ہین
تیرے دل کے لئے رکھا ہے یہہ آرا دیکھا

سخت مایوس ہوا ہون جو گنہ کے باعث
یا نبی آپ کا ہی مین نے سہارا دیکہا

نامہ پڑہتے ہی میرا ایسا تہہ وہ قاصد ہوا کے
آ گئے کہتا ہے کہ کیون شوق ہمارا دیکہا

قدم شاہ دکن خلد اللہ ملکہ ہم نے تو دیکہے عابد
نہ سمرقند ہی دیکہا نہ بخارا دیکہا

آنکہ اب تمسے لڑی دیر و حرم چہوڑ دیا
اک تمہارے لئے کس کس کو صنم چہوڑ دیا

خط تمہین لکہنے کو بیٹہا تہا کہ تم آ ہی گئے
اسلئے ہات سے اب مینے قلم چہوڑ دیا

میرے مشرب سے جو ناصح کو ہوئی آگاہی
پند گوئی کو وہین کہا کے قسم چہوڑ دیا

تونے جس روز کیا وصل کا وعدہ مجہہ سے
دل مضطر نے خیال شب غم چہوڑ دیا

ہات کو مین نے بڑہایا تہا کہ چہولون خسار
ہات ظالم نے مرا کرکے قلم چہوڑ دیا

دی مجہے عشق کی سرکار نے روشن چوکی
مین نے وہ ماہی مراتب وہ علم چہوڑ دیا

آ گیا رحم تمہین یا میری قسمت جاگی
شکر اللہ کا یک لخت ستم چہوڑ دیا

کیا ہوئے پہلے کے الطاف و مہر و الفت
واہ جی تمنے تو سب لطف و کرم چھوڑ دیا

ہات اوٹہا تو مری ارمان سے مسکین عابد
خط مین اوس شوخ نے یہہ کہکے رقم چھوڑ دیا

بت کو لاکر کسنے میرے دل کے اندر رکھدیا
خانۂ اللہ مین کیسا یہہ پتھر رکھدیا

کر دیا منہہ بند میرا بات ہی کہنے نہ دی
ایک کڑی ہی ایسی سنائی دلمین نشتر رکھدیا

شیخ صاحب عزم کعبہ ہو مبارک آپکو
ہمنے اپنا کوچۂ جانان مین بستر رکھدیا

جو بڑہانا ہو بڑہائے جو گہٹانا ہو گہٹائے
کاتب تقدیر کے آگے مقدر رکھدیا

ہوگیا حیران عابد دیکھکر یہہ صنعتین
جب قدم اس آئینہ خانہ کے اندر رکھدیا

جسنے ایسا تجھے شباب دیا
اوس نے ہی ہم کو اضطراب دیا

شب کا وعدہ کیا نہین آیا
رات بہر مجھکو یون عذاب دیا

کیون نہ جلجاؤن غیر کو تو نے
بھر کے ساغر دیا کباب دیا

کتنے بوسے دئے لئے کتنے
اسکا تو نے نہین حساب دیا

خلق سے کیا تو مانگ خالق سے
اوسنے ہی سب کو بیحساب دیا

شیخ نے کر کے غیبتِ رندان
زہد و تقوے کا سب ثواب دیا

ہمنے کیا پوچھا آپ کیا سمجھے
بات کیا تھی یہہ کیا جواب دیا

عابدِ حق پرست کو ہے ہے
تم نے کیون ساغر شراب دیا

کھوج اوس نام کا نہین ملتا
کچھہ پتا کام کا نہین ملتا

کوئی کیا پہنچے آپ تک صاحب
رستہ اس بام کا نہین ملتا

یون تو برسون ہی پی ہے اے ساقی
لطف اِس جام کا نہین ملتا

کون وحشی گیا کہ کعبے مین
جامہ احرام کا نہین ملتا

غیر کا خط وہ دیکھتے ہین مجھے
پرچہ پیغام کا نہین ملتا
یون ہین کہنے کو سیکڑون احباب
دوست اک کام کا نہین ملتا
سود سرکار عشق سے ہمکو
درہم و دام کا نہین ملتا
دل جو اوس زلف مین پہنسا وہ گیا
صید اس دام کا نہین ملتا
تری طاعت سے ایک پل ہمکو
وقت آرام کا نہین ملتا
اوس نے گہایل کیا ہے درپردہ
زخم صمصام کا نہین ملتا
غیر کی وجہ سے ندو گالی
لطف دشنام کا نہین ملتا

کہا عابد سے دیکھے درہم داغ
عوض اس دام کا نہین ملتا

اپنے ہی دلمین ہے خدا ملتا
کعبے جاتے تو ہم کو کیا ملتا
اپنا زاہد کو گر پتا ملتا
کیا کہون مین کہ کیا مزا ملتا

دولتِ عشق تھی ترا ملنا
دل گیا تو تو اور کیا ملتا

تو نے گھر کر لیا ہے دلمین مرے
اب کہان دوسرا اپنا ملتا

تیرے ملنے سے ملگئے دارین
تو نہ ملتا تو مجھکو کیا ملتا

دل مین جو ہے مین صاف کہدیتا
گر وفادار آشنا ملتا

کشتیٔ عمر کے لئے عابد
ناخدا کے عوض خدا ملتا

کیا خدا کا پتا ہمین ملتا
تو نہ گر مصطفےٰ ہمین ملتا

منزلِ عشق ہات آتی جب
خضر سا رہنما ہمین ملتا

دل ہی کرتا نہ رہنمائی تو
رستہ کب عشق کا ہمین ملتا

خانۂ دلمین ہم جو کرتے تلاش
جانِ جان کا پتا ہمین ملتا

تیغ قاتل گلے سے ملتی تو
قتل کا جب مزا ہمین ملتا

تیرا جلوہ ہے دو نو عالم مین
کیا کوئی دوسرا ہمین ملتا

جستجو مین ہے جسکے تو عابد
وہ تو ہے جا بجا ہمین ملتا

جب سے کہ آشنا مرا نا آشنا ہوا
مین کیا کہون کہ حال مرا کیا سے کیا ہوا
نیّت تری ہے بدلی ہوئی دل پہرا ہوا
ظاہر یہہ بہید آج مجہے دلربا ہوا
پہلے تو آسمان تہا اب تم بہی ہوگئے
قاتل جہان کا ایک تہا اب دوسرا ہوا
آئے نہین جو بہر نصیحت وہ میرے پاس
کیا جانے آج حضرت ناصح کو کیا ہوا
مین نے کہا کہ مرتا ہون بولا بگڑ کے وہ
قدرت خدا کی آپ کو یہہ حوصلہ ہوا
اونسے حجاب کیجیے آنکہین ہون جنکی بند
پردہ یہان ہے دیدۂ دل سے اوٹہا ہوا

عابد بقا اوسی کیلئے ہے جہان مین
زندہ رہا جو ذات خدا مین فنا ہوا

رونق فزا چمن مین جو وہ گلبدن ہوا
شرمندہ شرمسار گل نسترن ہوا

معبود تہا مین ہستی مین آکر ہوا ہون عبد
کوئی یہان فریب نہ کچہہ مکر و فن ہوا

نام و نشان سے بہی تو واقف نہ تہا کوئی
چرچا مجہی سے تیرا سر انجمن ہوا

کیا کیجے ذات آگے ہین نبتی ہے صفات
کچہہ ایسا اس زمانہ کا اولٹا چلن ہوا

دریا سے چہوٹ کر مرا قطرہ ہوا تمام
مین کیون وطن سے اپنے غریب الوطن ہوا

عابد یہی کلام ہے تیرا تو جان لے
مشہور عشق والون مین تیرا سخن ہوا

یہہ خوشی کے بدلے ایدل مفت کا غم ہو گیا
بات اچہی بہی نہ سمجہا وہ تو برہم ہو گیا

جو تصور عشق مین تہا وصل مین اب وہ کہان
بڑہ گیا تہا پیار اوسکا گہٹ گیا کم ہو گیا

پان کا بیڑا ابنا کر تم نے جو مجہکو دیا
وہ سر محفل عدو کے واسطے سم ہو گیا

خلوت وحدت مین ظاہر اسقدر کثرت ہوئی
ایک جلوہ سے ترے معمور عالم ہو گیا

جلوہ محبوب کا جلوہ ہے محبوبِ علی دام ظلہ
جان لو اسواسطے وہ فخر عالم ہوگیا

ہوتے ہین رندون سے عابد عابدون سے رند مست
حضرت ناصح کو کیون بیفائدہ غم ہوگیا

زاہد مرا بخیر یہہ انجام ہوگیا
تہا بت پرست کفر ہی اسلام ہوگیا

صیاد تو نے کسلئے چہوڑین ہین کاکلین
تیرا بناؤ میرے لئے دام ہوگیا

مین اور قیس شیفتہ لیلے وشون کے ہین
دونون کا ایک عشق مین انجام ہوگیا

مانگا جو بوسہ مین نے تو گالی ملی مجھے
لو یہہ سوال قابل دشنام ہوگیا

شہرہ تمہارا میری محبت نے کردیا
جا کر دکن سے روم کو تا شام ہوگیا

ابرو وہان ہلا تو یہان کٹ گیا گلا
اوسکا اشارہ موت کا پیغام ہوگیا

بیمار ہجر کی ہے دوا شربتِ وصال
تسکین دل کو ہوگئی آرام ہوگیا

کس لطف سے وہ کہتے ہین مجکو پکار کر
اب عاشقون مین سمیر ترا نام ہوگیا

تسبیح پڑھکے ہات اٹھانا سوے فلک
عابد کے واسطے یہہ بڑا کام ہوگیا

داغ سے نالان ہین مرہم مین تو شادان ہوگیا
حال میرا دیکھہ کر حاسد پریشان ہوگیا

یہہ قصور اوسکا ہے یارو ہمین میرا کچھہ نہین
ولولہ دل کو ہوا نخچیر مژگان ہوگیا

کانٹے بوئے تمنے میرے رستے کو واہ جی
دہجیان ہین جیب کی اور پرزے دامان ہوگیا

یہہ نئی مین نے نکالی دوستی ہین اوسکی چال
جب ظہور اوسکا ہوا مین آپ پنہان ہوگیا

عشق کے دربار مین خلعت ہے یہہ میرے لئے
ہوگیا دیوانہ مین پرزے گریبان ہوگیا

ہوگیا ہے کیا کہین اوس مست کو شوق کباب
دل مرا اچہا تہا کل تو آج بریان ہوگیا

یار کا تمغہ ہے یہہ صولت حفاظت کیجئے
داغ کی الفت ہے دلمین دل نگہبان ہوگیا

ہوگئے ہین داغ کے شاگرد عابد دہوم سے
دوست سنکے خوش ہین دشمن تو گریان ہوگیا

سامنا ہوتے ہی تجھسے اک زمانہ ہو گیا
ستم ترے عاشق کے حق مین آب و دانہ ہو گیا

کیون نہ مین عاشق ہون کیونکر ندون آئینہ ارا ہے
خود مجھے منظور جب دل کا جلانا ہو گیا

قیس اور فرہاد کا قصہ نہین سنتا کوئی
مشتہر مخلوق مین اپنا فسانہ ہو گیا

آپکو ہمنے مٹایا تو ہوا تجھسے وصال
اک یہی تو کام ہمسے عاقلانہ ہو گیا

بھیس مین آکر مرے ظاہر کیا ہے آپکو
کنت کنزاً مخفیاً کا کیا بہانہ ہو گیا

یہہ تو عابد ہے سراسر حضرت ناصر کا فیض
عاشقانہ تہا مذاق اب عارفانہ ہو گیا

کثرت کو دیکھکر دل نادان مچل گیا
وحدت کے جب مقام مین آیا سنبھل گیا

مانند سیم و زر کی تب عشق سے یہان
دل بھی پگل گیا ہے جگر بھی پگل گیا

شیشہ مین دل کے بادۂ توحید کو ہے جوش
ساقی غضب ہوا خم وحدت ابل گیا

الفقر کی حدیث کا جب سے کہ ہے خیال
دل سے مرے تصور اہل و دول گیا

مین ذات سے صفات مین ہونے لگا شمار
ہستی مین آکے یہین جو میرا بدل گیا

سرِ انا کی رمز مین جب سے ہوا ہون گم
اللہ رے بیخودی مین خودی سے نکل گیا

جب سے پڑا ہے یار تجلی کا تیرے عکس
سینہ ہمارا طور کے مانند جل گیا

کیا پوچھتے ہو عابد مضطر کا حالِ زار
جاتا تھا کل وہ کہتا ہوا ہائے جل گیا

کہان ہے وہ تمہارا یاد کرنا
وہ سرباز وفا ارشاد کرنا

یہی ہے عاشقون کو شاد کرنا
کہ تم بیداد پر بیداد کرنا

تسلی جھوٹے وعدہ سے بھی ہوگی
دل ناشاد کو یون شاد کرنا

بنا کر اپنا بندہ پھر یہ کیا بات
غلامی سے مجھے آزاد کرنا

مراد دل ہو گیا خود مثل نخچیر
نہ کچھ تکلیف اے صیاد کرنا

رکھا ہے نام شیطان فعل بد کا
انہین آتا ہے یون برباد کرنا

اودھر ہی سے ہے جو کچھہ خیر و شر ہے
نہین آتا ہمین ایجاد کرنا

یہہ عابد کی دعا ہے میرے مولا
دم آخر مری امداد کرنا

یہی الطاف خدا کیلئے جاری رکھنا
بھولنا اوس کو نہ تم یاد ہماری رکھنا

کہین برباد نہ ہو خاک ہماری در در
اوسکے کوچہ ہی مین آباد ہماری رکھنا

وہ گنہگار ہین دنیا مین نہین ہے ہمسا
یا نبی روز جزا لاج ہماری رکھنا

سب عاری ہین مگر پاس بدولت شہ کی
اونکے افضال سے ہے آسان عماری رکھنا

یار کے مست ہو عابد ہمین معلوم ہوا
آپ کا رنگ ہے آنکھون کو خماری رکھنا

آجکل اوج پہ چمکا ہے مقدر اپنا
اپنے آغوش مین رہتا ہے وہ دلبر اپنا

جا کے کس کوچہ سے آتی ہے نسیم سحری
ہو رہا ہے جو دماغ آج معطر اپنا

دغدغہ حشر کا اورونکو ہے دنیا مین
ہجر دلدار مین ہر روز ہے محشر اپنا

ہم تو کشتہ ہین تری تیغ ادا کے ظالم
کیا ڈراتا ہے ہمین کھینچ کے خنجر اپنا

فکر فردائے قیامت کی نکر اے عابد
شافع روز قیامت ہے پیمبر اپنا

اس سے بہتر نہین دنیا مین ٹھکانا اچھا
یار کے کوچہ مین بستر ہے لگانا اچھا

اپنے عاشق سے نہین منہ کو چھپانا اچھا
ایسے مشتاق کے ہے سامنے آنا اچھا

ہوس خلد نہین تیری گلی ہے مرغوب
نہین کونین مین اب اس سے ٹھکانا اچھا

وصل ہو یا نہ ہو اپنا تو یہی ہے مذہب
عشق مین یار کے اپنے کو مٹانا اچھا

عشق صادق ہو جنہین کچھ نہین اونکو پروا
گر کہین بد نہین یا سارا زمانا اچھا

انتہا بھی ہے نصیحت کی جناب ناصح
چپ رہین آپ نہین دل کا جلانا اچھا

دیر ویران ہوا بت ہے خدا اپنا بنا
کعبہ دل کو خدائی سے بسانا اچھا

مردے زندہ ہوے تیرے کرشمہ کا یہہ فیض
تو مسیح اپنا ہے ہم کو بھی جلانا اچھا

بادۂ عشق کی عابد ہے یہی کیفیت
اسکا پینا بھی ہے خوب اور پلانا اچھا

تہا حقیقت مین جو معبود ہوا عبد نما
بندہ مین کیون نہ ہویدا صفت ذات خدا

واعظا مجھکو نکر منع گنہ سے اصلا
صفت عفو خدا ہو گی گنہ سے پیدا

جسنے دیکہا نہین دنیا مین خدا کا جلوہ
یان بھی اندہا ہے وہ ناکام وہان بھی اندہا

ہے بلا عین عرب اور بلا میم احمد
شکل انسان مین ہوا آکے یہان جلوہ نما

جو ہوا تیری غلامی مین اوسے آقا
اوسکو رضوان نے کہا میوۂ جنت لے کھا

کبھی معبود کبھی عبد کبھی ہے عابد
رنگ اپنے وہ دکہاتا ہے جہان مین کیا کیا

جسے دیکھا تجھے دیکھا جو کچھہ پایا تجھے پایا
بجز تیرے نظر مجھکو نکوئی دوسرا آیا

کوئی حد بھی ہے اس وحشت کی یارب ہجر جانان مین
کہ کوسون بھاگتا ہے آجکل مجھہ سے مرا سایا

بنا ہے شمع محفل وہ ہین گرد اگرد سب عاشق
وہی پروانہ سان ہوگا کہ جسنے داغ ہی کہایا

مجھے اس بیقراری نے بنایا اور بھی مضطر
الٰہی کیا ہوا نامہ نہ ابتک نامہ بر لایا

عبادتگاہ مین رہکر ہوا ہے راتدن مغرور
نکر نخوت کبھی عابد تکبر کا ہے یہہ پایا

اوسکا آنا نظر نہین آتا
نہین آتا نظر نہین آتا

آنکہہ ملتی ہے یار سے لیکن
اوسکا ملنا نظر نہین آتا

وہ جوانی کدہر گئی افسوس
عیش ڈہونڈہا نظر نہین آتا

جان لینی تو ہے انہین منظور
آزمانا نظر نہین آتا

سب ہین دیوانے عشق مین تیرے
ایک سیانا نظر نہین آتا

کعبہ و دیر مین بھی ٹہیک ترا
کچہہ ٹہکانا نظر نہین آتا

اندنون ڈہنگ آپکا عابد
ہم کو اچھا نظر نہین آتا

غیرت ماہ درخشان کو نہین جانتے کیا
اوسکو ہم جانتے ہین دوسرے پہچانتے کیا

یب یہہ ٹہیری کہ ہم عاشق صادق ہین ترے
ال کیا جان ہم اپنی نہین گذرانتے کیا

صاف ہو چیز تو پہر کیا ہے تامل ساقی
ئے بے درد ہے شفاف اوسے چہانتے کیا

اونکو محفل مین نہ دیکہا تو مری جان بچی
دیکہکر دل مین خدا جانے وہ پہر ٹہانتے کیا

سن لو عابد کا بہی کہنا یہہ جناب ناصح
دوست کی وصیت کوئی بات نہین مانتے کیا

شوق ہے ہر دم نئے بیداد کا
حوصلہ دیکھو ستم ایجاد کا

شوخ کی تصویر وہ کہینچے اگر
ہاتہہ کاٹیے مانی و بہزاد کا

مین جنون مین رہنماے قیس ہون
عشق مین اوستاد ہون فرہاد کا

کیسے غافل کیسے بے پروا ہو تم   منتظر مدت سے ہون مین یاد کا
دل مرا نخچیر اوس کا ہو چکا   ہے نصیبا اوج پر صیاد کا
المدد اے سخت جانی المدد   تیز ہے خنجر بہت جلاد کا
ہے خلش دل مین مرے آٹھون پہر   وہ مژہ ہے نیشتر فصاد کا

دو جواب صاف عابد کو کوئی
منتظر ہے آپ کے ارشاد کا

بہر قتلم تیز کن صمصام را   شہرۂ آفاق کن گمنام را
ساقیا جامے بدہ این خام را   تا شناسد مایہ انجام را
آرزوے صید میدارد دلم   صید کن صیاد بر چین دام را
سجدہ گاہ من خم ابروے تست   زان دوگانہ میگذارم شام را
بعد عمری گشت حاصل آن صنم   صرف کردم در طلب ایام را

نامہ بر مقتول شد نامہ کجا
عالم بالا کنی پیغام را

می خوری زان شیوۂ خود کردہ ام
می پسندند اہل دل بدنام را

عابدا ہست این معمّا یا غزل
کے شود مفہوم شعرت عام را

ردیف الباء

ہے یون عزیز خاطر اغیار کیا سبب
مین ہوگیا ہون دل پہ ترے بار کیا سبب

گستاخ تمنے کر دیا سرکار کیا سبب
ڈرتے نہین ہین غیر گنہگار کیا سبب

گر مشورہ نہین ہے مرے قتل کا تو پھر
کرتے ہین غیر سے مرے اذکار کیا سبب

ہر ایک شئے مین شکل مین تو جلوہ گر بھی ہے
پوشیدگی کے ساتھہ پھر اظہار کیا سبب

اقرار ہے یون تو کیا تمنے لاکہہ بار
لیکن وفا کے کچھہ نہین آثار کیا سبب

یہہ دام عشق گر نہین عاشق کے واسطے
پھر ہے گلے مین تیرے یہہ زنّار کیا سبب

آدم کا نورِ پاک سے سارا خمیر ہے
عابد علاقہ ہمسے رکہے نار کیا سبب

آدمی کو آدمی دیگا برابر کا جواب — تم تو بت ہو دیسکے کیا کوئی پتہر کا جواب
کعبۂ دلکو بنا کر بتکدہ بت نے کہا — کیا بنایا ہمنے ہے اللہ کے گہر کا جواب
گالیون سے تم نہ باز آئے دعائین مین نے دین — خیر ہو سکتی ہے کب فرمائیے شر کا جواب
سیکڑون اسمین بلائین ہین ہزارون آفتین — ہے شب فرقت ہماری روز محشر کا جواب
فرض کر لو ہم شہنشہ بھی ہوے پہر ایکدن — کہوپری اپنی ہے بھی فغفور کے سر کا جواب
ابرو و مژگان ہین تیزی مین برابر کیا کہین — تیر بھی رکہا ہی تونے یار خنجر کا جواب

عرصۂ محشر مین عابد جمع ہونگے سب نبی
پر نہوگا کوئی بھی اپنے پیمبر کا جواب

ایسی باتون سے ہوگا نام خراب — تم کو زیبا نہین کلام خراب

کھو دیا تم نے دل مرا لے کر
اسکو کہتے ہین انتظام خراب

بندۂ باوفا نہین ملتا
بیوفا ہوتے ہین غلام خراب

جلتے ہین داغِ عشق کے سکّے
حسن کے شہر مین ہین دام خراب

اسکو کہتے ہین عالم ناسوت
بہر آدم ہے یہہ مقام خراب

مشر کو بد کہین نہین پروا
ہوتا ہے عاشقون کا نام خراب

غیر کو ساغر لطیف ملین
ہمکو دیتے ہین ٹوٹے جام خراب

روٹی ملتی نہین ہے کہا نیکو
پینے والے رہتے مدام خراب

زہد و تقوے کہان گیا عابد
کام کرتے ہو تم تمام خراب

جاکے قاصد اوسے سنا مطلب
کہ سنے مطلب آشنا مطلب

دیکھا خط سارا پڑھ لیا مطلب
کیا جواب آپکا ہے کیا مطلب

دید مین دید ہے مجھے منظور / نہین ہے کوئی دوسرا مطلب
بندۂ بت ہون شیخ سے کہدو / بت پرستی سے میری کیا مطلب
خوب کی قدر ایک ہی سمجھا / میرا مطلب رقیب کا مطلب
ہجر مین کھوج تھا تجسس تھا / تیرے ملتے ہی مل گیا مطلب
ارے ظالم مین تجھپہ مرتا ہون / اب بھی سمجھا نہین مرا مطلب
اب چھپانے سے فائدہ کیا ہے / تیرے ہی خط سے کھلگیا مطلب
بات میری کہین نہ غیر سنے / اوسپہ افشاء نہ ہو مرا مطلب
عشق مین داغ اپنے دیتے ہو / مل گیا خوب مدعا مطلب

عابدِ حق پرست ہون صاحب
کچھ نہین ہے بجز خدا مطلب

آئیگا میرے گھر وہ بت بدشعار کب / تسکین پائیگا یہ دل بیقرار کب

وہ وہ سہے فراق کے صدمے کہ مر گئے
گر اب نہین تو آئیگا غفلت شعار کب

جو مین طلب کرون وہ عنایت سے مجکو دے
گر اب نہین تو پہر مرے پروردگار کب

تجکو تو وصل مین بہی ہی اضطراب ہے
تسکین اب نہین تو دل بیقرار کب

وعدہ خلافیون سے ترے ناکمین ہے دم
نکلی نہ میری جان دم انتظار کب

عابد وہ یار دیکہئے ملتا ہے کب مجھے
ہوتا ہے سازگار مرا روزگار کب

روبرو اپنے بلا لیجئے آپ
ہم سے پردہ نکیا کیجئے آپ

جس جگہے آپ ہی ہون غیر نہو
اوس جگہے ہمکو بلا لیجئے آپ

چاک دل چاک جگر ہے عاشق
ہاتہہ سے اپنے ذرا سیجئے آپ

دل مرا لیکے مکرنا کیا
سر پہ قرآن اٹہا لیجئے آپ

نشہ کی آئے گی پہر کیفیت
ہاتہہ سے مے کبھی پیجئے آپ

آپ معبود ہین عابد بندہ
جو وہ مانگے اوسے اب دیجئے آپ

اتنے باتین نکیا کیجئے آپ
غنچہ سان چپ کے رہا کیجئے آپ

عاشق زار کو اپنے بدنام
ہلمئے ہرگز نہ کیا کیجئے آپ

دل مرا صاف ہے آئینہ مثال
دلکو اپنے بھی جلا کیجئے آپ

اک نئی شان سے آکر ہر وقت
ہمکو دہوکا نہ دیا کیجئے آپ

نقد دل اے شہ خوبان جہان
نذر عاشق سے لیا کیجئے آپ

عابد ساکنِ مسجد سے بھی
جا کے خلوت مین ملا کیجئے آپ

ردیف التاء

گذری ہے میری پوچہو نہ کیونکر تمام رات
وحشت سرا بنا تہا مرا گہر تمام رات

گھر مین مرے رہے گا وہ دلبر تمام رات
ساقی رہے گی ناب مئی احمر تمام رات

وہ وعدہ کرکے شب کو جو آئے نہ میرے گھر
تڑپا کیا مرا دلِ مضطر تمام رات

رویا خیال کرکے جو دندان یار کا
گرتے تھے میری آنکھہ سے گوہر تمام رات

ہاتون سے تنگ تھا مین دلِ بیقرار کے
بیچین ہی رہا ہے یہہ کافر تمام رات

مانو بھی بات ضد نہین اچھی وصال مین
برپا کروگے کیا یونہین محشر تمام رات

عابد بتاؤن کیا دلِ سوزان کا اپنے حال
اڑتے تھے میری آہ سے اخگر تمام رات

بعد مدت کے یہہ آئی ہے ملاقاتکی رات
ہے مکان آپکا رہجاؤ یہین آتکی رات

دلکی دل ہی مین رہی جاتی ہے حسرت ساری
بات کرنیمین گذرتی ہے ملاقاتکی رات

شام سے حضرت زاہد ہین ہمارے ہمنشین
ہوگی آفتمین بسر قبلۂ حاجاتکی رات

مست و مخمور ہین دنیا کی خبر کچھہ بھی نہین
واہ کیا رات ہے یہ اہل خرابات کی رات

شب معراج ہے ملنے مین تکرار کرو
کس فضیلت کی ہے یہ آج ملاقات کی رات

یار آغوش مین اور ہاتھ مین ہے ساغر مے
عابد اب لطف بہت دیتی ہے برسات کی رات

سوز پنہان سے ہے یہ دیدۂ تر کی صورت
اشک آنکھون سے نکلتے ہین شرر کی صورت

وحشیونکی سی مگر طرز ہے تم مین ناصح
گو بظاہر نظر آتی ہے بشر کی صورت

محفل غیر کا احوال نہ پوچھو ہم سے
رات بھر جلتے بجھے شمع سحر کی صورت

صرف بوسہ کی طلب پر یہ بگڑنا کیا خوب
کس سے پیدا ہوئی فرمائے شر کی صورت

کس جگہہ آپکی شہرت نہین اے ماہ جمال
کسنے دیکھی نہین دنیا مین قمر کی صورت

مجھکو حاصل یہہ ہوا عشق کمر مین صاحب
ہوا معدوم زمانہ سے کمر کی صورت

ذبح کے بعد نہ دل چھیڑ کے دیکھو میرا
دیکھتے کیا ہو تم اجڑے ہوے گھر کی صورت

اک نظر دیکھہ تو لے آنکھہ اوٹھا کر ظالم
گھر کرینگے ابھی ہم دل مین نظر کی صورت

صورت اچھی نظر آئی تو ہوئی کچھہ تسکین
آجکل ہے یہہ مرے درد جگر کی صورت

سیر گلزار سے ہے سیر طبیعت اپنی
روشِ دلپہ کھڑے ہین وہ شجر کی صورت

عابد اب آپ مقرّب ہین کسی کے عاشق
زرد صورت نظر آتی ہے جو زر کی صورت

یون نہ پردے مین تو چھپا صورت
ارے ظالم مجھے دکھا صورت

محو یا تنگ ہون تیری اُلفت مین
مطلقاً تیری بنگیا صورت

اور تسکین ہو مرے دل کو
اک ذرا اور بھی دکھا صورت

آئینہ بن گیا ہے دل میرا
دیکھنا ہو تو دیکھہ جا صورت

مختلف ہون اگرچہ پیراے
نہین ہے ایک کے سوا صورت

سیکڑون صورتونمین اے عابد
ایک ہوتی ہے دلربا صورت

حیدر آباد فیض آباد است
بلکه بشک خجسته بنیاد است

قامتِ یار رشک شمشاد است
صفتش عین سرو آزاد است

کارِ دنیا که سُست بنیاد است
زینکه بنیاد دهر بر باد است

نرود شکل خوبرو از دل
شیشه اش محبس پریزاد است

عشق عشاق را بد شاهی
تیشه افسر بفرقِ فرهاد است

ساقیا ساغرے عطا فرما
کشورِ دل زباده آباد است

در فراقش مدام عابد را
ناله و آه و شور و فریاد است

می خور که یار در بر تو هست این سزاست
هر بیخودی که مستِ خدا میکند رواست

بگذر ز رنج خار اگر خواهی وصل گل
شو عندلیب قدس و نظر کن چه خوش فضاست

پیدا ز وصف لم یزل و لایزال است
ذاتت ابد ابدی و پاک ز انتهاست

بیہودہ گفتگوئے تو با عاشقان خطاست   کن گوش واعظا سخنم عقل تو کجاست

انصافِ نیست در حق عشاق یا کہ جو   شاہنشہی ترا و مرا خدمت گداست

ناصح خموش عیب زمانہ چہ می کنی   بر عیب خود نگر کہ ہمین بہر تو سزاست

تا آنکہ ہمنشینِ منی زندہ دان مرا   واندم کہ دور باشی ہماندم مرا فناست

فاعل چو گشتۂ و مرا فعل ساختی   در اختیارِ نیست صوابست و یا خطاست

بشنو کلام **عابد** و این نکتہ یاد دار
تو بندہ را ببین و بدان صورتِ خداست

ردیف الثاء

اکثر بیان جو کرتے ہین قال جناب غوث   معلوم ہی نہین اُنہین حال جناب غوث

حاصل ہے جس کسیکو کمال جناب غوث   نکلا ہے اونکے دل مین ہلال جناب غوث

مطلب کی بات دیدۂ حق بین مین کیون نہو   ہے نور کا ظہور جمال جناب غوث

محبوب حق کے آپ ہین ہم نام اس لئے
خُلق محمّدی ہین خصال جناب غوث

تکریم کرتے ہین جو ربیع دوم کی ہم
اس ماہ مین ہوا ہے وصال جناب غوث

پیران پیر کیون نکہین جان و دل سے ہم
حق مین ہوے ہین کرکے خیال جناب غوث

وہ نام ادب ہے جسے حضرت سے ہی خلاف
قہر خدا ہے رنج و ملال جناب غوث

کرتی ہے عاشقون کو یہہ نعلین سرفراز
سر پر ہے ہمیشہ نعال جناب غوث

عابد کے آگے اب نہین صولت کسیکی کچہہ
دیکہا ہے اوسنے جاہ و جلال جناب غوث

زندگی مین تہی مجہے نخوت عبث
اب یہہ سمجہا ہون کہ ہی دولت عبث

جب یہہ ٹہری موت کا ہے ایکدن
سات اقلیمونکی بہی شوکت عبث

کُلُّ شَیٍٔ ہَالِکٌ اِلَّا وَجہُہٗ
سچ تو یہہ ہے دولت و حشمت عبث

ہے یہہ دنیا فاحشہ اک پیرزال
آشنائی اس سے ہے صولت عبث

یار کی جانب سے جب ہے خیر و شر
پہر تو عابد دوزخ و جنت عبث

وہ یہان آتے نہین کیا باعث
لطف فرماتے نہین کیا باعث

غیر بیٹھے ہین جو گھر مین تیرے
یان سے اٹھہ جاتے نہین کیا باعث

آرزو دل سے ملاقات کی ہے
آپ گہر آتے نہین کیا باعث

مر گئے پر بھی خیال اوس بت کے
دل سے یہہ جاتے نہین کیا باعث

عاشق دشت نشین کو احباب
شہر مین لاتے نہین کیا باعث

حال عابد پہ تم اے جان جہان
لطف فرماتے نہین کیا باعث

ردیف الجیم

مسیح سے نہوا ہے نہو ہمارا علاج
وہی کرینگے یہہ ہوگا انہین سے سارا علاج

طبیب دیکھہ کے حالت مری یہہ کہتے ہین
ہوا ہے اور نہوگا کبھی تمہارا علاج

مین مر رہا ہون کسی پیاری پیاری صورت پر
علاج ہو بھی تو میرا ہو پیارا پیارا علاج

مریض عشق ہون مرجاؤنگا یونہین اک روز
کرو نہ اب مرا بہر خدا دوبارا علاج

طبیب تھک گئے عاجز ہوے تنگ آئے
مگر نہ حضرت عابد ہوا ہمارا علاج

دل مضطر بہت تپان ہے آج
رنج ہے درد ہے فغان ہے آج

مین بھی حاضر ہون موت بھی ہے کھڑی
لیجئے وقت امتحان ہے آج

کل اسی منہہ مین خاک ڈالے گا
مرے منہہ مین تری زبان ہے آج

تھا جسے کل غرور دولت پر
وہی دنیا سے بے نشان ہے آج

خوب بر آئین گے مرے مقصد
متفق مجھسے آسمان ہے آج

جسکو مین چاہتا تھا مدت سے
میرے گھر مین وہ مہمان ہے آج

خوب گذرے گی آج عابد کی
ہم بغل ایک نوجوان ہے آج

دلربائی ہے دلربا کی سچ
بے وفائی ہے بے وفا کی سچ

تیرا وعدہ ہے انتہا کا جھوٹ
بات میری ہے انتہا کی سچ

لعل و یاقوت اور مرجان ہین
نہین رنگت تری حنا کی سچ

جھوٹ جانے زمانہ گو اوسکو
بات ہے اپنے آشنا کی سچ

اک نہ اک روز ہم کو مرنا ہے
آئے گی اک گھڑی قضا کی سچ

جھوٹے وعدون یہ کیون بگڑتے ہین
کہتے ہین آپ انتہا کی سچ

عابد اپنے حضور آصف خلد اللہ ملکہ کی
مدح کرتا ہے انتہا کی سچ

ردیف الحاء

نہ آ نہ آ مرے آگے کبھی نہ آ ناصح
دکھا نہ صورت منحوس جلد جا ناصح

یہہ ہمنے مانا برائی ہے دل لگانے مین
دلیل کیا ہے ترے پاس اسکی لا ناصح

مزا کچھہ آئیگا تجھکو بھی مہر و الفت کا
مرے عوض مین کبھی تو بھی رنج کہا ناصح

نصیحتون سے تری ناک مین ہے دم میرا
خدا کے واسطے میرا نہ سر پھرا ناصح

نکر تو پند و نصیحت ستا نہ عابد کو
کر اب تو بیٹھہ کے اک جا خدا خدا ناصح

ردیف الخاء

مری آنکھون مین ہے وہ خوشنما رخ
جچے نظرون مین پھر کیا دوسرا رخ

کرے شمس و قمر رتبہ سے اپنے
نظر آیا ہمین جس دم ترا رخ

اگر منظور ہے الفت بڑہانی
تو پردے سے مجھے اپنا دکھا رخ

حسینان جہان کے اے مری جان
ترے ہی رخ سے پاتے ہین جلا رخ

ترا عابد کھڑا ہے کب سے مشتاق

جہروکے سے ذرا اپنا دکہا رخ

ردیف الدال

خدا مجہکو پہونچاوے سوے محمدؐ
دکہادے مجہے جلوۂ روئے محمدؐ

مرے دلمین ہے جستجوئے محمدؐ
مرے دل مین ہے آرزوئے محمدؐ

یہی خلد ہے مین یہین جان دونگا
پسند آگیا مجہکو کوئے محمدؐ

صبا اور کچہہ دلمین حسرت نہین ہے
سنگہادے مجہے لاکے بوئے محمدؐ

تمنا ہے عابد کے دل مین یہہ ہردم
رہے اوسکی آنکہونمین روئے محمدؐ

اور ہوتے ہین صنم طور پسند
صرف ہمکو ہے ترا نُور پسند

تجہکو کوثر ہو مبارک ناصح
مجہکو ہے شربت انگور پسند

شیفتہ ہین جو تمہارے رخ کے
کیونکر آئے گی اُنہین حُور پسند

ذکر ہوتا ہے جہان اوس بت کا
مجکو آتا ہے وہ مذکور پسند

شیفتہ دل سے ترا ہے عابد
نہ پری ہے نہ کوئی حور پسند

ردیف الذال

اے مرے دلربا دکھا تعویذ
دل ہے چوٹی مین تیری یا تعویذ

داغ ہے سینہ کا کہ تمغہ ہے
یا یہہ سرکار سے ملا تعویذ

نون نگینہ ہین نورتن کے جڑے
واہ کیا خوب ہے ترا تعویذ

مرے مرنے کے بعد اے ظالم
میری مرقد کا تو بنا تعویذ

حول دل جس سے کم ہو عابد کا
ارے مُلّا تو ایسا لا تعویذ

ردیف الراء

ہے کیا غرض مجھے جو کرون مین جہانکی سیر
ہر وقت ہے نصیب مجھے لامکانکی سیر

اس نالۂ رسا کی رسائی تو دیکھیے
کرتا ہے ہجر یار مین یہہ آسمانکی سیر

جینے مین مرنیکا مجھے حاصل ہوا ہے لطف
ہر دم مین کر رہا ہون مین ہر دو جہانکی سیر

کیا حال ہم بتائین دل داغدار کا
کیجیے کبھی تو آپ بھی اس گلستانکی سیر

معلوم ہو گیا ہمین معلوم ہو گیا
عابد کرے گا محفل پیر مغانکی سیر

اس در پہ ہم آبیٹھے ہین اب گھر سے نکلکر
ہم جائین کہان یار ترے در سے نکلکر

مضطر کبھی نالان کبھی حیران کبھی گریان
آتا تھا کوئی کوچۂ دلبر سے نکلکر

اب دشت نوردی مین گذرتی ہے ہماری
ہم جانتے ہین خاک ترے گھر سے نکلکر

یون ہوتی ہے ایک ایک مژہ دل سے مقابل
جس طرح سپاہی لڑے لشکر سے نکلکر

احضرت عابد یہہ بتائین تو ہمین آپ

جائین گے کہان کوچۂ دلبر سے نکلکر

مینہہ برستا نہین گلشن مین بھی میخوارون پر
سایہ افگن تری رحمت ہے گنہگارون پر

اب کوئی دم مین ہمین غم سے امان ملتی ہے
مہربان موت ہوئی عشق کے بیمارون پر

واہ کیا جھوم کے آتا ہے ہوا پر بادل
واہ کیا رحمت غفار ہے میخوارون پر

محفل غیر مین مانا کہ نہ تہا رات کو تو
یہہ جو بوسون کے نشان ہین ترے رخسارون پر

صومعہ مین ہے کہان واعظ نادان ایسا
دیکھہ کیا نور ہے میخانہ کی دیوارون پر

دیکھو اچھا نہین عابد یہہ برے ہین اطوار
جان دیتے ہین عبث آپ دل آزارون پر

نہین ہے اچھا غرور اتنا یہہ صورت اپنی دکھا دکھا کر
کہ تم سے اچھے ہزارون نقشے مٹا دئے ہین بنا بنا کر
کیا برہمن نے بت سے ہمکو بتون کا جلوہ دکھا دکھا کر

مگر یہہ دل کہہ رہا ہے اپنا خُدا خُدا کر خُدا خدا کر

وہ صورت اپنی دکھا گئے ہین وہ ہمکو عاشق بنا گئے ہین

ہین اپنے گھر وہ ہنسی خوشی سے کن آفتومین ہمین پھنسا کر

رضاؤ تسلیم اور کیا ہے یہی تو اے عاشقو مزا ہے

وہ قاتل آتا ہے وار کرنے لو گردن اپنی جھکا جھکا کر

ہوا ہون محو جمال ایسا رہا شب وصل بھی تو بے خود

وہ جانتے ہین یہہ سو رہا ہے اٹھا رہے ہین جگا جگا کر

نثار پروانہ شمع پر ہے تو اوسکی پروا نہین ہے ہمکو

کرینگے اوس شمع رو پہ قربان ہم اپنے دل کو جلا جلا کر

مری ہے خاطر کچھہ اوسکو ایسی پسند کوئی جگہہ نہین کی

نہ عرش پر ہے نہ فرش پر وہ رہا مرے دلمین گھر بنا کر

پڑی ہے عابد یہہ مشکل ایسی یہان خموشی کو فرض جانو
جو چاہون کہدون مین راز اونکا وہ مارڈالین گلا دباکر

دل پر جو پڑا عکس اُٹھی یار کی تصویر
عشاق کے سینہ مین ہے دلدار کی تصویر

غفار مصور ہے ہمین خوف گنہہ کیا
بول اُٹھے گی منہہ سے یہہ گنہگار کی تصویر

اے برہمنو صورت بمثیل کو پوجو
یہہ خاک مین مل جائیگی احجار کی تصویر

اس صورت زیبا کو تو زیبا ہی ہے گھر
آئینہ دل مین رہے دلدار کی تصویر

بازار کے نقشون سے ہمین کام نہین ہے
ہو شاہ دکن کے کوئی دربار کی تصویر

مکاری مکار کو سمجھا نہ تہا عابد
اب ذہن نشین ہو گئی مکار کی تصویر

اتنا گھمنڈ زندگی مستعار پر
یہہ نخوت و غرور ہے کس اعتبار پر

افشا نہین ہے اوس بت غفلت شعار پر
صدمے جو ہین مرے دل امیدوار پر

پڑتا ہے عکس تیرے جو گالونکا ساقیا
جوبن ہے آج اور مے خوش گوار پر

اب جان بھی بچیگی نہ اوس دام زلف سے
قبضہ تو کرلیا ہے دل بیقرار پر

بے سونچے سمجھے یون جو ہوا اوسکا شیفتہ
افسوس ہے مجھے دل ناکردہ کار پر

صیاد عندلیب کو کرتا ہے کیون ہلاک
ہین اس غریب مین تو فقط تین چار پر

عابد نہ مجھہ سے پوچھہ مرے دل کا حال تو
مین مر رہا ہون ایک بت پردہ دار پر

مری قسمت ہے یہ مری تقدیر
ہجر مین مین ہون اور تری تصویر

ترے کوچہ کی خاک کے آگے
مرے نزدیک خاک ہے اکسیر

سب کے آنکھون کا ہے تو نور نظر
کون کرتا نہین تری توقیر

سحر آمیز ہے نگاہ تری
اک اشارہ مین کرلیا تسخیر

ناز و انداز مین حسینون مین
کون تیرا زمانہ مین ہے نظیر

دو نون زلفونکی ہے اندہیری رات
اوسمین رخ کی ہے مہر کی تنویر

اوسکو لایا نہ راہ سے گہر تک
دل نادان کی رہ گئی تدبیر

بے سبب رنج کا سبب نہ کہلا
کیا خطا کی تہی مین نے کیا تقصیر

تیرے دشمن کے واسطے عابد
ہو گیا حکم بنتی ہے زنجیر

آنکہونکی سرشک اور صدف مین ہین گہر اور
دُر کی ہے جلا اور ہے مگر لولوی تر اور

اب تخم محبت کا تری بویا ہے دلمین
اے رشک چمن پائینگے ہم اسکے ثمر اور

نسبت نہین لیلی کو مرے حور لقا سے
جنگل کا درخت اور ہے جنت کا شجر اور

تم عرش پہ کیون جلوہ نما ہو ادہر آؤ
دلمین رہو میرے یہہ گہر اور وہ گہر اور

منہہ پہیر کے کیون جاتے ہو تم صبح شب وصل
دیکہو تو مجہے مُڑکے ادہر ایک نظر اور

اب چلنی ہے پہلے ہی سے تیر نظر رے
کیون باندہی ہے چونگ لگا نے پہ کمر اور

کب داغ دلی کم ہے سہیل مینی سے یاقوت سے رنگین ہے مے الخت جگر اور
لذت وہی جانے کہ جو لے بوسہ جانان شیرینی لب اور ہے اور شہد و شکر اور
اول تو ترے گیسوے پرخم نے پہنسایا ہے واسطے دل لینے کے دزدیدہ نظر اور
زاہد کو پئے حور ہے فردوس کی خواہش دیکھو جو ذرا غور سے ہے وضع بشر اور
یہہ شعبدہ بازی ہے عجب آپکی صاحب صورت کو دکہا دیتے ہین شام اور سحر اور

عابد کی جو خواہش ہے وہ صورت نہین بنتی
اکبار تو دیکہا ہون کئی بار مگر اور

تری قدرت سے ہے جہان معمور اسکو سمجھے بشر کا کیا مقدور
نہین کونین کی خبر ہمکو اپنی حالت مین آپ ہین مسرور
کیون انا الحق کہا یہہ تھی کیا بات راز کیون فاش کردیا منصور
جہلا ہائے تجکو کیا جانین ؛ اُنکی آنکھون سے تو تو ہے مستور

کُلُّ شَیئٍ مُحیط جس نے کہا
ہے یہہ کونین مین اوسی کا ظہور

اور کچھہ مدعا نہین میرا
اک نگاہ کرم ہو مجھہ پہ ضرور

شیخ کعبہ چلا برہمن دیر
جستجو ایک ہی کی ہے منظور

چار دن کی یہہ مگر چاندنی ہے
حسن پر اپنے تو نہ ہو مغرور

بندۂ باوفا ہون عابد ہون
کیون بلاتے نہین ہو اپنے حضور

ردیف الزاء

دیکھا نہین ہمنے تو اس انداز کا انداز
اوس شوخ کو آتا ہے یہہ کس ناز کا انداز

معبود کہین ہے تو کہین صورت محبوب
دیکھے کوئی اوس یار فسون ساز کا انداز

کیا بھید ہے کیا بات ہے اے قاصد نادان
کچھہ آج الگ ہے ترے آواز کا انداز

تون پہ مرجاتے ہین عشاق ہزارون
دیکھو تو لب صاحب اعجاز کا انداز

سر پھوڑتے ہو تم در دلدار پہ عابد
دیکھا نہین ایسا کسی جانباز کا انداز

مرے دلمین آتے ہین مہمان شب و روز
غم و درد و اندوہ ارمان شب و روز

رخ صاف دیکھون کہ زلف سیہ کو
یہی ہے مرے دل مین ارمان شب و روز

ترے زلف کی یاد مین اے ستمگر
مین رہتا ہون اکثر پریشان شب و روز

وہ نیرنگیان ہین ترے زلف و رخ کی
ہوے جاتے ہین جسپہ قربان شب و روز

جدائی مین عابد کے کب چین پایا
تڑپتے ہی گزری مری جان شب و روز

ردیف السین

ہم کیا بتائین آپکو کیا ہے ہمارے پاس
کافی ہے بس یہی کہ خدا ہے ہمارے پاس

بیمار عشق جو ہین چلے آئین شوق سے
اک آزمودہ اسکی دوا ہے ہمارے پاس

ہم جسکو دیکھتے ہین وہی رہے نگاہ مین
عاشق ہین جسکے ہم بخدا ہے ہمارے پاس

دل آئینہ ہے رخ جانان کی یاد مین
بے مصقلے کے ہو گئی جلا ہے ہمارے پاس

شاہ دکن پہ شاہ امم کی رہے نظر
عابد یہی تو ایک دعا ہے ہمارے پاس

ذات اقدس دیکھ لے ہو تو اپنے دم کے پاس
کیون بھٹکتا ہے تو رکھ اپنے ہی ہمدم کے پاس

کہدو پھر جراح سے ہم زخمی تیغ ادا
مر بھی جائین تو نہ جائینگے کبھی مرہم کے پاس

پان کا لاکھا جمائین اس لب رنگین پہ آپ
چاہئے یاقوت بھی اس لعل گون جام جم کے پاس

آنکھ ہے مخمور اوسکی اور بھوین خمدار ہین
خم ہین دو رشک سے محراب ہی خم کے پاس

مقتضائے وقت نادانی کہون غفلت کہون
کیا بجز گندم نہ تھا دانا کوئی آدم کے پاس

آپکی دریا دلی کی اک نظر بس ہے حضور
خاص فیضی ہو پھر کیا جاؤنگین حاتم کے پاس

راتدن اچھی گذرتے ہین خدا کا شکر ہے

کیا غرض عابد کو جائے کیون وُہ رنج و غم کے پاس

ردیف الشین

ہوتا نہین دل سے مرے دلدار فراموش
گر یہہ ہو تو ہوجاؤنگا مین یار فراموش

وہ فتنہ ہین اسمین کہ ہر اک شخص کے دل سے
کر دیگی قیامت کو یہہ رفتار فراموش

کیا وجہہ کہ اوس شوخ ستمگار کے دل سے
اک لحظہ بھی ہوتے نہین اغیار فراموش

ہوگا نہوا ہے کبھی اے غیرت خورشید
کر دین جو تجھے تیرے پرستار فراموش

مجکو بھی کبھی یاد تو کر لے بت خودکام
ہو مجھہ سے نہ اس طرح سے ہر بار فراموش

مجھہ سے ہین ہزارون تمہین تم ایک ہو مجکو
مجکو نکرو اے مرے سرکار فراموش

عابد کی خبر لی نہ پس مرگ بھی افسوس
کچھہ ایسا ہوا وہ بت عیار فراموش

نہین ہے اور کوئی گھر کی تلاش
مجکو کافی ہے ترے در کی تلاش

اے مرے سیمتن ترے عاشق
کہین کرتے ہین سیم و زر کی تلاش

تجکو ڈہونڈا تو کیا برائی کی
کیا بشر کو نہین بشر کی تلاش

اوسکی تیر مژہ کو رہتی ہے
کبھی دل کی کبھی جگر کی تلاش

خانۂ عشق کی ہے منزل دور
فرض و واجب ہے راہ بر کی تلاش

مر گئے اوسکی جستجو مین ہم
ہو گئی خاک عمر بہر کی تلاش

ہم عدم کو چلے گئے آخر
کرتے کرتے تری کمر کی تلاش

عرش پہ فرش پہ اوسے ڈہونڈا
ہو اودہر کی کبھی ادہر کی تلاش

مرے گہر وہ روز آتے ہین
اب نہین مجکو نامہ بر کی تلاش

ملا ڈہنگ اوسکے ملنے کا
تھی وہ ناکام پیشتر کی تلاش

جستجو اور کچھ نہین عابد
صرف ہے شوخ سیمبر کی تلاش

کس جا کہان نہ کیگئی دلدار کی تلاش
افسوس رائیگان گئی سب یار کی تلاش

پہرتا ہون گردباد کی مانند دشت مین
آٹھون پہر ہے مجکو اوسی یار کی تلاش

جز تیرگی ملی نہ ہمین اس جہان مین
ہم کرکے تہک گئے ترے انوار کی تلاش

اوس بت کی شوق دید مین افسوس اب ہمین
کرنی پڑی ہے خانۂ اغیار کی تلاش

مسجد مین رہ کے حضرت عابد کرینگے کیا
اب آپ کیجیے کوچۂ دلدار کی تلاش

ردیف الصاد

مرغ دل کو ہے اسی دام کی حرص
حلقۂ زلف سیہ

ساقیا کوئی غرض اور نہین
صرف ہے ایک تیرے ج

ہر جگہ ہے جلوہ ترا دیکھتے ہین
کون کرتا ہے در و با

اور ناموس سے یہان کام نہین
ایک باقی ہے ترے نا

قدرتی اپنا ہے جامہ عابدا
کیون کرین جامۂ احرام کی حرص

اوسکی نگاہ مین ہین اگر تیر کے خواص
ہین یان ہمارے دل مین یہی نخچیر کے خواص

پوچھین نہ ہمسے کوئی کہ ہم اوس سے دور ہین
تدبیر کے الگ ہین کہ تقدیر کے خواص

زندہ کیا کسیکو کسیکو کیا ہلاک
ہین سب الگ الگ تری تقریر کے خواص

چھوڑا کسیکو پیچ مین لائی کسیکو یہ
مین کیا بتاؤن زلف کی زنجیر کے خواص

بندہ کے واسطے ہے توکل عجیب شئے
اب اور کیا بتاؤن مین تدبیر کے خواص

جسپر پڑی نگاہ وہین کٹ گیا گلا
ہین سارے اوس نگاہ مین شمشیر کے خواص

یان تنگ ہوا مین محو تری یاد مین صنم
ہین مری شکل مین تری تصویر کے خواص

وہ آجکل زمین دکن پر ہین رونقین
پیدا ہین اسمین خطۂ کشمیر کے خواص

عابد جوان ہوکے یہ توبہ شراب سے

پیدا کہان سے تو نے کئے میر کے خواص

ردیف الضاد

عصیان ہمارے رکھتے ہین غفار سے غرض
رحمت کو اوسکے ہے جو گنہگار سے غرض

ساری جہان مین ہمکو ہے دلدار سے غرض
جب عشق ہمکو ہے تو ہمین یار سے غرض

گر ہے غرض تمکو چاہیے دلدار سے غرض
جنت سے ہمکو کام نہ گلزار سے غرض

دولت نے عشق کی وہ غنی کر دیا ہمین
درویش سے غرض ہے نہ زردار سے غرض

عابد کو کام کچھ نہین اسلام و کفر سے
تسبیح سے غرض ہے نہ زنار سے غرض

دنیا مین مجھکو کب کسی مردم سے ہے غرض
مطلب تمہین سے اور فقط تم سے ہے غرض

عاشق ہون تیرا مجھکو تکلم سے ہے غرض
گریہ نہین تو پھر بھی تبسم سے ہے غرض

دریا کو ایک قطرہ سمجھتے ہین بادہ نوش
کیا ہے بساط جرعہ کی یان خم سے ہے غرض

اوس رشک آفتاب کے گہر سے ہے ہمکو کام
عیسائیونکو چرخ چہارم سے ہے غرض

بیداد ہے تمہاری زمانہ مین مشتہر
کہتا ہے کون تمکو ترحم سے ہے غرض

افشان تری نظر مین جو اپنی سما گئی
آٹہون پہر تصور انجم سے ہے غرض

بہکائین لاکہہ غیر تمہین تم نہ ماننا
تمکو ہے مجہسے اور مجہے تم سے ہے غرض

بہاتی نہین کچہہ اور غذا ہمکو دوستو
ہم آدمی ہین ہمکو تو گندم سے ہے غرض

ہے زندگی میری تری ٹہوکر مین اے صنم
مطلب مسیح سے نہ مجہے قم سے ہے غرض

عابد نہ خاک چہان تو رہکر صنم کے پاس
پانی نہ جب ملے تو تیمم سے ہے غرض

فیاض کو ہے فیض ہوا باالسان فیض
شمہ بہی ہمسے ہو نہین سکتا بیان فیض

برپا بمحفل شعرا ہے نشان فیض
شاہی جملہ ملک سخن ہے ازآن فیض

ہے فیض بخشیون سے جہانمین نشان فیض
روشن ہے صحن خلد برین مین مکا فیض

سیارہ و نجم اوس کے مضامین خوش سبھی
زیبا ہے بر زمین سخن آسمان فیض

ہے گل سخن سے زمانہ ہے خوش مشام
ہے نسیم بہار سے پر بوستان فیض

توصیف کیا ہو ذرہ سے ممکن نہین یہہ امر
خورشید سی جھلکتی نمایان ہے شان فیض

اقبال و عمر کے لئے صاحبا دعا کرو
شاہ دکن کا دار ہے یہہ آستان فیض

ردیف الطاء

اون سے بدنی ہے ہوشیاری شرط
ایسی کوئی نہین ہے بیاری شرط

بوالہوس ہین جو شور کرتے ہین
عاشقی مین ہے رازداری شرط

جب تو ہے کچھہ نباہ کی صورت
دونو جانب ہے دوستداری شرط

سیم و زر کی نہین ہے کچھہ اوقات
دوستی مین ہے جان نثاری شرط

کی ٹھہرے
پہلے پوری کرو ہماری شرط

مری جان جسکو عشق ہے تیرا
اوسکے دل کو ہے بیقراری شرط

یون وہ کہتے ہین وصل مین مجھسے
آپ نے جیتی ہمنے ہاری شرط

اوس کے دیدار کے لئے عابدؔ
ہے مجھے اب گناہگاری شرط

مین نے اونسے کہا وفا ہے شرط
تو وہ کہنے لگے جفا ہے شرط

بوسہ لینے مین آپ کا صاحب
کیا کوئی اور بھی جدا ہے شرط

گر بلانا ہے اونکو گھر اپنے
پہلے اسکے لئے دعا ہے شرط

بوسہ جبراً لیا تو کہتے ہین
اسمین پہلے مری رضا ہے شرط

تجکو ناصح ہے شرط خاموشی
اور میرے لئے صدا ہے شرط

یون نہ دل دیگا آپ کو عابدؔ
غمزہ و عشوہ و ادا ہے شرط

ردیف الظاء

رات دن کرتا ہے رندونکو ملامت واعظ
جنکو ہے اونکو ہے میخوارونکی عظمت واعظ

تونے پی بھی ہے کبھی بہر خدا کہہ تو سہی
خود بخود کرتا ہے یا مئی کی مذمت واعظ

کوچۂ یار سے رکھتا ہوں قدم کب باہر
رہے تجکو ہی مبارک تری جنت واعظ

مئی گلگون سے خدا نے ہے ترا منہہ بالا
پائی ہے تونے عجب طرحکی قسمت واعظ

عابد مست ہوں مشرب ہے مرا رندانہ
تو نکر بہر خدا مجکو نصیحت واعظ

کہتے ہو آدمی کے طبیعت میں ہو لحاظ
کس بات کا بتائیے الفت میں ہو لحاظ

کیا لطف آئے عاشق مضطر کو وصل میں
جب اسطرح کا تیری طبیعت میں ہو لحاظ

جو جو گنہہ کئے ہیں شفاعت پہ آپکی
اس بات کا حضور قیامت میں ہو لحاظ

ایسا نہ ہو کہ دل ہی مچلجائے ناصحا
کچھہ جی بہلنے کا بھی نصیحت میں ہو لحاظ

عابلا برا جو کہتے ہین مجھکو برا کہین
توہین وطعن وطنز وشکایت مین ہو لحاظ

ردیف العین

صبح کی شام کی ہے اطلاع
آپ کے ہر کام کی ہے اطلاع

قادر و قہار ہے غفار ہے
تیرے ہر ایک نام کی ہے اطلاع

صبح تیرا حال ہے مجھپر کھلا
ہوتی ہر اک شام کی ہے اطلاع

اے دل نادان تو محبت نکر
تجکو نہ اس دام کی ہے اطلاع

آپ تو عابلا سے ہین واقف بہت
بد کی ہے بدنام کی ہے اطلاع

آپ کی خاطر ہین مہمان مجتمع
دل مین حسرت اور ارمان مجتمع

کعبہ دل ہوگیا ہے کوہ قاف
ہین ہزارون اسمین پریان مجتمع

یون ہی دل مین گر رہے خط کا خیال
چند دن مین ہوگا دیوان مجتمع

مشرب رندانہ جب سے ہوگیا
ہوتی ہے اک بزم رندان مجتمع

اوسکا غصہ اور انداز و ادا
قتل کے میرے ہین سامان مجتمع

خاص خاصہ کے لئے اجناس ہین
یہہ دل و جان دونون بریان مجتمع

گریۂ عابد پہ ہنستے آپ ہین
ایک جگہہ ہین برق و باران مجتمع

ردیف الغین

اب ملیگا مجھے یار کا سراغ
پوچھونگا اپنے دل سے ہی دلدار کا سراغ

ق نے ایسا بنا دیا
ملتا نہین کسیکو تن زار کا سراغ

ہین مین ڈھونڈھتا مگ
منصور گر ملے تو ملے دار کا سراغ

مرتا ہون گو
ملتا نہین مجھے در دلدار کا سراغ

عابد تم اُسکی لف مین دیکھو تو غور سے
ملتا ہے کچھ یہان دل بیمار کا سراغ

دیکھو تو داغ دل کہ ہے کیا خوشنما چراغ
پاتا ہون اپنے سینہ مین جلتا ہوا چراغ

شعلے نکلتے ہین دل مضطر سے ہجر مین
مین دیکھتا ہون جب کہین جلتا ہوا چراغ

وہ آتے آتے رہگئے یان دم نکل گیا
افسوس شام ہی سے مرا گل ہوا چراغ

کافی ہے داغ دل ہی مرا قبر مین مجھے
رکھتے ہین میری قبر پہ کیون آشنا چراغ

دیکھے تو کوئی چیر کے داغون ہجر کے
روشن ہین میرے سینہ مین بے انتہا چراغ

تعبیر ہے یہی کہ جلائے گا دل کوئی
مجکو جو کوئی خواب مین کل دکھگیا چراغ

سوز تپ فراق سے عابد شب فراق
روشن مجھے ہین گھر مین میرے جا بجا چراغ

ردیف الفا

پڑتی ہی آنکھہ جب ترے رخسار کیطرف
مین دیکھتا نہین کبھی گلزار کیطرف

سجدہ کیا جو کعبہ کی جانب کو ہے مجہ
منہہ پہر گیا مرا در دلدار کیطرف

روز جزا یقین ہے مرے دلکو اے کریم
رحمت تری ہی ہوگی گنہگار کیطرف

دن رات سبحہ رکہتا ہے گو شیخ ہاتہہ مین
رغبت ہے دلکی رشتۂ زنار کیطرف

کعبہ سے خالی آیا ہوا دیر مین ذلیل
جا کر پہرا جو احمد مختار کیطرف

عابد تمہارے سینے کے جو داغ دیکھہ لے
تا حشر منہہ کرے نہ وہ گلزار کیطرف

جوش وحشت کہہ رہا ہے چل بیابان کیطرف
دلکی حسرت ہے کہ جاؤن کوے جانان کیطرف

آنکھہ اوس عارض کی شیدا دل اسیر زلف یار
ایک کافر کیطرف ہے اک مسلمان کیطرف

ار آئی ہوئی پہر مجہکو وحشت ہو بہار
چلا ہے پہر جنون کوہ و بیابان کیطرف

حی ہے جنون اس حد اب یہ
ہاتہہ اٹہتا ہے تو جاتا ہے گریبان کیطرف

آجکل عابد مجہے صحرانوردی کا ہے شوق
لیچلے احباب میرے مجکو زندان کی طرف

کہو منہہ پہ اے مہربان صاف صاف
نہین ہے تمہارا بیان صاف صاف

تڑپتے ہین بسمل وہان نامہ بر
یہہ ہے اوسکے گہر کا نشان صاف صاف

مرا راز دل سنکے کہتے ہین وہ
سنائی ہے کیا داستان صاف صاف

کہا ہے جو اوسنے وہ کہہ نامہ بر
تو کہتا ہے کیونکر بیان صاف صاف

خدایا بچا اسکے فتنون سے تو
رہے مجہہ سے یہہ آسمان صاف صاف

طلب اوس سے بوسہ تو عابد نکر۔
سناتا ہے وہ جان جان صاف صاف

ردیف القاف

مارے ہین دل پر وہ اوسنے تیر عشق
بنگیا گویا کہ

ہون ازل سے مین اُسیکا شیفتہ
ہے کہچی دلمین مرے تصویر عشق

قیس اور فرہاد پہ کیا منحصر
پڑ گئی ہے مجھپہ بھی تاثیر عشق

جان و دل سے اوسپہ ہو جاؤن نثار
اب سے اچھی ہے یہی تدبیر عشق

جہوٹ ہی وہ کیون نہوا ہے ہمدمو
دل سے بھاتی ہے مجہے تقریر عشق

ہے یہہ تیرے وحشی خستہ کا حال
سر مین چکر پاؤن مین زنجیر عشق

خاک پا اوسکی ملی عابد مجہے
تہی جو قسمت مین مرے اکسیر عشق

جو زمانہ مین تیرا ہے عاشق
ایسے عاشق کا خدا ہے عاشق

اسے نہین مجکو مطلب
پیر اللہ حمدا ہے عاشق

شق کے قابل ہی کوئی
آپ تو اپنا ہوا ہے عاشق

نہ پہونچا
مرا معشوق ترا ہے عاشق

عابد خستہ جگر کی ہو خبر
سنتے ہین اب وہ ہوا ہے عاشق

ردیف الکاف

سخن آتا نہین لب سے زبان تک
مری پہونچی ہے اب حالت یہانتک

شکایت کیا کرون تمسے عدو کی
گلہ رہجاتا ہے آکر زبان تک

ارادہ ہے کہ اب چلا کے روون
کرون ضبط فغان آخر کہانتک

بس اب کیا عذر ہے ملنے مین مجھسے
لیا تمنے ہمارا امتحان تک

کچھ ایسے روٹھ کر واپس چلے وہ
انہین لایا تو تھا اپنے مکانتک

بجز تیرے نہین آنکھونمین میری
نظر تو ہی پڑا دیکھا جہانتک

اب آگے میری قسمت ہے خدایا
مین پہونچا تو ہون اوسکے آستانتک

ہوا کیون کر بہر افشا حال میرا
نہین میرا ہے کوئی رازدان تک

شب فرقت جو کرتا ہون مین آہین
پہونچ جاتی ہین اکثر آسمان تک
خلد اللہ ملکہ
خدا چاہا تو اب شاہ دکن کی
رسائی ہوتی ہے ہندوستان تک

پڑا رہتا ہے عابد مست و بیخود
کیا جلوہ ترا بیخود یہان تک

مری جائیگی شاید روح وان تک
گذر قاصد کا کب ہو لامکان تک
کرون توصیف مین تیری کہانتک
مرے منہہ مین نہین ہے اب زبان تک
[illegible] پڑے ہزارون ہر قدم پر
مین یون پہونچا ہون اوسکے آستان تک
کہون کیا حال مین سوز جگر کا
لگی ہے آگ اک دل سے زبان تک

نہو مسجد مین بیٹھے سست عابد
چلو ہم چلتے ہین پیر مغان تک

زور پر ہے یون حباب طوفان اشک
کیا ڈبائیگا جہان باران اشک

رحم کب آتا ہے اوس بے رحم کو
ہے عبث یارب جو ہون نازان اشک

یاد مین دندان کی جب روتا ہون مین
ہوتے ہین پیدا در غلطان اشک

جان عاشق کی چلی روتے ہمین
کب نکالوگے کبھو ارمان اشک

عابد اب رونے سے میرے دیکھنا
ہوگیا ہے جابجا باران اشک

ردیف اللام

مین سن لیتا ہون تیری بارہا دل
کبھی تو مان لے میرا کہا دل

نہ یون بہر خدا ایسا جلا دل
نہ یون میرا تو مٹی مین ملا دل

یہہ وحشی چال کیون تیری بہی ہے
تجھے کیا ہوگیا کیا ہوگیا دل

دیا تہا صرف مین نے دیکھنے کو
سمجھکر مفت اوس نے رکہہ لیا دل

نہ کچھہ خواہش میرے دلمین ہے باقی
تمہارا سا میرا کیا اب ہوا دل

ترے رخ کے تصور نے جلا دی   تجلی ہے بغیر از مصقلا دل
امامت ہے تری تسلیم ہم کو   کیا جاتا ہے اب تو اقتدا دل
ہزارون حسرتین اسمین بھری ہین   بنا ہے آجکل وحشت سرا دل
لگا لایا اوسے باتون مین یانتک   کیا کیا کام تو نے مرحبا دل
خدا کے دیکھنے کا ہے ارادہ   جو یون اب کر رہا ہے ولولا دل

ہوا جب روبرو ناصر کے عابد
باخلاق حسن پایا خدا دل

بہت ہمنے پی ہے شراب اول اول   یہہ حالت تھی اپنی خراب اول اول
وہ چھپتے ہین پردے مین اسرار کیا ہے   نہ تھا اونکے منہہ پر نقاب اول اول
انہین کے ہین دل اب بجلیون سے بدتر   جو کرتے تھے کار ثواب اول اول
وہ اب مجھہ سے کرتے ہین الفت کی باتین   جو کرتے تھے مجھپر عتاب اول اول

گو آخر مین تشریف فرما ہوئے ہین
ہین سب سے رسالت مآب اول اول

کہان ہین اب عابد وہ اگلی سی باتین
کہ تھے لطف جو جو جناب اول اول

بہولونگا مین نہ وصل کی وہ راتکا خیال
آٹون پہر ہے اوسکی ملاقات کا خیال

جسپر نظر پڑی وہی آیا نگاہ مین
ہر وضع سے ہے پیش نظر ذات کا خیال

وعدہ وفا ہو وعدہ خلافی کبھی نہ ہو
خود غور سے تو کیجیے اوس باتکا خیال

توبہ تو کی ہے مے سے مگر پہر بھی اتدن
باقی ہے دلمین پہر خرابات کا خیال

کرتے ہین جانکر ہمین ناصح نصیحتین
بدلا ہمین ہے قبلۂ حاجات کا خیال

شکوے عدو ہزار کرین فکر کچھ نہین
عابد کو بس ہے اونکی عنایات کا خیال

ردیف المیم

عاشق ہین ترے شایق گلشن تو نہین ہم
ہین دوست ترے دوست کے دشمن تو نہین ہم

کیون اتنی صفائی پہ کدورت ہے ہوا کیا
دل صاف کہو ہم سے کہ بدظن تو نہین ہم

بوسہ بھی جو لینگے تو رضا سے تری لینگے
کچھ چور نہین سارق رہزن تو نہین ہم

فدے ہین تجسس ہین تمہی شرق سے تا غرب
ہمدم ہین ترے ذرہ روزن تو نہین ہم

خاکی ہے بشر اسلئے ہین خاک کے مانند
کیون تیزی و سختی کرین آہن تو نہین ہم

ملنا جو ہو بت کو تو ملے کعبۂ دل مین
کاشی مین نہ بکو اے برہمن تو نہین ہم

بہاتی نہین ہم کو کبھی اداے بت انگلنڈ
اے صاحبو کچھ ساکن لندن تو نہین ہم

سو موتی کی درخواست جو وہ کرتے ہین ہم سے
لے آئین کہان سے کہو معدن تو نہین ہم

عابد سے یہان پوچھتے ہین حال نکیرین
یہہ بات نئی ہے تہ مدفن تو نہین ہم

ترے گہر سے کبھی نہ جائین ہم
مسکن اپنا یہین بنائین ہم

اب یہہ ٹھانی ہے زہر کھائین ہم
رنج کب تک ترا اٹھائین ہم

تھا جو کچھہ نذر کر دیا تیری
دوسرا دل کہانسے لائین ہم

دل مضطر کو چین آجائے
آ ترے منہہ سے منہہ ملائین ہم

پوچھتے ہین وہ کسپہ مرتے ہین
ہمکو حیرت ہے کیا بتائین ہم

یون وہ جھنجلا کے وصل مین بولے
پہر نہ ایسونکو منہہ لگائین ہم

جی مین ہے ان بتونکی الفت مین
دلکو ہندوستان بنائین ہم

غیر سے وان مزے اڑاؤ تم
اور یہان اپنا جی جلائین ہم

سنکے عابد سے یون وہ کہتے ہین
آ تجہے آج آزمائین ہم

ہجر مین اوس بت کے کیا روتے ہین ہم
ہاتہہ اپنی جانسے دہوتے ہین ہم

خلد کے ملنے مین ہے پہر کیا کلام
حضرت آدم کے جب پوتے ہین ہم

وان اجل سر پہ ہمارے آگئی — اور ابہی غفلت مین یان سوتے ہین ہم
پہر دنہی سر پر شب ہجر آگئی — اور ابہی یان اٹہہ کے منہہ دہوتے ہین ہم
اوسکی ابرو دیکھکر روتے نہین — تیغ کو جلاد کی دہوتے ہین ہم
وان انہین پروا نہین ہوتی ذرا — اور ذلیل وخواریان ہوتے ہین ہم

عاشقونکے ساتہہ ہنستے ہین مدام
عابد وہین بیٹھکر روتے ہین ہم

جب عشق مین تیرے مر گئے ہم — دنیا ہی سے بس گذر گئے ہم
شکل آئی نظر تمہاری اوسمین — جب آئینہ دل کو کر گئے ہم
آتا ہے ترا خیال بہی ساتھ — دوڑے دوڑے جدہر گئے ہم
کعبے کو چلے تھے دیر پہونچے — جاتے تھے کدہر کدہر گئے ہم

جب وصل ہوا کسیکا عابد

خوش ایسے ہوے کہ مر گئے ہم

ردیف النون

تم نور حق نہان ہین ہزارون حجاب مین
مشتاق دید کیون نہ ہے اضطراب مین

وہ مہروش نہایا جو دریا کے آب مین
ہے نور آفتاب کا ہر ہر حباب مین

ہے شیخ کیا یہہ مسئلہ تیری کتاب مین
مے نوشیان حلال نہین ہین شباب مین

عکس جمال یار نہین ہے شراب مین
چمکا ہے ماہتاب نیا آفتاب مین

تکرار نامہ بر سے ہے کچھہ میرے باب مین
تاخیر ہو رہی ہے جو خط کے جواب مین

تھوڑی سی پیکے گھر کا پتا پوچھنے لگا
زاہد کے ہوش اڑ گئے چلّو شراب مین

یارب ہو ربط عاشق و معشوق یون بہم
جیسا ہے ارتباط شراب و کباب مین

وہ لالہ رو ہو گالون سے سرخی ٹپکتی ہے
رنگت کہان سے آ گئی ایسی شہاب مین

عاشق کو اپنے بوسہ بھی دینا ثواب ہے
اقبال کر لے آپ ہون داخل ثواب مین

الفت نے کر دیا
قصہ ہمارا درج نہین کس کتاب مین

پی ہے اسکے زخم کے انگور کی مُغان
آتا ہے خونِ دل کا مزہ جو شراب مین

دل مین ہوا و خیال مین پر سامنے نہین
کُرسی پہ آکے بیٹھو تو میرے جواب مین

یوسف کا حسن سنتے ہی معلوم ہوگیا
بڑھکر ہو تم تو اونسے بہت آب و تاب مین

بے ہوشیان پسند ہین نفرت ہے ہوش سے
سوتے ہین ہم تو آتے ہین اکثر وہ خواب مین

رشک و حسد سے پاک خدا نے ہمین کیا
حاسد تمام رہتے ہین کس پیچ و تاب مین

موسم شباب کا تو نہین اس سے فایدہ
داڑھی جو تو نے شیخ رنگی ہے خضاب مین

اوس بادہ کش کو بادہ کشی کا جو شوق ہے
ساغر ہے آفتاب کا بزم شراب مین

ملکی ہمارا شاہ کریگا ہمین عطا
نوبت ہماری آیگی اُسکے خطاب مین

ہون جرم سارے عفو بحقِ حبیب خویش
عابد کی ہے یہہ دعا خدا کی جناب مین

کیا کچھ مزے تھے اپنے بھی عہد شباب مین
رہتے تھے مست آٹھ پہر ہم شراب مین

تڑپا رہے ہین اور مجھے اضطراب مین
جھلکی سی اک دکھا کے وہ اپنی نقاب مین

درپردہ جان لیتے ہو عاشق کی جانِ جان
اچھی ادا نکالی ہے تمنے حجاب مین

پڑتے ہین وہ نماز جنازے کی بعد قتل
لیکر عذاب ہوتے ہین داخل ثواب مین

ممنون جان و دل سے ہون تیرا مین جذب عشق
وہ آپ آگئے مرے خط کے جواب مین

پیش نظر ہزارون کتابین رہین مگر
جو وصف تیرے خم مین ہین کب ہین کتاب مین

عابد عبث ہے ناز تمہین اوسکی چاہ پر
فرمائیے تو آپ ہین وان کس حساب مین

کب خوشی ہوگی مجلس غم مین
لطف جنت کہان جہنم مین

یہہ صفت ہوگئی ہے اب ہم مین
مر کے جیتے ہین اپنے ہر دم مین

تعزیت کو میری وہ آئے ہین
کیا خوشی ہو رہی ہے ماتم مین

اوسکی مرضی پہ ہو گیا راضی
جو مزہ بیش مین وہی کم مین

گل پسینہ ہے اوسکے چہرہ پر
گھر گیا آفتاب شبنم مین

تلخ دشنام نے مجھے مارا
ہے کہان یہہ اثر کسی سم مین

قابل دید ہے یہہ آئینہ
شکل ہے تیری چشم پرنم مین

دل کا ناسور بھر نہین سکتا
کچھہ اثر اب نہین ہے مرہم مین

عابدون کے لئے ہو آب طہور
غسل دو مجھکو آب زمزم مین

مین ہون عابد بھی اور عاشق بھی
ہے یہہ مشہور سارے عالم مین

لگا ہے اسلئے دل عاشقی مین
یہہ سر جائیگا اُسکی پیروی مین

یہہ طراری یہہ شوخی ہے کسی مین
لیا کرتے ہین وہ دل کو ہنسی مین

خدا شاہد ہے اون سا اور کوئی
ندیکھا مین نے اپنی زندگی مین

کہین مطلب کی باتین فاش ہونگین
کہون کیا تم ذرا سوچو تو جی مین

بہت دن ہو گئے چھوٹے ہوئے گھر
ٹھکانہ کر لیا تیری گلی مین

زمانہ مین خوشامد مال کی ہے
نہین کوئی کسیکا مفلسی مین

جو باتین راز کی مخفی ہین عابد
سرِ بازار رکھتے ہو خوشی مین

شور محشر عشق مین برپا کرون
تو ہی ڈر جائے تو پھر مین کیا کرون

کاشی جاؤن یا حرم جایا کرون
اوسکے ملنے کیلئے کیا کیا کرون

اس جبین کا یہہ مقدر ہے خدا
سنگِ در پر اوسکے سر گڑا کرون

باغبان کی تو توجہہ ہی نہین
مثلِ گل کبتک مین کملایا کرون

وصل مین ہوتا رہے میرا وصال
آپ فرمائین تو مر جایا کرون

درد دل اپنا ہے اپنے واسطے
چیز یہہ ایسی نہین بانٹا کرون

صبح ہوتے ہی وہین پہر شام ہے
اس جہان پر کس طرح تکیہ کرون

عاشق صادق ہون طالب وصل کا
کیا طلب تجہسے ہے مین اک بوسہ کرون

ہے زمانہ کی تگاپو بے حصول
اُسپہ ہی عابد کیون تکیہ کرون

تذکرہ کچہہ آپ کا اچہا کرون
صورت منصور مین چرچا کرون

دل مین آتا ہے کہ بت پوجا کرون
تیری صورت راتدن دیکہا کرون

ایک خوش ہوگا تو اک ہوگا خفا
کافر و مومن کہو مین کیا کرون

بے سمجہکے کوئی کام اپنا نہین
ناصح نافہم کیون توبہ کرون

حسن آرائی کا اوسکو ہے خیال
اوسکی خاطر دل کو آئینہ کرون

کسکو جنت چاہئے اور کسکو حور
تو ملے تو اونکو لے کر کیا کرون

اس محبت پر یہہ دوری کیلئے
تم نہین آئے تو مین آیا کرون

دل مرا کعبہ بھی ہے اور دیر بھی
ایک مین دو جلوہ مین دیکھا کرون

رند مشرب ہون مجھے کچھہ ڈر نہین
عابد و زاہد کو مین سیدھا کرون

مرے دلمین کر چکا گھر خدا مجھے اب خیالِ بتان نہین
مگر اپنے بُت کی کرون صفت مرا منہہ نہین یہہ زبان نہین

ملے برہمن مجھے دیر مین ملے شیخ کعبہ مین بھی اگر
کوئی پوچھے مجھسے ترا پتا کہون کیا کہان ہے کہان نہین

جو احد مین میم بڑھا دیا تو حقیقت اوس کی ہو کب جدا
فقط اتنا پردہ ہے درمیان یہہ سمجھہ نہان ہے عیان نہین

مجھے تیرے بھید ونکی ہے خبر کوئی مجھسے پوچھے او نہین اگر
وہ کہون پتے کی ذرا ذرا وہ بتاؤن جسکا گمان نہین

میرے دم کے سات خدائی ہے نہین دم تو بات پرائی ہے

نہ ہون مین جبکہ جہان مین تو جہان نہین یہہ جہان نہین

وہی دیر مین وہی کعبہ مین تجہے واعظ اتنی نہین خبر

یہہ بتا تو مجہکو کوئی جگہہ کہ جہان خدا کا مکان نہین

یہہ عبادت آپکی عابدو کرے وہ کریم قبول سب

تمہین فکر جس کی ہے رات دن اوسے دیکہلو وہ نہان نہین

اہل زبان بہت ہین فصیح اللسان نہین

جو داغ کی زبان ہے ایسی زبان نہین

وہ کونسی جگہہ ہے جہان وہ عیان نہین

دیکہو تو میری آنکہہ سے اوسکو نہان نہین

جلوے اوسی کے ہین یہہ اوسیکا ظہور ہے

واعظ یہہ ظاہرا کوئی حسنِ بتان نہین

مجھکو وفا سے کام اطاعت سے مدعا

پروا نہین بلا سے جو وہ مہربان نہین

لیلے وشون سے پوچھیے مجنون کی حالتین

جنکو کہے ہر ایک یہہ وہ داستان نہین

سر کاٹ کر جو غیر کا وہ بھیجدین مجھے

دنیا مین بڑہکے اس سے کوئی ارمغان نہین

وہ مجھسے پوچھتے ہین مری دل لگی کا حال

پھر اور بات کیا ہے جو یہہ امتحان نہین

واعظ کو خبط ناصح نادان ہے بیوقوف

دونون مین ایک اوسکا نہین رازدان نہین

اوس بت کے گھر مین دیکھیے کسکی طلب ہے آج
دربان ہین در سے دور کوئی پاسبان نہین

عابد جو کچھہ کہے اوسے ہردم سنا کرو
مانو بھی بات کو نکہو میری جان نہین

مین تجھسے نا امید ہون ایسا بشر نہین
وہ کونسی جگہہ ہے جہان تیرا گھر نہین

مجھپر نظر ہے یار کی تجھپر نظر نہین
واعظ مین مست ہون مجھے اپنی خبر نہین

مطلق کو قید کر دیا نازان ہو عقل پر
اے ناصحو کہو وہ کہان ہے کدھر نہین

ضدی مزاج شوخ طبیعت ہے یار کی
نکلی اگر نہین تو وہ پھر عمر بھر نہین

تو غیرت پری نہین بیشک ہے رشک حور
دعوی ہے جھوٹ سچ تیری بازو مین پر نہین

حاجت جبھی تھی ہجر مین اب تو وصال ہے
پروا نہین ہے عاشقو گر نامہ بر نہین

اونکا دہن ہے تنگ تو غنچہ دہن ہوے
یہہ عیب بھی ہوا ہے ہنر جو کمر نہین

طمعِ جہان جہانمین ہے بے سود و بے ثبات
جیسا درختِ سرو کو حاصل ثمر نہین

بے یادِ یار کوئی نفس رائگان نکر
اِس دم کا کیا بھروسہ اِدہر اُدہر نہین

دُہوکا ندیجے عطر کو بیچتا ہون خوب
یہہ عطر ہے سہاگ کا عنبر اگر نہین

سمجھائین کسکو کون ہے کس سے ہم کہین
اونکو ہماری بات کا مطلق اثر نہین

ناصح جنہین ہو کہنا وہ نہین کہدیا کرین
عابد کے باب مین تو نہین اسقدر نہین

اونہین معلوم کیون ہونگین جو سرکارونکی باتین ہین
کہان سمجھین گے بازاری یہہ دربارونکی باتین ہین

تمہاری ایسی باتین ہین کہ عیارون کی باتین ہین
ہماری یہہ جو باتین ہین خریدارون کی باتین ہین

پئے ہین خُم کے خُم سارے ابھی ہوشیار بیٹھا ہون

ذرا سی پی تو زاہد یہہ ہوشیارون کی باتین ہین

مقام عشق مین اپنے یہان کیا کام ناصح کا
بہت یہہ دور کی باتین خبردارون کی باتین ہین

خبر لے آتے ہین ونرات اپنے یار کی دایم
مرے ہر ایک دم مین صاف ہرکارونکی باتین ہین

تری مجلس بھی واعظ ہوگئی ہے میکدہ سی کچھہ
شرابون کا بیان ہے اور میخوارونکی باتین ہین

لیا دلبر نے دل عابد سے پھر کہنے لگا ایسا
یون ہی لیتے ہین دل تیرا یہہ دلدارون کی باتین ہین

ہندو کے گہر مین ہین نہ مسلمان کے گہر مین ہین
حق بات پوچھتے ہین تو وہ میرے بر مین ہین

جلوہ فروز یون وہ ہماری نظر مین ہین
مشہور خیر مین ہین تو مستور شر مین ہین
واعظ کی پند عاشقون کے کام کی نہین
مصروف یہہ تو مدحت دیوار و در مین ہین
بے پردہ آئے یہان اغیار کون ہے
پردہ ہے کس سے کسلئے خوف و خطر مین ہین
عالم وہی تو لوگ ہین نکتہ ہے جن کو یاد
یہہ زاہدانِ خشک تو تحصیل زر مین ہین
دارو ے وصل کہتے ہین اور جان دیتے ہین
ملنے کے ڈہنگ اونسے نہان کچہہ خ [illegible]
منزل کا کچہہ پتا نہ ٹھکانے کا کچہہ سرا

عابد تمام بھٹکے ہوئے رہگذر مین ہین

شب وصل کا لطف پائے ہوئے ہین
اسیواسطے ہم پھر آئے ہوئے ہین

یہہ جل دیکے دربانونکو آئے ہوئے ہین
نہ روکو ہمین ہم بلائے ہوئے ہین

رقیبونکی تعلیم سے کچھہ نہ ہوگا
وہ مدت کے اپنے سدہائے ہوئے ہین

مجھے اونکی نظرون سے ثابت ہوا ہے
بغل مین مرا دل دبائے ہوئے ہین

مسلمان مین ہین ہندو مین ہندو
وہ ماتھے کا قشقہ مٹائے ہوئے ہین

نصیحت ہمین خود فضیحت ہے ناصح
یہہ باتین تری آزمائے ہوئے ہین

نہین کام اب تیرا قاصد چلا جا
یہان خود وہ تشریف لائے ہوئے ہین

اگر ہوگئی ہے خطا عفو کیجے
کہ لاتقنطوا سن کے آئے ہوئے ہین

ٹہرنے نہ پائے وہان جاکے عابد
گلی سے جو اونکے پھر آئے ہوئے ہین

سن تو لون منہ سے ذرا اونکے وہ کیا کہتے ہین
نیک کہتے ہین مجھے یا وہ بُرا کہتے ہین

رہتی ہے شیخ و برہمن مین یہہ تکرار عبث
کِسکو بت جانتے ہین کسکو خدا کہتے ہین

اپنی چاہت کا خطاوار مجھے ٹہرایا
مہربان خوب کہا اسکو خطا کہتے ہین

اس زمانہ مین نہین جاکے چھپا ہے کسجا
نام باقی ہے فقط جسکو مزہ کہتے ہین

عشق کو ناصحِ نافہم بُرا کہتا ہے
لوگ اسواسطے سب اوسکو بُرا کہتے ہین

آپکا گر ہون خطاوار تو پہر دیر ہے کیا
جلد فرمائیے کیا پہر سزا کہتے ہین

آپ ہی وعدہ کرین اور وفا بھی نکرین
اس سے بڑہکر کسے بیداد و جفا کہتے ہین

ہین زمانہ کے عجب طور خدا خیر کرے
ہان دعا کیجئے عابد یہہ بجا کہتے ہین

دوست پر جور و ستم آپ یہہ کیا کرتے ہین
دشمن اپنے انہین

چال یہہ کیسی زمانے نے ہی سیکھی تم سے
دوست دشمن

دل چرالتے ہین جو میرا انہین تم جانتے ہو
نہین معلوم کہان اب وہ رہا کرتے ہین

پہلے ہی مانگنے سے ملگئے بوسے شب وصل
حسن کہتا ہے ترا قرض ادا کرتے ہین

ہمکو آرام سے رکہا ہمین راحت دی ہے
اپنے مالک کی شب و روز دعا کرتے ہین

دوست عابد کے ہوے ہاتھہ مین لیکر تسبیح
راتدن بیٹھے ہوے یاد خدا کرتے ہین

ہم جو مست شراب ہوتے ہین
ہاے کیسے خراب ہوتے ہین

دل کے ہاتھون سے کیا کہون یارب
جان پر کیا عذاب ہوتے ہین

آجکل دور مین ترے ساقی
ہم بھی خانہ خراب ہوتے ہین

ایک حالت نہین زمانے کی
روز یان انقلاب ہوتے ہین

اونکا زیور یہ وہ خفا ہونا
لڑکے موتی عذاب ہوتے ہین

نے گی وصل کی شاید
اندنون اچھے خواب ہوتے ہین

تو وہ خوشرو ہے تیرے پرتو سے
ذرے بھی آفتاب ہوتے ہین

سچے عاشق وہ اپنے چُنتے ہین
ہم بھی اب انتخاب ہوتے ہین

تیرے فضل و کرم سے اب ہمکو
دیکھئے کیا خطاب ہوتے ہین

چلکے بیٹھو تو تم وہان عابد
ہم بھی حاضر جناب ہوتے ہین

وہ تو کب امتحان لیتے ہین
مفت عاشق کی جان لیتے ہین

جیسا ہوتا ہے چاہنے والا
دل مین اپنے وہ جان لیتے ہین

مرادل دیکھکر وہ کہنے لگے
ہمتو ایسا مکان لیتے ہین

پہلے برعکس سب مجھسے چلتے تھے
اب جو کہتا ہون ہان لیتے ہین

نذر کرتا ہون جب مین دل اپنا
ہو کے وہ مہربان لیتے ہین

بار عشق اور چرخ پیر کا منہ
اپنے سر نوجوان لیتے

دل جو لینا ہے آپ لے لیجے
مفت کیون میری جان لیتے ہین

اڑ گئے ہین وہ قول پر عابد
مجھسے میری زبان لیتے ہین

واسطے تیرے مین رسوا سر بازار تو ہون
دل لگی کی تھی فقط اتنا گنہگار تو ہون

زر نہین پاس تو کیا مجکو تو سمجھا مفلس
جان حاضر ہے میری تیرا خریدار تو ہون

جلوہ موسی کو دکھایا مجھے محروم رکھا
گو نہ مین دیکھہ سکون طالب دیدار تو ہون

آپ مجھسے نہ کرین حضرت ناصح حجت
جان دینی نہ پڑے جان سے بیزار تو ہون

لاغری میری نہین میرے لئے کچھہ بیکار
چشم دشمن مین کھٹکنے کے لئے خار تو ہون

بیوفا لاکھہ کرے تو یہہ ترا منصب ہے
مین نبہاؤنگا بہر طور وفادار تو ہون

کسقدر اوسنے پلائی ہے مجھے اے عابد
اتنی پیکر بھی مین غافل نہین ہوشیار تو ہون

تمہارا سامنا ہے اور مین ہون مقابل آئینہ ہے اور مین ہون
جدہر دیکھون نظر اپنی اٹھا کر خدا ہے مصطفے ہے اور مین ہون
جہت ہے جو مکان سے ہے مبرا مرے دل مین بسا ہے اور مین ہون
جدہر دیکھا نمایان خود وہی ہے نظر مین اینما ہے اور مین ہون
بجز تیرے کہان کوئی رہے گا جہان دار فنا ہے اور مین ہون
جناب عشق نے نو کر کہا ہے نگہبان اب خدا ہے اور مین ہون

عبادت کی ہوس باقی کہان ہے
وہی عابد ہوا ہے اور مین ہون

ہون محو حیرت اب مین مرشد کو کیا کہون اللہ کہون رسول کہون رہنما کہ
ہے ایک نور تمام نشان مین جدا جدا کسکو کہون رسول مین کس
آسان مشکلین مری ہو جائین سب وہین دل سے اگر مین

یہہ گنج فقر ایسا ہوا ہے مجھے نصیب
آئے جو سلطنت بھی تو مین اوسکو جا کہون

عابد عبادتون کو تو عالم بھی علم کو
بہولین گے اوسکی یاد مین عاجز بابا لاکہون

جو بات آپ کرتے ہین وہ روبرو کرین
غائب مین میرے آپ کچہہ گفتگو کرین

ہم کیا سفارشون سے تری آرزو کرین
تجہسے ہی تیرے وصل کی اب جستجو کرین

کہتا ہون پاؤن پڑکے ادب سے جناب دل
مشہور آپ ہمکو نہ یون کو بکو کرین

خالی نہ پیچ سے ہو ذرا کوئی اپنی بات
توصیف زلف یار اگر مو بمو کرین

آئے اپنے پاس کوئی ڈہونڈہتا ہوا
اپنا ہی سا ہم آپ اوسے ہو بہو کرین

لا ہے اپنے سوز ہو اللہ کا وہ اثر
ہو کرین

ارین

پنجتن کے ہین خاص لختِ جگر دلبر مرتضے معین الدین
ہین یہہ اولادِ موسئ کاظم دل و جان رضا معین الدین
ہند مین ہین یہی غریب نواز سرور اولیا معین الدین
دردمندونکے عیسئ دوران درد دل کی دوا معین الدین
سب کے دل کی مراد ملتی ہے ہین وہ حاجت روا معین الدین
شش جہت مین جدہر جدہر دیکھو ہین یہی جا بجا معین الدین
نور ہین مظہر العجائب کے خاص شمس الضحے معین الدین
ہین عطاے رسول یہہ مشہور ہین بجود و سخا معین الدین

عابدِ جان نثار کے ہین بس
پیرِ مشکل کشا معین الدین

زمانے مین ہمارے فردِ یکتا شاہ مسکین ہین بصارت ہے اگر دیکھو تو ہر جا شاہ مسکین ہین

قناعت اونسے ہی شیدا توکّل اونسے ہے پیدا
مرقعِ شکلِ تسلیم و رضا کا شاہ مسکین ہین

غلط کہتا نہین ہرگز نہین ہے فرق کچھ اسمین
مرید اونکے یہہ پیر اور آقا شاہ مسکین ہین

صفت اونکی جو سننا ہو تو احمد خیر دین سے سن
خدا کا اور خدا انکا تماشا شاہ مسکین ہین

صفات و ذات کی تعریف عابدؔ اونکی تو سن لے
احد احمدؐ کا ہر اک جا پہ چرچا شاہ مسکین ہین

بزم طرب مین غیر ترا ہمنشین نہین
ہرگز یقین نہین ہے مجھے ہرگز یقین نہین

جب دل ہی آگیا ہے تو پہر کیا کرے کوئی
گو وہ حسین نہین ہے کوئی مہ جبین نہین

قربان مین تو آپکے اس اعتقاد پر
کہتے ہین اوسکو آپ کہین ہے کہین نہین

رکہدے تو جام ہات سے ساقی زمین پر
مین خاک ہوے یون کہ مرا ہمنشین نہین

تعریف اونکے خالِ سیہ کی جو مین نے کی
کہنے لگے کہ تجھسا کوئی نکتہ چین نہین

انکار ہی تمہارے ہے اقرار کا ثبوت
کہتے ہو میری بات پہ تم جو نہین نہین

اوس شوخ بیوفا پہ جو مرتے ہین عابد آپ
کہئے تو کیا جہان مین کوئی مہ جبین نہین

اندرون حرم و بتکدہ و دیر ہے کون
ہر جگہ جلوے ہی تو ہے اوسکے سوا غیر ہے کون

جسکو دیکھو وہ تمہارا ہی تو دم بہرتا ہے
تمسے رکھتا ہے مری جان کہو بیر ہے کون

پوچھتا ہون مین تجھی سے خالق یہہ بات ہے
کون ہے جانب شر اور طرف خیر ہے کون

اے کبوتر تجھے قاصد نہ بناؤن کسکو
تیز پر مثل ترے تو ہی بتا طیر ہے کون

پہول پہولے نہین گلشن مین سماتے عابد
آج کرتا روش باغ مین یہہ سیر ہے کون

ترے اک اک اداؤ ناز کا مین دل سے قائل ہون
یہہ تلوارین نہین خنجر نہین ہین پہر بھی بسمل ہون
کہون کیا حال اپنی بیخودی کا تجھہ سے اے قاتل

تری چتون کا گھایل ہون ترے غمزہ کا بسمل ہون
نہو ادنیٰ تو اعلیٰ کی زمانیمین صفت کیون ہو
تری صورت ہے شکل گل تو مین بھی صورت گل ہون
جو تو خلوت مین تنہا ہے تو مین ہون بزم کثرت مین
اگرچہ دور ہون ظاہر مگر باطن مین واصل ہون
سراپا رند مشرب ہون نہ زاہد ہون نہ مین عابد
مگر تیرے کرم کا لطف کا رحمت کا سایل ہون

ردیف الواو

یہہ قاصد نے مژدہ سنایا ہے مجھکو
اوسکی زبانی بلایا ہے مجھکو
یہی وقت تھا تیرے آنیکا ناصح
کہ تو نے مرض مین ستایا ہے مجھکو
سکونت مین جنت کی کیا اوسکا بگڑا
وہان سے یہان کیون وہ لایا ہے مجھکو

ہنسایا تہا اک روز پہر عمر بہر ہی
بت سنگدل نے رولایا ہے مجہکو

پری کا نہ جن کا کسیکا نہین ہے
تری زلف شبگون کا سایا ہے مجہکو

تجہے یاد ہوگا بُرے وقت تو نے
کئی مرتبہ آزمایا ہے مجہکو

ہزارون ہی خط مینے لکہے ہین تجہکو
فقط ایک خط تیرا پایا ہے مجہکو

وہ رُوٹہا تہا کل آج راضی ہوا ہے
بڑی منتون سے بلایا ہے مجہکو

کہلا حال کونین کا مجہہ پہ عابد
وہ ساقی نے ساغر پلایا ہے مجہکو

اگر حرص جہان ہو تو شریک عاشقان کیون ہو
جو عاشق ہو گئے اوسکے تو پہر طمع جہان کیون ہو
کہین مئ مفت کی پی لی بہت سی مل گئی شاید
کہو زاہد ہوا کیا آج اتنے شادمان کیون ہو

تمہارے سے مین واقف ہون مری حالت تمہین روشن
یہہ احسان نامہ برکا اور وقت درمیان کیون ہو

کبہی وہ دوست بنتے ہین کبہی دشمن سے بڑہکر ہین
یہی تو چال ہے اونکی پہر اونکا امتحان کیون ہو

مری قسمت تو دیکہو کہتا ہے جانِ جہان از خود
بلالو اوسکو جسنے کی ہے محنت رائگان کیون ہو

بلایا خود بٹہایا بہی بنے پہر اجنبی ہم سے
تعجب ہے یہہ کہتے ہو کہ عابد تم یہان کیون ہو

کس طرح اوس صنم سے کوئی بدگمان نہو
وعدہ پہ شرط ہے کہ خدا درمیان نہو

بدنام ہو رہا ہے زمانہ مین کون اب
کہتے نہ تہے کہ غیر سے تم ہمزبان نہو

اے دل نکر تو یاد خدا وقت نزع دیکہہ
اوس بت کا خوف ہے کہ کہین بدگمان نہو

کہتا نہین کسی سے بھی مین اپنا حال زار
منظور ہے کہ کوئی مرا رازدان نہو

دے دے کے عاشقونکو سر بزم گالیان
مشہور اک جہان مین تو بدزبان نہو

کہتے ہین سنکے حال مری عاشقی کا وہ
کیونکر یقین آئے کہ جب امتحان نہو

عابد تو اوسکے عشق سے نادان باز آ
مین چاہتا ہون عمر تری رائگان نہو

شہرت تری زمانہمین کیون چارسو نہو
ایسا بھی کوئی دل ہے کہ جس دلمین تو نہو

کیا حال تمسے میرے دل زار کا کھلے
جبتک کہ تمسے بات مری دوبدو نہو

ویران ہو وہ دل و پریشان ہو دماغ
جسمین کہ تیرے عشق و محبت کی بو نہو

ایدل تو اوسکے بزم مین جاتا تو ہے مگر
ایسا نہو کہ تیری وہان آبرو نہو

برہم وہ ہوکے مجھپہ خفا ہو رہے ہین آج
ارشاد ہو رہا ہے کہ تو روبرو نہو

مین اور ترک عشق بتان خوب ناصحا
مرد خدا یہہ مجھسے کبھی گفتگو نہو

تیری محبت اور ترے عشق کے سوا
عابدہ کے دلمین اور کوئی آرزو نہو

جگہہ دیتا ہے بزم عام مین پہلو مین دشمن کو
نہین آتی ہے کچھہ بھی شرم اوس بے مہر و پرفن کو
گواہی کے لئے روز جزا مجکو یہہ کافی ہے
لگا ہے خون کا دہبہ مرے قاتل کے دامن کو
ترے اس بے نشان کا کچھہ نشان رہنے دے اے ظالم
مٹاتا ہے لگا کر ٹھوکرین کیون میرے مدفن کو
خدا حافظ ہے اے دل اب ہمارے آشیانہ کا
غضب ہے دیکھہ تی ہین بجلیان ہر دم نشیمن کو
کھڑے ہین سیکڑون دیدار کے خواہش مین اصحاب

اٹھاؤ تو ذرا تم سامنے سے اپنے چلمن کو
سنا ہے طور پر موسی ہوے بے ہوش غش کہا کر
بناؤ مجھکو بھی بیخود دکہا کر روے روشن کو
وہ ہنسکر مسکرا کر مجھسے کہتے ہین محبت سے
چلو تم آج عابد ساتھہ میرے سیر گلشن کو

جانکر ہوتا ہے مجھسے کسلئے انجان تو
کون ہون مین دیکھہ تو مجھکو ذرا پہچان تو
یاد ہے کس آئینہ رخسار کی ادا بتا
صورت آئینہ ہے کیون ششدر و حیران تو
اک نظر ملتے ہی عقل و ہوش اور تاب و توان
لیچلا سب لوٹ کر اپنا سر و سامان تو
جان ہی لونگا تجھے پہچان ہی لونگا تجھے
لاکھہ مجھسے روپ بدلے جانِ من ہر آن تو

تو ہی مالک ہے مرے دل کا مرے ایمان کا
جان عابد کی نہین ہے جان جان پہچان تو

وہ جھنجلا کر یہہ کہتے ہین محبت اپنی رہنے دو
یہہ الفت اپنی رہنے دو یہہ چاہت اپنی رہنے دو
مرے حال پریشان پر عنایت اپنی رہنے دو
زیادہ کچھہ نہین تھوڑی محبت اپنی رہنے دو
غرور حسن کرتے ہو برا کرتے ہو اے صاحب
گھمنڈ اچھا نہین دو دن کی دولت اپنی رہنے دو
نہین رہتے ہو دم بہر بھی تصور مین مرے آکر
کوئی دم میرے دلمین بھی تو صورت اپنی رہنے دو
وہ سنکر حال دل میرا لپٹ کر مجھسے کہتے ہین
چلو بس ہو چکا جھگڑا شکایت اپنی رہنے دو
یہہ مانا حضرت ناصح کہ ہم رندانہ مشرب ہین

برے ہین یا بہلے ہین تم نصیحت اپنی رہنے دو

تمہین پروا نہین میری مجھے معلوم ہے لیکن
ذرا میرے طرف مایل طبیعت اپنی رہنے دو

نصیحت سے نہین کچہہ فائدہ اے حضرت ناصح
بنائی ہے جو خالق نے وہ قسمت اپنی رہنے دو

وہ دیکر جام اپنے ہاتہہ سے ہنس ہنس کے کہتے ہین
ذرا تم حضرت عابد عبادت اپنی رہنے دو

کہلین گے غنچہ بہت لب سے لب جدا بھی ہو
بنو نہ بت سے زبان سے کوئی صدا بھی ہو

یہہ اکہڑی اکہڑی تو باتین نہین پسند ہمین
مزہ جبہی ہے کہ ہمسے خلا ملا بھی ہو

عدو سے کہدو محبت ابھی وہ کیا جانے
اٹہائے بار وہ ایسا یہہ حوصلہ بھی ہو

یقین آئے ہمین کس طرح سے ایصاحب
تمہارے وعدہ خلافی کی انتہا بھی ہو

خدا کرے کہین جلدی بتونکا حسن ڈھلے
غرور کی کوئی حد بھی ہے کچھہ ہنر بھی ہو
سناؤنگا دل مضطر کا حال مین سب کچھہ
کبھی تو اوس بت کافر سے سامنا بھی ہو

وہ میکدہ مین مجھے دیکھکر یہہ کہتے ہین
کہ تم تو رند بھی عابد بھی پارسا بھی ہو

بیوفا اور ستمگار نظر آتے ہو
تم ابھی سے مجھے عیار نظر آتے ہو
وعدۂ وصل پہ کہتا ہون مین ان سے ہر دم
تم بہت صادق الاقرار نظر آتے ہو
بے پئے مے کے ہین مخمور تمہاری آنکھین
تم نئی طرح کے سرشار نظر آتے ہو
مجکو وہ دیکھہ کے محفل مین یہہ فرماتے ہین
باعث رونق دربار نظر آتے ہو

دل کا کچھہ حال تو معلوم نہین ہے عابد
تم بہ ظاہر ہمین ہوشیار نظر آتے ہو

اپنی زبان پاک سے اظہار بھی تو ہو
انکار تو ہمیشہ ہے اقرار بھی تو ہو

مثل کتان ہین چاک جگر کو بناؤنگا
اوس رشک ماہتاب کا دیدار بھی تو ہو

کچھہ فائدہ نہین ہے مجھے عرض حال سے
منصف مزاج آپکی سرکار بھی تو ہو

مجھہ طالب وصال پہ کیونکر نہ رحم آئے
مجھہ سا کوئی جہان مین طلبگار بھی تو ہو

جنت کی ہے ہوس تمہین دیدار کی نہین
عابد بنے ہو ہو گنہگار بھی تو ہو

مرنیکے بعد رنج نہ دو خاکسار کو
ٹھکراؤ اس طرح سے نہ میرے مزار کو

انداز و ناز و غمزہ کرشمہ ادا و شرم
مین دل سے چاہتا ہون انہین تین چار کو

کبتک ترے فراق کے صدمے اٹھاؤن مین
کچھہ تو ملے جواب اس امیدوار کو

وہ ہون گنہگار کہ جسکا نہین شمار
کیا اپنا منہہ دکھاؤنگا پروردگار کو

ہوتا ہے یان جدا مرے پہلو سے دل مرا
وہ وان ملا رہے ہین ادا سے ستار کو

جب سے دوئی کا ہمنے تعلق اٹھا دیا
پاتے ہین ہر مقام پہ ہم روے یار کو

عابد سے ہنسکے بات تو کیجے کبہی کبہی
کچہہ تو ملے قرار دل بیقرار کو

زلف جانان کا تصور ہے ہمیشہ مجکو ۔ کیا بنادیگا خدا جانے یہہ سودا مجکو
ہے گذر کسکا بجز تیرے گلی مین اوسکی ۔ اے صبا اپنے ہی ہمراہ تو لیجا مجکو
جسنے اپنے کو ہے ازروئے حقیقت دیکھا ۔ اوسنے بیشک نہین جانا کبہی بیجا مجکو
اپنے دلمین مجھے تہوڑی سی جگہہ دے ظالم ۔ نہ نکلوا کہ محبت نے ہے کہینچا مجکو
حرم و دیر مین کیون شیخ و برہمن کی ہے جنگ ۔ مجہہ مین سب کچہہ ہے مگر کوئی نہ سمجہا مجکو

بزم جانان مین بہت لوگ تہے لیکن عابد
کیا غضب ہے کہ کسی نے بہی نہ پوچہا مجکو

تصور مین ترے رخ کے مین بہولا اصاف قرآن کو
خدا شاہد ہے تیرے جلوہ نے چہینا دین و ایمان کو

تصور مین یہان آٹھون پہر ہے صورت جانان

ہوا ہے اور نہوگا دخل میرے دلمین شیطان کو

یقین ہے مجکو میرا دل یہین اولجہا ہوا ہوگا

ذرا تم کہولکر دیکہو تو اپنی زلف پیچان کو

ہمارا طایر دل مضطرب ہوتا ہے پہلو مین

نہ یون پہلاؤ اپنے رخپہ تم زلف پریشان کو

نمایش اس سے ہے دونون جہانکی سچہہ مین کہتا ہون

نہ سمجہین صرف پتلا خاک کا ہے کوئی انسان کو

قسم حق کی تمہارے مصحف رخ کے تصور مین

کیا کرتا ہون ہر دم ہر گہڑی مین حفظ قرآن کو

نہین دیتا ہے مجکو بار اوسکی بزم مین حاجبا

الٰہی موت آجائے دردلبر کے دربان کو

کیا بے سبب تمنے مضطر کسیکو ستاتے ہو کیون بندہ پرور کسیکو
جو دل اونسے مانگا تو ہنسکر یہہ بولے دیا ہی نہین ہمنے لیکر کسیکو
بھوین تنی ہین نگاہین ہین ترچھی نہ چھوڑینگے جیتا یہہ خنجر کسیکو
بجز میرے اجان جان بھولکر بھی ندینا جگہہ دل کے اندر کسیکو

میری شکل دیکھی تو بولے وہ عالب
کہ تو چاہتا ہے مقرر کسیکو

ردیف الہاء

دل بہت بیقرار سا ہے کچھہ آج پھر انتظار سا ہے کچھہ
یاد آتی ہین کسکی شوخ آنکھین آج مجکو خمار سا ہے کچھہ
کہکے یون قبر کو وہ ٹھکرائے یان نشانِ مزار سا ہے کچھہ

یون بظاہر تو صاف ملتا ہے
دلمین تیرے غبار سا ہے کچھہ

رند نکلا وہین ہمارا دل
جسکو سمجھے تھے پارسا ہے کچھہ

کسنے وعدہ کیا ہے حضرتِ دل
آپ کو انتظار سا ہے کچھہ

تم جو پہلو مین ہو تو اے صاحب
آج دل کو قرار سا ہے کچھہ

دل مضطر ہمارے پہلو مین
کسلئے بیقرار سا ہے کچھہ

طایر دل کو دیکھہ کر بولے
نظر آتا شکار سا ہے کچھہ

ابر سمجھین ہین جسکو گردون پر
مرے دل کا غبار سا ہے کچھہ

کس لئے آج عابد مضطر
بیخود و بے قرار سا ہے کچھہ

لطف و کرم ہے آپ کا مجھپر ستم کے ساتھ
اقرار بھی اگر ہے تو جھوٹی قسم کے ساتھ

آتا ہے تیرے بزم مین درد والم کے ساتھ
عاشق کو تیرے ایک محبت ہے غم کے ساتھ

اس زندگی پہ ناز کرین کیا کہ عاقبت
ہمکو ملانیوالی ہے اہل عدم کے ساتھ

کھچ جائین اور بھی ترے ابرو تو ہے مزہ
تلوار زیب دیتی ہے اے یار خم کے ساتھ

تحریر ہے سوال تو تقریر ہے جواب
اوسکی زبان چلتی ہے میرے قلم کے ساتھ

یہہ دل دکھا رہا ہے مجھے اک جہانکی سیر
کرتا ہون مین مقابلہ اب جام جم کے ساتھ

نکار سے جو وصل بھی ہو تو نہین ہے لطف

اک بوسہ لب کا دیجے سراسر کرم کے ساتھہ

نقارۂ سرور کی نوبت ہے عابد اب
منصب عطا ہے شاہ سے ہمکو علم کے ساتھہ

اب ناصح نادانکی ہے ہر بات سے توبہ
توبہ ہے مری اوسکی مدارات سے توبہ

بوسہ کی عوض تونے لیا نقد دل اپنا
ظالم ہے تری ایسی مدارات سے توبہ

رندان خرابات اگر چھوڑ دین حب مے
بیٹھا تو ہون مین کرکے ہر اک بات سے توبہ

رہنے کا نہین بزم مین لے مجھکو بلائے
ٹوٹے گی مری یار کے پھر ہات سے توبہ

فرقت کے زمانہ سے بچانا مجھے تا حشر
یارب مری اوسدن سے ہے اوس رات سے توبہ

ملتا جو نہین مجھہ سے تو اے شوخ ستمگر
کرلی تو نہین میری ملاقات سے توبہ

جس رات مین جس دن نہین ہو پاس تو اپنے
اوسدن سے خدارا ہے اوس رات سے توبہ

فرقت مین کسیکے تو نہ یون جان دے عابد

حاصل نہو جس بات سے اوس بات سے توبہ

ردیف الیاء

تم نہوتے جو محمدؐ تو نہ ہوتا کوئی
رتبہ لولاک کا پایا نہین ایسا کوئی

تم تو ہو احمد بے میم کہے کیا کوئی
یا رسول عربی تمکو نہ جانا کوئی

شب معراجکا رتبہ نہین پایا کوئی
آپ سا جلوہ خدا کا نہین دیکھا کوئی

یون تو مرسل ہوے لاکھون ہی پیمبر لیکن
بخدا آپ کا ہمپایہ نہ آیا کوئی

ذات پر آپکی ہی ختم رسالت بیشک
پہر نبی دہر مین ہوتا نہین پیدا کوئی

طور پر پہونچے جو موسیٰ تو فلک پر عیسیٰ
عرش پر آپکے مانند نہ پہونچا کوئی

زلف واللیل تو عارض ہے تمہارا والشمس
پڑہ لی تفسیر تو کیا اونکو نجانا کوئی

جب تمہین جانتی ہے شافع محشر مخلوق
خوف پہر کاہیکو عصیان کا رہیگا کوئی

یہی افسوس ہے عابد کو شب و روز حضور

آپکی شان کا لکہا نہ قصیدہ کوئی

وصل دلدار کا مرشد سے سوال اچہا ہے
ٹہیک یہہ رائے ہے اور اپنا خیال اچہا ہے

وصل کیوا سے اونسے یہہ سوال اچہا ہے
ماہ اچہا ہے یہہ دن اچہا ہے سال اچہا ہے

تازہ تازہ اوہین دل لینکا اب شوق ہوا
مراد لیکے بتاتے ہین یہہ فال اچہا ہے

عمر بہر لی نہ خبر میری مگر وقت اخیر
پوچہتے ہین وہ مجہے روز وصال اچہا ہے

حور کو دیکہا پری سے ملا یوسف کو سُنا
سب حسینوں سے ترا حسن و جمال اچہا ہے

غیر کے لطف سے گر لاک خوشی ہو تو ہوا
یار سے ایک بہی پہونچے تو ملال اچہا ہے

وہ عیادت کو مری آئے تو ہنس کر بولے
یہہ تو مرنیکا نہین اسکا تو حال اچہا ہے

شکر ساقی کا نشہ مین مین ادا کرتا ہون
تو بہی اچہا ہے میان تیرا کلال اچہا ہے

عشق کے ساتہہ ہی جو وصل ہو بے لطفی ہے
بعد فرقت کے اگر ہو تو وصال اچہا ہے

زلف کو کہولکے پہیلا وہ مجہہ سے بولے
طایر دل کے لئے تیر یہہ جال اچہا ہے

عشق بازی سے مُعرا ہین تمامی عابد
لُطف معشوق تجھہ مین یہہ کمال اچھا ہے

ہر مژہ اوس ترک کی اک تیر ہے
دل مرا اوسکے لئے نخچیر ہے
کچھہ بہلا ہو یا بُرا لکھہ دیجئے
آپکی تحریر ہی تقدیر ہے
آنکھہ کا پردہ کیا تو کیا کیا
میرے دل مین آپکی تصویر ہے
ہون مریض عشق بوسہ دیجئے
ان لبون کی جان فزا تاثیر ہے
بیل الفت کی بڑہی ہے اسقدر
عاشقون کے پاؤنمین زنجیر ہے
آج تو کچھہ ہے ارادہ قتل کا
تیز خنجر باڑ پر شمشیر ہے
بات اچھی بھی تو ہوتی ہے بُری
کیا مری تقدیر کیا تدبیر ہے
وصل سے شاید ہون شیرین کام ہم
میٹھی میٹھی اونکی اب تقریر ہے

جلوۂ جانان نے دل روشن کیا

دل مین عابد کے وہی تنویر ہے

کہین میرا کہین ترا دل ہے
یہی اک اختلاف مشکل ہے

یہی رسم وفاے قاتل ہے
جس جگہہ دیکھو ایک بسمل ہے

تیری کاکل مین جو مرا دل ہے
ایک دیوانہ ایک عاقل ہے

قشقہ ماتہے پہ تیرے مائل ہے
کفر اسلام مین بھی شامل ہے

اب ترے ہاتہہ مین مرا دل ہے
دیکھہ لے آئینہ مقابل ہے

یون تو لاکھون حسین ہین لیکن
حُسن مین ایک تو ہی کامل ہے

ہو لے مجھسے حساب جور و وفا
کون باقی ہے کون فاضل ہے

مینہہ برستا ہے مے پلا ساقی
رحمت حق بھی ہم پہ نازل ہے

جامہ عمامہ کا ہے سب دہوکا
سمجھے عالم جسے وہ جاہل ہے

لا کو الا مین کیون ملایا شیخ
یہہ تو سب جھگڑا تیرا باطل ہے

کیا کریگا وہ لیکے جنت کو
دل وجان سے جو تیرا واصل ہے

غیر سے کام کچھہ نہین مجھکو
عشق مین تیری ذات حاصل ہے

جسنے چاہا تجھے ہوا بیکار
کوئی دیوانہ کوئی بیدل ہے

وہ حقیقی ہے یہہ مجازی ہے
کہ خدا کا خدایگان ظل ہے

عابدا اتنے سفر کئے پر بھی
عشق مین آج پہلی منزل ہے

تم سے اک مطلب کی کہنی بات ہے
سن لو پچتاؤ گے تھوڑی رات ہے

آپ کی تحریر بھی ہے نقش حب
آپکی ہر بات مین اک بات ہے

دیکھنا اوس گیسو و رخ کی بہار
رات مین دن ہے تو دن مین رات ہے

کوئی ہمدم یار سے کوئی جدا
کوئی غمگین کوئی خوش اوقات ہے

بھیجتے ہین وہ سر خط کا جواب
اس سے بہتر کیا کوئی سوغات ہے

خیر جو تمنے دیا ہم نے لیا
بوسہ دیکر کہتے ہو خیرات ہے

بازئی شطرنج ہے عارف کے ہات
عاشقون کی عابدون پر مات ہے

مجھسے وہ بار بار ملتا ہے
مضطرب کو قرار ملتا ہے

اوس کے ملنے کو دوستی ہے شرط
کہین غیرون سے یار ملتا ہے

پہر مرے گلبدنکا ہے ارشاد
طالب گل کو خار ملتا ہے

تیرے ملنے سے اے مرے محبوب
مجکو پروردگار ملتا ہے

جیتے جی شوق وصل کا کرلے
یون بھی دل کو قرار ملتا ہے

انتقال مکان ہے اسکا نام
چھوڑکر گھر مزار ملتا ہے

نحن اقرب کے نغمہ کو عابد
رگ گردن کا تار ملتا ہے

میرے دل ہین تو جان اور ہی ہے
اور تیرا گمان اور ہی ہے

اولیا سب بزرگ ہین لیکن
اپنے مرشد کی شان اور ہی ہے

تو نے حاجی حرم ہین کیا دیکھا
اوس مکین کا مکان اور ہی ہے

میرے قاصد نے راہ ٹھیک نہ لی
اوسکے گھر کا نشان اور ہی ہے

پان کھائے ہین ہمنے اکثر سے
ہاتھہ کا تیرے پان اور ہی ہے

ناصحا بس کر اب نصیحت کو
بات اک میری مان اور ہی ہے

اہل دہلی کے ہے زبانمین لطف
کہ وہان کی زبان اور ہی ہے

ہون زمانمین لاکھہ اہل سخن
داغ کی آن بان اور ہی ہے

بہت افسانے سن لئے عابد
اپنے غم کا بیان اور ہی ہے

تم رہو گے کس مکان ہین کونسا گھر چاہئے
کعبہ یا دل یا کلیسا یا کہ مندر چاہئے

حسن آرا ہو نہیں ہے عیب دل دیکھو مرا
دیکھنی شکل آئینہ مین اپنی اگر چاہیے

تم کسی پردہ مین آؤ ہم اوسی دم تاڑ لین
وضع ہان اچھی ہے پر اس سے بھی بہتر چاہیے

دل کی وقعت کچھہ نہین جبتک حسین دلبر نہو
دل اگر پہلو مین ہو تو کوئی دلبر چاہیے

ہجر مین زاہد کے خاطر ہوگئی گرمی حرام
وصل مین تو عاشق صادق کو ساغر چاہیے

کیا غرض عیسی سے مجکو یا ہوس موسی کی ہو
میری بخشش کیلئے میرا پیمبر چاہیے

اس غزل کی قدر جب ہوگی کہ اہل دل سنین
اور فرمائین کہ عابد اس سے بہتر چاہیے

یہہ طلب میری نہین ہے اور بڑھکر چاہیے
مرضی والا جو ہو وہ بندہ پرور چاہیے

مال و زر دے تو گدا کو مانگتا ہے مال و زر
چشم الطاف و محبت تیری ہم پر چاہیے

وصل کا پیغام دو یا ہجر مین کچھہ کام دو
شغل عاشق کیلئے کوئی مقرر چاہیے

نور سے کیا بحث ہمکو نار سے ہے کیا غرض
دلمین عاشق کے نرالا کوئی اخگر چاہیے

وعدۂ فردا پہ بھی انکار ہو تو کیا عجب
اوسنے دستاویز لکھوانی مقرر چاہئے
کیونکر اوسکے رخ کو چھولون سانپ ہین دو پاسبان
دفع کرنیکو مجرب کوئی منتر چاہئے
کہتے ہین وہ عشق مین دادوستد کا ہی مزہ
ایک بوسہ لو تو اک بوسہ برابر چاہئے
پارسائی ہو کہ رندی ہین سبھی فعل عبث
جس سے تو راضی ہے وہ اپنا مقدر چاہئے
اوس لب شیرین کا مجھکو ایک ہی بوسہ ملا
آرزو یہ ہے کہ پھر قند مکرر چاہئے

مشکل آسان جلد کیجے یا علی مشکل کشا
مہربانی آپکی عابد پہ حیدر چاہئے

سمجھ اے بیخبر جانان کہان ہے
کہان نکلا ہے سفر جانا کہان ہے
مرے پہلو مین کیون بے چین ہے تو
تجھے رشک قمر جانا کہان ہے
مقام عاشقی مین اے مجنو
تمہین کہدو کہ مر جانا کہان ہے
نہین انکار ہے وعدے سے اونکو
وہ راضی ہین [illegible]گر جانا کہان ہے

نہوتا ایک بھی مرنیسے ناخوش
خبر ہوتی اگر جانا کہان ہے

چلا عابد حرم ہندو بنارس
یہہ جاتے ہین کدہر جانا کہان ہے

گو مرے گہر مین مرا آئینہ رو آتا ہے
سخت حیرت ہے کہ ساتھہ اوسکے عدو آتا ہے

بیدہڑک محفل جانان مین چلا جاؤنگا
توبہ توبہ مجہے کب خوف عدو آتا ہے

یہہ ہمارا دل شیدا نہواے دلبر
کرکے تعویذ جو تو زیب گلو آتا ہے

جب نظارہ ہوا نرگس فتان سے تری
جام آتا ہے مجہے خوش نہ سبو آتا ہے

دم بخود ہون تری الفت مین کچہہ ایسا ظالم
ہاے آتی ہے مرے لب پہ نہ ہو آتا ہے

اتنی جلدی نہ پڑہو میرے جنازے [illegible]
[illegible] ٹہرو وہ ابھی کرکے وضو آتا ہے

یہی رونا ہے تو پہر دل کی مرے خیر نہین
اشک کیا تہا اب آنکہون سے لہو آتا ہے

دل کو بہلاتا ہون یون دیکے تسلی شب ہجر
کوئی دم جاتا ہے وہ آئینہ رو آتا ہے

شیخ کے منہہ سے برستی ہی جو مستی ایسی
کیا مے ناب سے یہہ کر کے وضو آتا ہے

کچہہ عجب حال ہے اے عابد مضطر تیرا
آج کس بزم سے اٹھا ہوا تو آتا ہے

ملکی آپکے باعث ہہین دولت دل کی
اسمین ہہتلے ہے خدا اثر لگہی وسعت دل کی

ساکن فرش ہے کرتا ہے مگر عرش کی سیر
آزمائی ہے بہت جرأت و قدرت دل کی

دل سمجہتی ہے جہان جسکو وہ ہے مضغۂ گوشت
اس سے کیا کام ہو جب ایسی ہو صورت دل کی

آنے جانے کو نفس کے نہ سمجہنا بیکار
یہہ کسی کام کو جاری ہے سفارت دل کی

دوست تو دوست ہے دشمن کو بھی اپنا جانے
ایسا دل ہو جائے ایسی ہو مروت دل کی

اب یہہ بتخانہ بنا پہلے [illegible]
[illegible]یا لے کوئی بدل جا کے جو حالت دل کی

مین مراقب جو ہوا آئی ندا آخر شب
ایسے ہی وقت تو کہلتی ہے حقیقت دل کی

ناصحا خوب کسے حالت دل کیا معلوم
ہو جو معلوم تو کہئے میر حضرت دل کی

کوئی حاجت نہین اسکو اسواسطے ہے استغنا
تہین معلوم تجہے اب بہی امارت دل کی

لاکہہ ہین تجہسے سوا اور حسین دنیا مین
کیا کرون اونپہ نہین تجہپہ ہی رغبت دل کی

نہ تو زاہد سے ہے کچہہ کام نہ عابد سے غرض
وقت آخر مجہے کافی ہے وصیت دل کی

عرش اعظم سے بہی بڑہکر ہوئی رفعت دل کی
اللہ اللہ یہہ قسمت ہے یہہ عظمت دل کی

جذبۂ شوق سے وہ آئے ہین میرے گہر مین
مجہکو معلوم ہوئی ہے یہہ کرامت دل کی

کیفیت مے کی دکہاتی ہے اوسکی صورت
ملتی ہے جام مین بہی خوب شباہت دل کی

اپنے عاشق پہ خفا کہیل یہہ تیرا ٹہرا
تجہپہ الزام نہین ہے یہہ شرارت دل کی

جان ہے مال ہے حاضر ترے دم کے لئے
آزماتا ہے تو کیا میری سخاوت دل کی

کیون کرین میرے لئے حضرت ناصح تکلیف
گوش ادراک سے سنتا ہون نصیحت دل کی

یہہ ترحم بخش بہا ہے فقط اونکے نزدیک
دلربا کرتے ہین سب عزت و وقعت دل کی

دل مرا تیرے لئے مجھسے ہی لڑتا ہی مدام
یہی تکرار ہے ہر دم یہی حجت دل کی

کیون ڈراتا ہے خفا ہوتا ہے تقصیر ہے کیا
اسمین مجبور ہون مین تجھپہ ہی چاہت دل کی

دل سے راضی ہی تو ظاہر مین ہوا مجھسے خفا
تیرے چہرے سے نمودار ہے فرحت دل کی

اعتراض اسنے کیا مول جو مانگا مین نے
جان دیکے تو مجھے لیتا ہی قیمت دل کی

عشق نے گھر سے نکالا ہی مین جنگل کو چلا
مجھکو مجنون سے ملائیگی یہہ وحشت دل کی

حق یہین ہی جو ذرا دل کی طرف غور کرو
ابھی کھل جائے تمہین خوب حقیقت دل کی

میرے آگے نکرو واعظو دوزخ کا بیان
ایسی تسکین کرو جاے جو وحشت دل کی

دل کا مقصد نہ بر آئیگا کسی سے ہرگز
وہ نکلے تو نکل جائیگی حسرت دل کی

اسی انکار سے اقبال کی بو آتی ہے
کیسا بہجا ہین کہتے ہین صولت دل کی

لو پہر آتا ہی وہ غارت گر دین اے عابد
اب خبر رکھیے بدل جائے نہ نیت دل کی

رہین سرسبز مرے دل کے جلانیوالے

تیرے انداز وہ ہین مجھکو بلانیوالے
بیخ و بنیاد کو عاشق کی مٹانیوالے

ملتفت گر نہو معشوق مجازی تو خیر
کیا نہین ہین دل عاشق مین منانیوالے

منتظر تیری طلب کا رہون آخر کبتک
دیر سے بیٹھا ہون مشتاق گہر آنیوالے

کیا کمی ہے تیری درگاہ مین اے رب کریم
دینے والے مجھے اورون سے دلانیوالے

دیر ویران کئے مسجدین خالی کردین
تیری پہلو مین ہین پہلو کے بسانیوالے

میری سنتا نہین سنتا ہے تو ہوتا ہے خفا
اپنا ہی حال سنا خیر سنانیوالے

کیجیے گا ہمین پامال پس مردن بھی
خاک امید ہے مٹی مین ملانیوالے

وہ تو ہر جا ہے دعا دل سے تو کر اے عابد
ہاتھ کیون خالی اوٹھاتا ہے اوٹھانیوالے

جہان مین مجھسا برا نہین ہے
نہین ہے اے کبریا نہین ہے

میں چاہتا ہوں تجہے ستمگر
کچہہ اور منشا مرا نہیں ہے

مسل کے دل کو وہ کہہ رہے ہیں
یہہ تیری پوری سزا نہیں ہے

فدا ہے کیوں اس پہ اک خدائی
یہہ میں نے مانا خدا نہیں ہے

وہ دیکہکر داغ دل یہہ بولے
چمن کچہہ ایسا ہرا نہیں ہے

میں دل سے شیدا ہوں تجہہ پہ ظالم
تو مجہہ پہ کیوں مبتلا نہیں ہے

میں دیکہتا ہوں جو غور کرکے
جہان میں مجہہ سا بُرا نہیں ہے

تمہیں یہہ کہدو ہمارا آنا
تمہارے گہر میں بجا نہیں ہے

جو درہم داغ ہے جگر میں
پرکہہ تو لو کیا کہرا نہیں ہے

کسیکی الفت میں دل ہمارا
قسم ہے عابد بہرا نہیں ہے

وہ روٹہ ہی گئی ہیں تو جا کر منائیں گے
دکہہ درد منتوں سے ہم اپنا سنائیں گے

مشتاق وصل چھوڑ کے یہہ در نجائینگے
مقصد ہمارے آپ ہی سے سب برآئینگے

مرجائینگے تو جائینگے زندہ نجائینگے
اس در سے اوٹھکے اور کہان گھر بنائینگے

عاشق سے کیا پردہ چھپیگا نہ راز دل
مین تاڑ جاؤنگا وہ جب آنکھین ملائینگے

بیمار تیرے نرگس بیمار کے یونہی
مر مر کے درد عشق کی لذت اوٹھائینگے

دل خانۂ خدا ہی بسو چین سے یہان
ایسے مکانمین تمکو مکین ہم بنائینگے

رنجیدہ کیون پھرا ہے تو قاصد جو ہو سو کہو
اونکو غرض ہے آئینگے ورنہ نہ آئینگے

عابد ہون پر خلاف عبادت ہین فعل سب
جنکا ہون امتی وہی جنت دلائینگے

دکھایا صبح منہہ پان کھا کے
ہوئی جب شام تو مسی لگا کے

کیا دیوانہ تو نے دلمین آکے
کہون یہہ بات اب مین کس سے جا کے

کہے جاتا ہے تو اپنی ہی ہر وقت
ذرا میری بھی سن بندے خدا کے

زبان سچی ہے کسکی کون جھوٹا
مجھی سے کہتے ہو مطلب سنا کے

یہان آئین ہے کچھہ ننگ کچھہ عار
وہ ملتا ہے تو گھر اپنے بلا کے

اشارون سے ادا کرتے ہے مطلب
عجب غمزے ہین اس دلربا کے

طبیعت صاف ہے غصہ نہین ہے
برا کہتا بھی ہے تو مسکرا کے

مرا ہی نامہ کیا مجھکو ملا ہے
دیا کیا جلد خط قاصد نے آ کے

ترا کیا کام تہا رندون مین ناصح
سلامت اب کہان جاتا ہے آ کے

یہہ عابد دوستی کا اوسکے ہے پہل
ملا ہے داغ بھی تو دل جلا کے

کوئی کافر کوئی مومن کیلئے
گھر بنائے تو نے کن کن کیلئے

ایک ہی ہو جائون بس مین اور تو
غیر ممکن کب ہے ممکن کیلئے

وحدت و کثرت کا جھگڑا ہے بڑا
مین ملا ہون اسمین ضامن کیلئے

ہو جو غایب اوسکو حاضر دیکھلین
فرض ہی یہہ اہل باطن کیلئے
غیر کے سایہ سے یارب تو بچا
وہ پری موزون نہین جن کیلئے
خوش رہین سلطانِ محبوب علی خلداللہ ملکہ (آمین)
مانگتے ہین ہم دعا ان سب کیلئے

گر جوانی ہین نہ عابد ترک مے
مقتضی ہے یہہ اسی سن کیلئے

اوسکے بوسے ہمنے تن تن کے لئے
کچھہ تو بیباکی ہو اس فن کے لئی
صاف کب ہوتا ہی دیکھا چاہیئے
کیا کرین ہم ہاے بدظن کے لئی
دور ہین وصلِ بت خود کام سے
ہمنے جینے کے لئی منکے لئی
مر کے بھی اوٹھون نہ اِس دہلیز سے
دے جگہہ تھوڑی سی مدفن کے لئی
وہ جتاتے ہین جو بلون اپنا عشق
کہدین قیمت کیا ہی فی من کے لئی
جامۂ عریان ہے کافی اے جنون
زیبِ عاشق ہے یہی تن کے لئی

آج عابدؔ کوچۂ دلدار مین
ہم جگہے دیکھین گے مدفن کے لئے

خلاف کہنے مین ہے کیا مزا کہو تو سہی
وہ قول مجھسے جو تہا کیا ہوا کہو تو سہی

وفا شعار ہون یا بیوفا کہو تو سہی
بہلا ہون یا مین بُرا تم ذرا کہو تو سہی

مسیح جانین گے تمکو اگر شفا ہوگی
ہمارے درد کی ہے کیا دوا کہو تو سہی

مین ایسے ویسونکا عاشق نہین قسم لیلو
ہے تم سا اور کوئی دوسرا کہو تو سہی

تمہین جو چاہا خطاوار ہو گیا بیشک
مرے یہہ جرم کی کیا ہے سزا کہو تو سہی

پلاکے مے مہِ رمضان مین یُون وہ کہتے ہین
یہہ روزہ کیون ہے قضا آپکا کہو تو سہی

جو دلمین دیتے ہو تم بد دُعا نہین پروا
زبان سے میرے لئے کچھہ دعا کہو تو سہی

وہ مے کا جام دکہا کر مجھے یہہ کہتے ہین
بنے ہو کب سے تم پارسا کہو تو سہی

بیان عیش بھی ہان نصف عیش ہی عابدؔ

شب وصال کا کچھہ ماجرا کہو تو سہی

غیر کرتے ہین ترے پاس شکایت میری
اونکو یہہ ڈر ہے کہ بڑھ جا نہ عزت میری

آرزو دل کی یہی اور ہے حسرت میری
اوسکے کوچہ مین الٰہی بنے تربت میری

یہہ حقیقت ہی حقیقت مین حقیقت میری
نہ یہہ گھر میرا نہ زر میرا نہ صورت میری

خود نمائی مین ہے مشغول ہر اک فرد بشر
کون سنتا ہے زمانے مین نصیحت میری

اے طبیبو نکرو فکر دوا میرے لئے
اب سنورتی ہے کہین بگڑی طبیعت میری

اپنے مطلب کی کہا کرتا ہی ہر کوئی وہان
ذکر میرا نہین آتا کبھی قسمت میری

بتکدہ کو مین چلا چھوڑ کے راہ کعبہ
اب خدا جانے یہہ کیون بدلی ہی نیت میری

نام لیلی کا کہان ہوگیا مجنون ماضی
ذکر ہر جا یہہ ہے تیرا تو حکایت میری

کفر و اسلام بد و نیک شب و روز ہین ایک
ایسی دنیا مین نہین جیسی ہے غفلت میری

تو بڑی بات سمجھتا ہے اے عابد

مختصر شہ کی توجہہ یہ ہے نوبت میری

مجھسے وہ پوچھتے ہین آج یہہ حالت کیسی
باتون باتون مین بگڑتی ہے طبیعت کیسی

بات بھی تو نہین کرتے وہ کدورت کیسی
نامِ اُلفت سے وہ ڈرتے ہین محبت کیسی

وصل سے شاد عدو ہمکو ہے دیدار حرام
ہمسے نفرت ہی تو غیرون سے محبت کیسی

ہمکو کیا حق ہے وہ بخشے کہ نہ بخشے ہمکو
ہم ہین مجبور وہ مختار ہے حسرت کیسی

آج کل دہر مین ہے اوج پہ حرمت کا عروج
جانتا ہی نہین کوئی کہ ہے حلت کیسی

ترے مہجور ترے ہجر مین یہہ کہتے ہین
یہہ قیامت جو نہین اور قیامت کیسی

آپ آتے ہی یہہ کہتے ہین کہ ہم جاتے ہین
بیٹھہ بھی جاؤ مری جان یہہ عجلت کیسی

امتیاز اب نہ رہا تیری محبت مین مجھے
نام عزت کا ہے کیا اور ہے ذلت کیسی

آج کچھہ نشہ کیا حضرتِ واعظ نے ضرور
ورنہ پھر اونکی زبانمین ہے یہہ لُکنت کیسی

غیر کیا کچھہ نکیا اوسکو برا کچھہ نہ کہا
مجھسے ہی کرتے ہو تم میری شکایت کیسی

آج میخانہ مین کیسے نکل آئے عابد
آپ اور آپکو میخوارونکی صحبت کیسی

اون کو دل کی خبر نہو جائے
کہین غصہ ادہر نہ ہو جائے

یہی ہوگا سکوت کا باعث
باتون باتون مین شر نہو جائے

صرف ہوتا ہے وان سہاگ کا عطر
بیسے تولہ اگر نہو جائے

گہورتے ہین وہ عاشقونکی طرف
تیر اونکی نظر نہو جائے

نہین دیتے وہ اسلئے تصویر
عشق کا کچہہ اثر نہو جائے

نقشہ بے مثل حسن ہے یکتا
حور وہ سیمبر نہو جائے

رہنے دے مشت خاک عاشق کی
اے صبا در بدر نہو جائے

گہر یہہ اللہ کا ہے اے عابد
کہین مسجد ہی گہر نہ ہو جائے

آج مدت مین مرے جان مرے گھر آئے
یہہ تو کہئے کہ کدھر راہ بھٹکر آئے

یون تو دریا مری آنکھون سے بہا کرتے ہین
دیکھئے کب وہ کسی روز سمندر آئے

ولے قسمت جو لکھی ہے مٹے نمائے ابرو
ذبح کرنے وہ مجھے کھینچ کے خنجر آئے

تھے سر بادہ پریشان ہی کئے گیسو اپنے
جو تصور دل بیتاب کے اندر آئے

آج پہلو مین خلش نو بطلب ہے یارب
ہم کہان چھوڑ کے اپنا دلِ مضطر آئے

مجھسے جب ملتے ہین تو میری تسلی کیلئے
کہتے ہین وہ بخدا یاد تم اکثر آئے

امتحان لیکے وفادار مجھے کہتے ہین
شکر کی جا ہے کہ مدت مین وہ راہ پر آئے

جذبۂ شوق مین جس سے پہ نظر میری پڑی
بخدا آپ نظر مجکو برابر آئے

کہتے ہین حضرتِ ناصح بکرو عشق بتان
واہ میرے لئے کیا خوب یہ رہبر آئے

عابدا عارف باللہ بصد صولت وجاہ
ہوکے دریائے حقیقت کے شناور آئے

حسرت نہی ہے تو ارمان سے نہئے
کرتا ہون وصل کے سامان سے نہئے

جھوٹی قسم کو آپکی پہچانتا ہون مین
کس کام کے ہین وعدہ و پیمان سے نہئے

باتین نہی ہین آپکی ہوگا یہی سبب
آتے ہین انجمن مین جو انسان سے نہئے

منظور تمکو ہے مین نہ آؤن تمہارے پاس
اسواسطے بدلتے ہو دربان سے نہئے

ظاہر ہے پردہ اور چلن سے ہے تاک جھانک
دیکھے تمہارے غمزے مری جان سے نہئے

عارض کا بوسہ ایک دو اور لب کا دوسرا
ہو جائین مجھپہ آپکے احسان سے نہئے

لیلی کی راہ پوچھلو مجنون سے عاشقو
دیکھے ہین اسنے پھر کے بیابان سے نہئے

وہ پوچھتے ہین وصل کی شب مجھسے کیا کہون
کیا کیا گمان تھے شب ہجران سے نہئے

یہہ باتین راز کی ہین مرے سمجھینگے اہل دل
کیا جانتے ہین انکو سخندان سے نہئے

عابد یہہ عشق یار مین کیا ہوگیا تجھے
کرتا ہے چاک روز گریبان سے نہئے

عشق مین بدلے ہین اطوار یہہ دیوانیکے
دشمن اپنے کے تو ہم دوست ہین بیگانیکے

آنے جانیسے ترے کچھہ نہین مطلب قاصد
کاش سامان کرین خود وہ یہان آنیکے

دوستی مینے جتائی تو کہا غصہ سے
تو خطاوار ہے قابل ہے سزا پانیکے

اتنا کیون بہولے ہمین یہہ بھی ہماری قسمت
اے مسبب ہون سبب ہم اونہین یاد آنیکے

ایک بات ایسی کہی مینے وہ ہنسکر بولے
ڈھنگ اچھے ہین سمجھہ والونکے سمجھانیکے

کیا یہہ جائینگی جوانیکی امنگین بیکار
نہ یہہ دن ہین نہ یہہ سن ہین ترے ترسانیکے

ذکر جبتک وہ مرا سن لین نہین چین نہین
اونکی محفل مین ہین چرچے مرے افسانیکے

عابدو خلد مبارک ہو بسو چین سے تم
ہم تو ساکن ہین ہمیشہ ہی سے ویرانیکے

ایک مدت سے ہین مشتاق وہ گھر جانیکے
منتظر ہین جو ترے ذکر مین مرجانیکے

وعدۂ وصل کا کس طرح یقین ہو ہمکو
تم تو عادی ہو ہمیشہ سے مکر جانیکے

دل مرا صاف حرم پاک ہی کاشی بھی قریب
صاف کہدیتے ارادے ہین کدہر جانیکے

حالت خوف بھی ہے قاتلِ جانِ عاشق
دل و جان سے مین تصدق ترے ڈر جانیکے

زندگی اپنی اسی حال مین گذری غالب
زندہ جبتک تھے رہے خوف مین مرجانیکے

گھڑی ساعت ہے اب میری شفا کی
مسیحا بنکے قاتل نے دوا کی

ادائین طرز ہے پنہان قضا کی
عجب حالت ہے یہان خوف و رجا کی

کہین بت بنگئے بت گر کہین ہو
خبر رکھتے ہین ہم بھی جا بجا کی

پڑی جب آنکھہ میری تو وہ بولے
یہہ گستاخی تو دیکھو بے حیا کی

اوسی کے نور سے ہے ماہ روشن
ضیا چمکی ہے اسمین مہ لقا کی

قیامت ہین تری ترچھی نگاہین
جدہر دیکھا ادہر شورش بپا کی

نہ تو زاہد نہ تو عالم ہے عامل
فقط باتین ہین سب تیری ریا کی

معافی حق کے حق کی حق کرے گا
ہو علت دور کیونکر ارتشا کی

سنوں عابد کی بھی مین رند کی بھی
کہین سب اپنے اپنے مدعا کی

مجھے امید تھی جس سے وفا کی
اوسی ظالم نے پہر مجھسے دغا کی

مرے دلمین ہے قدرت کبریا کی
مرے دلمین ہے صورت مصطفی کی

کوئی باعث بھی مجھہ سی روٹھہ نیکا
خطا کچھہ تو کہو مجھہ بے خطا کی

غضب مین جان آئی دل لگا کر
گھڑی کب آئیگی یارب قضا کی

مری اونکی ہین باتین دل ہی دلمین
خبر ہے آشنا کو آشنا کی

ہزارون مبتلا ہین شیفتہ ہین
عجب بانکی ادا ہے دلربا کی

تری فرقت مین ہے بیچین عابد
قسم کہا کر وہ کہتا ہے خدا کی

جو بات ہی فضول ہی اس خود فروش کی
واعظ سی کچھہ نہ پوچھئے جوش و خروش کی

آتا ہے کسکی بزم سے ظالم اُٹھا ہوا
طرز روش ہی آج تری بادہ نوش کی

اے محتسب خطا نہین اسمین ذرا مری
اوسنے پلائی ہات سی تو مین نے نوش کی

بے ہوشیون سے کام ہی مستی سے ہے غرض
کیفیتین ہین بادۂ وحدت کے جوش کی

مجکو نزول رحمت باری کی ہے امید
حاجت ہے مری قبر پہ کیا قبر پوش کی

لے نقد ہوش ہوش ربا دی مجھے شراب
منت مین کر رہا ہون ہی میفروش کی

عابد ہون یا کہ رند ہون راضی رضا پہ ہون
ناصح کو کیا خبر ہے مرے عیب پوش کی

خود مینے بوسے خنجر جلاد کے لئے
اب منہ نہین رہا مرا فریاد کے لئے

قاصد سی ہمکو کام نہ خط و پیام سے
یہہ دم کا آنا جانا ہے بس یاد کے لئے

دل میرا خود بخود ہے گرفتار دام حسن
حاجت نہین ہے دام کی صیاد کے لئے

کچھ ہست و نیست وصل کے وعدہ پہ کیجئے
مین منتظر ہون آپکے ارشاد کیلئے

زیور لباس زینت و آرائش اے صنم
ہے کیا ضرور حسن خدا داد کیلئے

پوچھو نہ مجھسے کوئی مری بیخودیکا حال
دیتا ہون جان اک ستم ایجاد کیلئے

کی ہے دعا جو مین نے اوسیکا ہے سب اثر
تجویز شاہ کی جو ہوئی شاد کیلئے

عابد سے مینے سیکھے ہین الفت کے سب طریق
شاگرد بھی رشید ہو اوستاد کیلئے

عاشقون کو عشق مین کیا چاہیئے
لوٹنا رونا تڑپنا چاہیئے

یار روٹھا ہے منایا چاہیئے
خانۂ دل مین بٹھانا چاہیئے

دل نہ دنیا سے لگانا چاہیئے
دہر فانی سے کنارا چاہیئے

غیر سے ملنا تم اپنا چھوڑ دو
جو کہون مین یاد رکھنا چاہیئے

اونکے دل کو بھی کہین دھوکا نہو
حضرت دل یون نہ رونا چاہیئے

ظاہر و باطن ہمارا ایک ہے
عشق مین ڈھوکا نہ دینا چاہیئے
لوح خاطر پر تسلی کے لئے
عکس اک اوس بت کا لینا چاہیئے
چاہیئے جنت نہ فردوس برین
اوسکے کوچہ مین ٹھکانا چاہیئے
ہو کا بندہ ہون خدا درکار ہے
قطرہ پانی کا ہون دریا چاہیئے

محفل رندان مین عابد چپ رہو
تمکو کچھہ منہہ سے نکہنا چاہیئے

لگا بیٹھا ہون لو اپنے صنم سے
مجھے کیا کام ہے دنیا کے غم سے
کسی دن بھی نہ پوچھا حال تونے
محبت سے مروت سے کرم سے
ترا وصف کمر کرتا ہون دن رات
مجھے فرصت نہین ذکر عدم سے
خدا سے ڈر خدا کو مان اے شوخ
تجھے کیا فائدہ جھوٹی قسم سے
یہی تعظیم ہے عاشق کی افسوس
جو ٹھکراتے ہو سر میرا قدم سے

مین لکھنی چاہتا ہون بات کچھہ اور
ادا ہوتی ہے کچھہ میرے قلم سے

جو خوگر ہین ترے ظلم و ستم کے
ندیکھیگا کسیکو بڑہکے ہم سے

بہر صورت رہے مجھہ پر ترا لطف
نہین مطلب مجھے کچھہ بیش و کم سے

تہ و بالا زمانہ ہوگیا ہے
اُٹھا تو ہات اب ظلم و ستم سے

مین فدوی ہون شہ آصف خلد اللہ ملکہ کا دل سے
مجھے کیا کام ہے دارا و جم سے

جمال یار کی توصیف عابد
کرین ہم کیا نہ پوچھین آپ ہم سے

مرے دلمین ہی مین پوچھون اُنہین سے
ملوگے کب کبھو تم اس حزین سے

غرض ہے کسکو فردوس برین سے
امیدین خواہشین سب ہین تمہین سے

پسا جاتا ہے در پردہ مرا دل
لڑی ہے آنکھہ اک پردہ نشین سے

کھڑے ہین بام پر وہ بے تکلف
مین اونکو دیکھتا ہون دوربین سے

یہہ کہنا اوس سے جو تجکو نجانے
یہہ باتین ناصحِ نادان ہمین سے

ترے انکار مین ہے طرز اقرار
نہین ہے مجکو اندیشہ نہین سے

خیالِ یار مین کیون بدگمان ہو
ملین جا کر کہین اہلِ یقین سے

محلے مین اوسیکے گہر بنائین
یہی بہتر ہے سب روئے زمین سے

بنایا خوبصورت زشت خو کو
گلا مجکو ہے صورت آفرین سے

حرم خالی ہے بالکل دیر ویران
نکالو ڈہونڈکر اوسکو کہین سے

بنا عابد سے عاشق اللہ اللہ
رہا اب کام کیا دنیا و دین سے

کہون کیا حال مین اوس بدگمان سے
ادا ہوتا نہین میری زبان سے

بگڑ کر کیون چلے میرے مکان سے
قصور ایسا ہوا کیا میزبان سے

بیان کردون اگر دلکی زبان سے
ابہی واقف ہون سب رازِ نہان سے

بڑے بے رحم ہو سفاک ہو تم
ہوا معلوم مجکو امتحان سے

تری ہی ذات ہے دونون جہان مین
ہوا ثابت مجھے تیرے بیان سے

یکایک غیر کا آنا ترے ساتھ
یہہ کیا کچھ کم ہے مرگ ناگہان سے

یہان آؤ تو مانونگا مین احسان
وہان کیون جا کے الجھون پاسبان سے

مجھے ہے تیری یکتائی کا دعوی
ترا ثانی کرون پیدا کہان سے

دعا دیتے ہے ولی نعمت کو استاد
ملی ہے آپ کو جاگیر یان سے

قرار اسکو ثبات اسکو نہین ہے
نہ دل عابد لگانا اس جہان سے

تری رحمت کا جب دم ابر برسے
تو پھر کیونکر کوئی پانی کو ترسے

دُر نایاب تھا اک ایک آنسو
گرے جب اشک میری چشم تر سے

وہ تو مژدہ سنا قاصد مجھے آج
کہ ہو دل کو تسلی جس خبر سے

الٰہی خیر وہ کیون دیکہتے ہین
غضب سے قہر سے تیڑہی نظر سے

جو دل مین ہے وہی مضمون ہے خط مین
عبارت دوسری لاؤن کدہر سے

عجب کچہہ شوق ہے کوے صنم کا
کہ مین رہتا ہون آگے ادہر سے

ملے ہین داغ دل داغ جگر دو
ثمر مجکو محبت کے شجر سے

ہوے یانتک ہم اوس کے عشق مین گم
ہوے ہین بیخبر اپنی خبر سے

مقدر جب بگڑتا ہے تو منعم
نہ نکلے کام کچہہ بہی سیم وزر سے

شب فرقت لگی رہتی ہین آنکہین
کبہی چہت سے کبہی دیوار و در سے

لیا جب نقد دل جب وصل ٹہرا
تجہے ہے شوق ظالم سیم وزر سے

ذرا دیکہو تو حالت عاشقون کی
ذرا نکلو تو باہر اپنے گہر سے

وہ خود آتے ہین میرے گہر مین ہر روز
نہین مطلب مجہے اب نامہ بر سے

نہ واعظ اب ڈرا مجکو مرا دل
مبرا ہو چکا خوف و خطر سے

اگر آجاے میخانہ مین زاہد اتارین رند عمامہ کو سر سے

اثر عابد اب اوسکے دلپہ ہوگا
لکھا ہے حال دل خون جگر سے

آنے لگے وہ گھر مین ہمارے کئی دن سے
کچھ اوج پہ ہین اپنے ستارے کئی دن سے
کس روز ٹھہرتی ہے ملاقات کی دیکھین
ہوتے تو ہین اب اون سے اشارے کئی دن سے
اسلام سے منہہ پھیر کے ہم عشق بتان مین
کعبہ سے ہین کاشی کو سدھارے کئی دن سے
حالت یہہ مری فرقت جانان مین ہوی ہے
راتون کو گنا کرتا ہون تارے کئی دن سے

اب دشت جنون کا مین بنا وحشی کامل
مانوس جو ہین مجھہ سے چکارے کئی دن سے
پریان تو کہ ہر حور تو ہو جائے مقابل
رہتے ہین وہ اپنے کو سنوارے کئی دن سے
عشاق کے سر کاٹ کے میدان مین شب روز
وہ کھیلتے ہین گیند ہزارے کئی دن سے
وان غیر کے سر مین وہ کیا کرتے ہین کنگھی
یان جلتے ہین سر پر مرے آرے کئی دن سے
اے دیدۂ گریان تو یہین سیر دکھا دے
جاتے ہین وہ دریا کے کنارے کئی دن سے
عابد کو نہ اب حور کی خواہش نہ پری کی

دیکھے ہین جو انداز تمہارے کئی دن سے

لگایا جس سے دل ہمنے ہوا وہ بیوفا ہم سے
گھلے جاتے ہین ہم آٹھون پہر یارب اسی غم سے

سکندر آئینہ گر تہا مرا دل خود ہے آئینہ
یہی آئینہ صورت آشنا ہے سارے عالم سے

یہہ ہٹ اچھی نہین ظالم نہ جا محفل سے تو اُٹھکر
منور ہے یہہ سب کچھہ بزم عشرت اک ترے دم سے

اشارون سے ترے طوف حرم حاصل نہو کیونکر
خم ابرو ترا ہم رتبہ ہے محراب کی خم سے

یہہ زخمی ہے کسی تیغ ادا کا تو نہین واقف
یہہ زخم دل نہ اچھا ہوگا اے جراح مرہم سے

ندیکھو تم مری جانب غضب انگیز آنکھون سے
نگاہ چشم خشم آلود ہرگز کم نہین سم سے
کسی کی یاد سے رونا ہے عابلا راتدن مجکو
دکھائی کچھہ نہین دیتا ہے ابتو چشم پرنم سے

کیا مدہوش مجکو تونے ساقی ایک ساغر سے
کرون گا کل مین کوثر پر تری تعریف داور سے
زمانے سے نہ شکوہ ہے نہ گردون سی شکایت ہے
اگر کچھہ ہے تو ہے مجکو گلہ اپنے مقدر سے
رہونگا آپ مین مسکن بنا کر کوئے جانان مین
نہ قاصد کی خوشامد ہے نہ مطلب ہے کبوتر سے
یہان ہم دیکھتے ہین اپنے دل مین جلوہ جانان

وہان بس باز آئے وعدۂ دیدار محشر سے
یہہ گہر بیٹھے ہی جھگڑا عبد و رب کا کر رہا ہے کیون
نکل کر دیکھہ تو عابد کہین باہر ذرا گہر سے

مار ڈالو ابروے خمدار سے
کیون ڈراتے ہو ہمین تلوار سے

یاد ہے یہہ کس غمزہ کے رات دن
چبھہ رہے ہین میرے دل مین خار سے

جان نثار دنکی نہین ہے کچھہ قدر
ہے محبت آپکو اغیار سے

چال تیری حشر سے کچھہ کم نہین
فتنے اُٹھتے ہین تری رفتار سے

اک بت کافر پہ ہین جب سے فدا
عشق ہمکو ہو گیا زنّار سے

عابد اب ایسا نہین محسن کوئی
مجھکو ملوادے جو میرے یار سے

دل نادان پہر اوسپہ آیا ہے
بارہا جسکو آزمایا ہے

پہر غضب سے وہ مجکو دیکہتے ہین
وقت پہر امتحان کا آیا ہے

خون تہکواوگے ہزارون سے
آج کیا تمنے پان کہایا ہے

کہے دیتی ہے نامہ بر کی خوشی
کچہہ وہان سے جواب لایا ہے

پاؤن پر اونکے رکہدیا ہے سر
وصل مین اس طرح منایا ہے

کیون بگڑتے ہو بات بات پہ تم
غیر نے تمکو کیا سکہایا ہے

اپنے دشمن سے مین یہہ کہتا ہون
تو یہہ قسمت کہان سے لایا ہے

تمکو دکہا کرونگا آکے رہو
مرے دل کا یہی کرایا ہے

ہم مرین اونپہ اور وہ غیرون پر
یہہ نیا ماجرا خدایا ہے

مجکو پروا نہین ہے کچہہ عابد
مرے سر پر خدا کا سایا ہے

حال دل اپنا کہون کیا مفتری کے سامنے
افترا کرتا ہے مجہپر ہر کسی کے سامنے

لے تو بیٹھا ہوں سر بازار پر سنبھلکے ہی
دل کی قیمت کیا کہوں میں مشتری کے سامنے

باغ میں اوس غنچہ لب کی جب مجھے آئی ہی یاد
ہوگیا ہوں دل گرفتہ ہر کلی کے سامنے

ہیں حسینان جہان جو دلربا و دلستان
گرد ہو جاتے ہیں تیری دلبری کے سامنے

دھیان بدنامی کا رہتا ہی نہ رسوائی کا کچھہ
سوجھتی ہی کچھہ نہیں ہے دل لگی کے سامنے

کیوں مرا جاتا ہی عابد جا کے کر تو عرض حال
خلد اللہ ملکہ
شاہ آصف جاہ محبوب علی کے سامنے

فدا تم پہ ہیں میری جان کیسے کیسے
حسین ماہ رو دل ستان کیسے کیسے

بھلا کیوں نہ چاہینگے وہ مجکو دل سے
دئے ہمنے بھی امتحان کیسے کیسے

وہی آج ویران مقتل پڑا ہے
تڑپتے تھے کل نیم جان کیسے کیسے

ترے زلف و گیسو کے دیوانہ بنکر
پڑے پھرتے ہیں نوجوان کیسے کیسے

کبھی جان دینگے کبھی دل تجھے ہم
کہ تحفہ ہیں یہہ ارمغان کیسے کیسے

گذر کس طرح ہو مرا ہاے وان تک
ترے در پہ ہین پاسبان کیسے کیسے

کہون کس سے جوش جوانی مین عابد
ملین ہین مجھے دلستان کیسے کیسے

رسول اللہ کو ہم مظہر ذات خدا سمجھے
بجا سمجھے بجا سمجھے بجا سمجھے بجا سمجھے
نہ سمجھے جھوٹ اسکو حق مین ہون کھتا تو کہا ہم کر
وہی سمجھے خدا کو جو رازِ مصطفی سمجھے
ابھی تو ابتدا ہی ابتدا ہے اپنے الفت کی
بہت خوش تھے کہ ہم سرِ خفی کو انتہا سمجھے
نہ کیون کر اوسکے سایہ مین بھلا ہم پرورش پائین
کہ جب ہم شاہ آصف جاہ خلد اللہ ملکہ کو ظلِ خدا سمجھے

بجز حق کے نکر دنیا و دین کی جستجو ہرگز
وہی اچھے رہے عابد جو ان دونون کو لا سمجھے

کوئی مبتلاے ادا ہو رہا ہے
کوئی اوسپہ دل سے فدا ہو رہا ہے
چھپایا تھا جو مدتون رازِ الفت
وہی ذکر اب برملا ہو رہا ہے

خطا کیا ہے میری بتاؤ تو صاحب
یہہ بوجہہ کیون افزا ہو رہا ہے

کچھہ ایسا ہے کوچہ شہ حسن تیرا
یہان بادشہ ہر گدا ہو رہا ہے

وہ ہون آج قسمت پہ اپنے مین نازان
وہ نا آشنا آشنا ہو رہا ہے

ہوا اسقدر جوش فیض معین اب
مکدر دل اپنا صفا ہو رہا ہے

جلا دل کو عابد کے صولت نے دی ہے
کہ صیقل جو یہہ آئینہ ہو رہا ہے

کوئی آپ پر مبتلا ہو رہا ہے
ذرا دیکھئے تو یہہ کیا ہو رہا ہے

یہہ بنیاد ہر دو جہان کا ہے مظہر
خدا خود یہان مصطفے ہو رہا ہے

برہمن سے تو بہر بت لڑ نہ زاہد
یہہ سب کچھہ ظہور خدا ہو رہا ہے

قیامت مین بھی وہ اٹھاتے ہین فتنے
یہہ محشر مین محشر بپا ہو رہا ہے

مرے دل مین ہے جو تصور بتون کا
یہہ کعبہ بھی اب بتکدا ہو رہا ہے

وہ ہنستے ہین غیرون سے میرے ہی آگے
ستم آنکھون دیکھے بپا ہو رہا ہے

نہ ناصح کا طالب نہ عابد کی خواہش
سخن پر ترے اکتفا ہو رہا ہے

یونہین کبتک ترے ہی فرقت مین پریشان رہے
اپنے عاشق پہ کچھہ الطاف میری جان رہے

تن مین جبتک کہ مری جان مری جان رہے
مجھکو ہر وقت تری دید کا ارمان رہے

کیا ہی دہر مین گر صورت انسان رہے
یہہ حقیقت مین یہہ حیوان کے حیوان رہے

یون بکا ایک جو فدا ہے دل نادان اوپر
کچھہ مرا دہیان بھی تجھکو دل نادان رہے

یہہ بجا نا کہ کوئی دل سے فدا ہے ہمپر
اپنے عاشق سے مری جان تم انجان رہے

اوسی انسان کی وقعت ہے جہان مین اکثر
جسکو عزت رہے اور آن رہے شان رہے

ہمکو اور آنکھہ اوٹھا کر کوئی دشمن دیکھے
اوسکی محفل مین ہم عزت سے بصد شان رہے

مصحف روئے نگارین کے تصور مین ترے
ہم بھی برسون ہی مگر حافظ قران رہے

نہی و امر کو عابد نے نہ جانا صولت
ہم ازل سے بخدا تابع فرمان رہے

اک بوسہ ہمین دیجئے رخسار کا اپنے
اک پھول عطا کیجئے گلزار کا اپنے

مونس ہے مرا کوئی نہ غمخوار ہے کوئی
مین کس سے کہون حال دل زار کا اپنے

راحت ہے گلشن مین نہ صحرا مین ہے چین
ہے ڈھنگ نرالا دل بیمار کا اپنے

یان روز گذرتی ہے قیامت مرے دل پر
کیون وعدہ کیا حشر پہ دیدار کا اپنے

جس شے پہ پڑی اپنی نظر دیکھ رہے ہین
جلوہ ہے ہر اک رنگ مین دلدار کا اپنے

جو شخص وہی عکس نمودار یہان ہے
ثانی تو نہین پائین گے ہم یار کا اپنے

عابدا یہہ کسی شوخ ستمگر پہ فدا ہے
کیا حال کہون مین دل بیمار کا اپنے

غنچۂ دل کھلا دیا کس نے
مجھکو خندان بنا دیا کس نے

جلوہ اپنا دکہا دیا کس نے
مجہکو شیدا بنا دیا کس نے

منہہ دکہا کر چہپا لیا کس نے
مجہکو بیہوش کر دیا کس نے

اوسکی محفل سے یک بیک مجہکو
فکر یہہ ہے اوٹہا دیا کس نے

ظالم و بیوفا ستمگر شوخ
تجہکو ایسا بنا دیا کس نے

ہے تمہاری تو یاد شام و سحر
تمکو دل سے بُہلا دیا کس نے

ٹہوکرین مار کر سرِ مرقد
مجہکو عیسے جِلا دیا کس نے

یون جو مخمور و مست ہون دن رات
مجہکو ایسی پلا دیا کس نے

موہنہ پہ آنے کو شرم کرتے تہے
موہنہ سے موہنہ اب ملا دیا کس نے

مر گئے لاکہون قتلِ عام ہوا
اپنا ابرو ہلا دیا کس نے

مجہکو دیوانہ کر دیا ہے ہے
ایسی صورت دکہا دیا کس نے

مجہہ جفا کش کو اوس ستمگر سے
یہہ تعلق لگا دیا کس نے

گر نہین ہے وہ آئینہ رخسار
میرے دل کو جلا دیا کس نے

یون تو عاشق بہت ہین عابد خام
تجھکو پختہ بنا دیا کس نے

رہے شب مین صاحب کہان آتے آتے
مرے گھر مین تم میہمان آتے آتے

نہ آہین نکلتی ہین دل سے نہ نالے
کہان ہو گئے یہہ نہان آتے آتے

گئے جانب غیر کترا کے رستہ
یہہ کیا اونکو سوجھی یہان آتے آتے

بہلا تہا وہ چھپکر ہی آنا تمہارا
کیا تمنے رسوا عیان آتے آتے

خبر تھی مرے گھر مین آنیکی اونکے
گئے پھر کہان میہمان آتے آتے

کہون کیا مین عابد کہ ہنگام وعدہ
رکی اونکے ہونٹون پہ ہان آتے آتے

چڑہے ہین شیشے شراب خانیکے
دن ہین یہہ توبہ آزمانیکے

دور مین میرے ذکر مجنون کیا
جہوٹے قصہ ہین اوس زمانیکے

طوف کعبہ کیا کرین زاہد
ہم ہین قربان اوس آستانیکے

مانگ کر بوسہ مین ہوا مجرم
آدمی آگئے ہین ٹہانیکے

تیر دلبر لگاکے اوسنے کہا
تم نہ تھے قایل اس نشانیکے

چین ملنا ہے ہمکو اب دشوار
تم جو عادی ہوے ستانیکے

اونکو ہم مانتے ہین اے عابد
آدمی جتنے ہین ٹہکانے کے

کیا اپنا سخن قطعہ الماس نہین ہے
اے جوہری آنکہہ اسکی تیرے پاس نہین ہے

یہہ جان چکے ہین کہ شفا اسکو نہوگی
ہمکو مرض دل کی دوا راس نہین ہے

گل سونگہے بہت ہمنے گلستان جہانکے
اوس غیرت گلزار کی بو باس نہین ہے

ہمنے جو کیا منتخب اوس بت کو جہان مین
ایمان کی یہہ بات ہے وسواس نہین ہے

اے منعم زر دار نکر چشم حقارت
دل میرا غنی ہے آفلاس نہین ہے
دل نے میری قندیل سی ہے روشنی دکھی
جلتا ہے یہان خون جگر گیاس نہین ہے
سنتا ہون کہ وہ آئینگے کل بہر عیادت
دم بہر بھی تو جینے کی مجھے آس نہین ہے
مرنیکی خوشی سے ہے مجھے اے رشک مسیحا
پھولا ہے خوشی سے یہہ دل آماس نہین ہے
یون لب جو مرے خشک ہین ہے عشق کی گرمی
پیاسا ہون ترا ور مجھے پیاس نہین ہے

عابد کو ہے امید ترے فضل و کرم کی
یہہ آس ہی بس اور کوئی آس نہین ہے

ہوے آشنا گنج اسرار کے
بنے یار ہر یار و اغیار کے
مزے ہین ہمین دشت و گلزار کے
کہین دوست گل کے کہین خار کے
مسلمان رخ زلف ہندو ہوے
شب و روز ہین جلوہ یہہ یار کے
نہین خواہش خلد کچہ واعظو
کہ ساکن ہین ہم کوچہ یار کے

کیا کرتے تھے جنسی ہم تاک جھانک
وہ روزن ہوئے بند دیوار کے

کیا کسقدر تمنے افشاء راز
سزاوار عابد ہو تم دار کے

ہمین دیدار حاصل ہر گھڑی ہے
تری تصویر آنکھو مین کھڑی ہے

لڑی موتی کی نیلم مین جڑی ہے
نہ دندان جو یہ لب پر دھڑی ہے

اگر دام شکار دل نہین ہے
یہ چوٹی کسلئے پیچھے پڑی ہے

دکھاتے ہین وہ برہم ہوا آنکھین
اجل گویا مرے سر پر کھڑی ہے

مرے رونے پہ وہ کہتے ہین ہنسکر
برستی ایک ساون کی جھڑی ہے

مین بیزار اس جہان سے اسلئے ہون
یہہ دنیا کا تماشا اک گھڑی ہے

مسخر کرلیا ہے جس کو دیکھا
ترا تعویذ جوگی کی جڑی ہے

در دندان کے عابد ہین جو اوصاف

ترا ہر شعر موتی کی لڑی ہے

مصروف غمزہ جو نگہ فتنہ گر ہوئی
آمادہ کسکے قتل پہ تیری نظر ہوئی

جب شب کو بام پہ وہ پری جلوہ گر ہوئی
شرم و حیا سے دور ضیاء قمر ہوئی

جب سے جدا ہوا ہون مین تجھ سے ہر ایک شب
تیری ہی یاد مین مری اکثر سحر ہوئی

عاشق جگر برشتہ سہی خستہ دل سہی
کیون اوسکی نقل گھر مین ترے رات بھر ہوئی

اب فخر ہمکو ہوگا زمانے مین دیکھنا
اہل وفا کی قدر انہین بیشتر ہوئی

اچھی ہے جگنے نکالی ہی پردے کی تاک کر
دل مین مرے وہ رشک پری جلوہ گر ہوئی

اب کے ن کون تیرے ہوے ہین مقتول دیکھئے
تلوار مرے یار کی زیب کمر ہوئی

کس طرح سے تڑپتے ہین کیسے ہین داغ داغ
کچھ عاشقون کے دلکی تجھے بھی خبر ہوئی

روتا ہون تیرے ہجر مین اے شوخ مین مدام
میرے لئے بھی تیری کبھی چشم تر ہوئی

دل کے بھی پار اور کلیجا بھی چھید گیا
برچھی ہمارے حق مین تمہاری نظر ہوئی

ٹھوکر بھی تیری آکے نہین سر نوشت مین
میری جبین اگرچہ ترا سنگ در ہوئی

مارا ہے سیکڑون کو تو بسمل کئے ہزار
تیری نگاہ تیر ستمگر جدہر ہوئی

کس طرح وعدہ پہ ترے ہو ہمکو اعتبار
اک بات بھی کبھی نہ تری معتبر ہوئی

افسوس وان اثر نہوا اونکے دلمین کچھ
یان رات میری آہ و فغان مین بسر ہوئی

عابد کو کہتے سنتے زمانہ گذر گیا
تسکین قاصدون سے نہ اوسکو مگر ہوئی

ہر لب پہ ہے گفتگو تمہاری
ہر دل مین ہے آرزو تمہاری

دندان ہین گہر کشیدہ ابرو
دونون سے ہے آبرو تمہاری

گلزار جہان کے گل ہین جتنے
ہر اک مین بسی ہے بو تمہاری

جو ڈھونڈے تمہین وہ آپ گم ہو
کیا خوب ہے جستجو تمہاری

یہہ ہو گئی ہے ہر کسیکو مرغوب

عابد جو ہے نیک خو تمہاری

سنا کرتے ہیں ہم کہانی تمہاری ۔ یہی یاد رہتی ہے جانی تمہاری
بڑی جوش پر ہے جوانی تمہاری ۔ جو ہو وصل ہو مہربانی تمہاری
اگر داد ملجائے مجکو وفا کی ۔ مری آبرو قدردانی تمہاری
ہزارون حسینونکو دیکھا ہے ہمنے ۔ الگ سب سے ہے طرز جانی تمہاری
مجھے اپنا عاشق بنا تو چکے ہو ۔ یہ کس سے ہے پھر لنترانی تمہاری
نہ شیرین کا قصہ نہ لیلیٰ کا ہی ذکر ۔ یہان ہوتی ہے قصہ خوانی تمہاری
پتا ہی نہین ہے دہان و کمر کا ۔ شبیہ آکے کیا کھینچے مانی تمہاری
کبھی آؤ گھر مین ہمارے بھی صاحب ۔ کرین ہم بھی تو میہمانی تمہاری
تمہارا ہی دم بھر رہا ہون ہمیشہ ۔ میری نسبت سے ہے زندگانی تمہاری
یہی رتبہ وانکا ہی آگے تمہارے ۔ کہ حورین کرین پاسبانی تمہاری

ہزار امتحان ہوچکے ہین ہمارے
یہہ جاتی نہین بدگمانی تمہاری

امیری فقیری مین گو ضد ہے عابد
یہی طرز ہے خاندانی تمہاری

وہ کافر مسلمان ہوا چاہتا ہے
جدا دین و ایمان ہوا چاہتا ہے

ترے پرتو رخ سے ہر ایک ذرہ
مگر مہر تابان ہوا چاہتا ہے

جو زیر و زبر پڑھکے ناظر بنا ہے
رخ اپنا ہی قرآن ہوا چاہتا ہے

ہر اک جا رہا ہے جو خلد برین کو
جہان سب ویران ہوا چاہتا ہے

انا الحق کا دعوے جو بندیکو ہے اب
خدائیکا سامان ہوا چاہتا ہے

حقایق کے اشعار لکھتا ہے عابد
تصوف کا دیوان ہوا چاہتا ہے

ذکر و تسبیح پر یہہ نخوت ہے
شیخ صاحب کی کیا عبادت ہے

نور اوسکا ہے تیری رگ رگ مین
دلکی بستی مین کیون یہ کثرت ہے

جسنے تجکو بنایا اے زاہد
رند بھی تو اوسیکی صنعت ہے

بیخودِ شوق کو نہین معلوم
کون ذلت ہے کون عزت ہے

ذبح کر پوچھتا ہے کیا قاتل
کونسی تیرے دلمین حسرت ہے

اپنی تعریف غیر کی توہین
اچھے لوگونکی کب یہہ خصلت ہے

کیون پھر آیا ہے مغز اے ناصح
یونہین بک بک کی تجکو عادت ہے

کلمہ گو ہوکے اور عشق صنم
تجھسے عابد یہ سخت حیرت ہے

وہی یار کا یار جو ماہ رو ہے
کھلی چاندنی اوسکی یہہ کوبکو ہے

یہہ نطق و سخن تیری ہی گفتگو ہے
نہین میری ہستی فقط تو ہی تو ہے

ہوے ہین جو وحدت سے کثرت مین داخل
ہماری یہان اسلیے آبرو ہے

نہ کہہ باز تو اوسکی نعمت سے ناصح
کہ فرمایا اوسنے کلو و اشربو ہے

اشارہ سے ابرو کے مارا ہے تو نے
عجب خاصیت تیری اے جنگجو ہے

نہ طاعت سے خوش ہے نہ عصیاں سے ناخوش
غنی ہے وہاں بے نیازی کی خو ہے

یہ ناصر یہ صولت یہ عابد یہ حافظ
یہ سب تیرے بندے ہیں اللہ تو ہے

جو شہرگ کے نزدیک اسرار سے ہے
ملا نحن واقرب سے میرا گلو ہے

جو نکلا میں وحدت سے پہچانا تجکو
تو کثرت سے اپنی مرے روبرو ہے

تو ہے شخص تو میں ترا عکس ہوں خود
جو قامت ہے وہ سایہ ہو بہو ہے

تری ذات میں ہے جو میری صفت گم
مجھے اب کہاں پھر تری جستجو ہے

یہی گوش زد ہوش کرتا ہے مجکو
کہ دیوانہ جسنے بنایا وہ تو ہے

غزل سنکے عابد سے کہتے ہیں زاہد

یہہ ساری حقایق کی خوش گفتگو ہے

غصہ مین تم جو میان سے تلوار لیچلے
ہم بھی جھکا کے سر کو وہین وار لیچلے

خواہش ہوئی کہ وصل بھی ہوجائے اک ذرا
جب خوب اونکے بوسۂ رخسار لیچلے

اے کیا ہے میرے پاس جو اللہ نام کے دون
اک جان تھی کہ وہ بھی ستمگار لیچلے

اب بھی نہین بھروسہ ہمین تیرے قول کا
گو لاکھ تجھسے وصل کے اقرار لیچلے

عابد اب اور کرتے ہین کیا زند دیکھئے
عزت تو میری راہ مین میخوار لیچلے

دنیا سے ہم یہہ ایک دل زار لیچلے
اور دوسرا فقط غم دلدار لیچلے

ہے جلوہ گر جو بام پہ وہ غیرت مسیح
ہم بھی برائے نذر دل زار لیچلے

اپنی غرض جتاتے انہین سنتے غیر بھی
ہم دلکی بات دل ہی مین دلدار لیچلے

رنگت زمانیکی ہے جدا درخت ایک
گل لیچلے کوئی تو کوئی خار لیچلے

منصور کا مقولہ تھا حق مفتیٔ زمان
تقصیر کیا ہوئی جو سوئے دار لے چلے

عابد بنا کوئی کوئی آزاد بن گیا
دنیا و دین کا لطف یہی یار لے چلے

سمجھا تو تم خدا کو تو تمکو خدا ملے
میں اس سخن میں جھوٹ ہو مجکو سزا ملے
بوسہ ہو سیب زنخ کا کہ عناب لب کا ہو
دل لیکے اوسنے بوسۂ رخ تو دیا مگر

اسیر عمل ہو یار تو دیکھو مزا ملے
سچی اگر کہوں تو پھر انعام کیا ملے
بیمار عشق ہوں مجھے کچھہ تو دوا ملے
دیکھوں تو مجکو اسکے سوا اور کیا ملے

عابد میں کیا کہوں مری قسمت کی بات ہے
جو آشنا ملے مجھے وہ بیوفا ملے

وہ سر راہ ہیں ابرو کو ہلاتے جاتے
آپ جسدن سے مرے دل میں ہیں آتے جاتے

اس اشارہ سے ہیں عاشق کو بلاتے جاتے
رفتہ رفتہ ہیں محبت کو بڑھاتے جاتے

دیدۂ تر کا یہہ رونا ہے مجھے بہتا ہے دلم
عمر گذری ہے یونہیں اشک بہاتے جاتے

دل کھانیکی یہہ عادت نہیں اچھی ناصح
دیکھہ پچھتائیگا تو ہم ہیں سناتے جاتے

اسطرح دونو طرف آگ لگاتے ہیں رقیب
اوسکو بھڑکاتے ہیں اور ہمکو جلاتے جاتے

عابد اب ہم تو ہیں مصروف عبادت ہر وقت
حشر کا حال ہے کیون آپ سناتے جاتے

اک شکل مجسم نورانی
آ بیٹھے ہو دل مین وہ جانی

تم عشق حقیقی کے بانی
پھر کون نظر مین ہو ثانی

اب کوئی نہین تیرا ثانی
تو غیرت یوسف ہے جانی

ہو جاتے ہین عفو قصور تمام
اب ہوگیا فضل رحمانی

مین ایک خدا کا بندہ ہون
سب میری نظر مین اک آنی

دیکھا جو تمہین مجنون وہ ہوا
کیا بات تمہاری ہے جانی

اک خلق خدا ہے تجھپہ فدا
عابد ہی نہیں کچھ قربانی

دیکھو نام و نشان یار یہ سب ہے لاشئے
یہ حویلی یہ مکان یار یہ سب ہے لاشئے

تمنے پھیلائی دوکان یار یہ سب ہے لاشئے
سودا ارزان کہ گران یار یہ سب ہے لاشئے

اوسکی قدرت کے سوا اور نہ دیکھا نہ سنا
ماسوا اوسکے یہان یار یہ سب ہے لاشئے

نظر آتے تو کچھ اوصاف بھی انکے لکھتے
نہ دہن ہے نہ میان یار یہ سب ہے لاشئے

ایک وہ چار طرف اوسکا ہی جلوہ ہے عیان
اور باقی ہے گمان یار یہ سب ہے لاشئے

مسند و خاک برابر ہیں ہمارے نزدیک
کچھ یہان ہے نہ وہان یار یہ سب ہے لاشئے

بادشاہی بھی فقیری بھی ہیں دونوں اک چیز
ہے ثبات اسکو کہان یار یہ سب ہے لاشئے

کوئی عابد سے ذرا پوچھے حقیقت انکی
کیا زمین اور زمان یار یہ سب ہے لاشئے

مُلکِ دل آباد کیون کیسی کہی
شاد ہوا ہے شاد کیون کیسی کہی
دوست تیرے شاد کیون کیسی کہی
ہون عدو برباد کیون کیسی کہی
عدل و انصافِ شہِ محبوب سے
ہے دکن آباد کیون کیسی کہی
مر گئے اعدا سبھی تم خوش رہو
لو مبارک باد کیون کیسی کہی
وہ کہان لطف و کرم ہین آپ کے
کیجئے ارشاد کیون کیسی کہی
تم بہت دن سے ادہر آتے نہین
کرتے ہین ہم یاد کیون کیسی کہی
قدر دانی آپ ہی پر ختم ہے
سمجہہ کہو اوستاد کیون کیسی کہی
آرزوے سیرِ گلگشتِ ارم
لیگیا شداد کیون کیسی کہی
نرگسِ شہلا ہے پیش چشمِ یار
کور مادر زاد کیون کیسی کہی
کم نہین قامت قیامت سے ترا
غیرتِ شمشاد کیون کیسی کہی
داغ آئے بنگیا یہہ شہر بہی
اب جہان اباد کیون کیسی کہی

غیر سے خوش ہم سے ناخوش صبح و شام
سن تو یہہ فریاد کیون کیسی کہی

شکل کوئی اور بہی ہے یا رسی
سمجھہ تو کہہ بہزاد کیون کیسی کہی

اک نگہہ کر بہر قتل عاشقان
اے ستم ایجاد کیون کیسی کہی

جان شیرین عشق شیرین مین نہ کہو
سن تو لے فرہاد کیون کیسی کہی

خلد اللہ ملکہ
حضرت آصف سے عابد آپ کو
روز ہو امداد کیون کیسی کہی

حیران ہون یارب آج مجھے یہہ صبح سے کیسی وحشت ہے
بیچینی سی بیچینی ہے کچھہ اور ہی دل کی حالت ہے
یہہ نحن اقرب کا تو بیان قرآن ہے سارا دیکھو عیان
بندے ہوئے تو بہی دور نہین اللہ سے حاصل قربت ہے
معشوق مجازی ہو کے کہین عشاق مین عاشق بنکے بسے

دیکھا ہے جدہر پایا ہے ادہر ہر جا یہہ تمہاری علامت ہے
تو اصل تو مین ہون نقل اوسکی تو مغز تو اوسکا پوست ہون مین
جز اوسکے کہان ہے مجھکو نظر ہان یہہ بہی تیری کرامت ہے
مین ڈہونڈ رہا تہا تیرا پتا اپنی بہی خبر دل رکہتا تہا
پایا ہون جواب تجھکو بخدا تو آپ ہون گم یہہ حیرت ہے
الفاظ تو ظاہر جانتے ہو معنی کی نہین کچھہ تمکو خبر
تم کیسے عارف ہو عابد یہہ کیسی تمہاری عبادت ہے

جانان برخست نقاب تا کے
از عاشق خود حجاب تا کے
رحمے بنما و لطف فرما
بر بندۂ خود عتاب تا کے
از شرب شراب شوق مستم
این بنت عنب خراب تا کے
پیر است کنون و شد جوانی
لہو و لعب شباب تا کے

از دوست ہا برون شواید دل ۔ این وغدغۂ عذاب تا کے
بویاست مشام جان بہ بویش ۔ عطرِ اگر و گلاب تا کے
بحرِ کرم است در تلاطم ۔ عصیانِ مرا حساب تا کے
بریان جگرے بدست دارم ۔ شوقِ گزک و کباب تا کے
از علمِ یقین شدہ کشودم ۔ بحر است بپا حباب تا کے
دریائے محیط ہست ہر جا ۔ این جہل تو لے سراب تا کے

عابد تو باو سپار خود را
جنگی ملکی خطاب تا کے

مخمسات

مخمس بر غزل جناب امیر احمد صاحب مینائی المتخلص بہ امیر

سورۂ اخلاص ہے ارشاد اہی شاہ کا ۔ پایا بافیض احد رتبہ فنا فی اللہ کا

خاک پر نقش قدم رو کش نہ کیوں ہو ماہ کا
نور وحدت سے یہ عالم ہے دل آگاہ کا
مہر ہے ایک ایک ذرہ میری گرد راہ کا

بحر ہستی میں عجب لہرا رہا ہے لا الہ
تا بساحل موجزن سیلاب سا ہے لا الہ
خود نمونہ ظاہرا گرداب کا ہے لا الہ
فی الحقیقت غوطۂ بحر فنا ہے لا الہ
ہے ابھرنا اس بھنور سے ذکر الا اللہ کا

بے وفا ہے قحبۂ دنیا کی الفت سے گذر
اس جہاں میں سیر اور عیش و عشرت سے گذر
بندۂ ہو ہو کبھی تو ہر ایک علت سے گذر
حق سے چاہے تو صفا دو دو ملت سے گذر
منزلیں طے ہوں تو حج حاصل ہو بیت اللہ کا

ہو صداقت سے بھری وہ خوبی گفتار ہو
وعدہ ہو یا قول ہو پیمان ہو یا اقرار ہو
بات میں اک بات ہو و بات میں اسرار ہو
صحبت احباب یا دربار یا سرکار ہو
بات وہ کہئے بھلا ہو جس میں خلق اللہ کا

راست دل پہ فیض تہا خوش قسمتی عشق کا
گلشن وحدت کے غم میں مثل شبنم رو دیا
اک الف احمد احد کا صاف جلوہ گر گیا
آنسوونکا جوش یہ ذکر الٰہی میں ہوا
بنگیا سر و کنار جو الف اللہ کا

ای دل اب عشق حقیقی کو بجان مرغوب کر
آگیا ساحل پہ بارہ غوطہ خواری خوب کر
مصطفے محبوب حق ہیں انکو تو محبوب کر
گوہر مقصد ملا بحر سخن میں ڈوب کر
تہ کو جب پہنچا تو مضمون ہات آیا جاہ کا

ہو گیا ملک دکن میں گو کہ عابد ہے اسیر
حصول رفعت زیارت سے اوسے بخشینگے پیر
پر مدینہ کی سکونت چاہتا ہے یہ حقیر
نور آیا دیدہ دلکو خدا بخشے امیر
سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

خمسہ بر غزل حضرت شاہ خاموش علیہ الرحمہ

روئے احمد میں چہپا بیٹہا ہے مجہے معلوم نہ تہا
صورت پیر بنا بیٹہا ہے مجہے معلوم نہ تہا

جلوہ آدم مین کیا ہتا یہ مجہے معلوم نہ ہتا
شکل انسان مین خدا ہتا یہ مجہے معلوم نہ ہتا
حق سے ناحق مین جدا ہتا یہ مجہے معلوم نہ ہتا

ہتا جو مکتب کا پڑہا ہوگیا بیفائدہ سب
مصحفی چہر لیے بیٹہکے خدا دور ہتا کب
من عرف سیکہنے سے ذہن مین آیا مطلب
باوجودیکہ تہا فقرۂ نحن اقرب
گرچہ قرآن مین لکہا ہتا یہ مجہے معلوم نہ ہتا

ملگی جبکہ صفت ذات کی آب و گل مین
ہے تعرج کا تنزل سبہی آب و گل مین
باد و آتش کی تجلی ہوئی آب و گل مین
ہوکے سلطان حقیقت آگئے آب و گل مین
دربدر مثل گدا ہتا یہ مجہے معلوم نہ ہتا

مہر جس شکل سے ہو جاتا ہے شبکو مخفی
آکے تفصیل مین اجمال جو ہوا آپ ہی
اسطرح تخم مین پوشیدہ ہی نخل اور ڈالی
مطلع دلبہ مرے چہپایا ہتا نگار خودی
چاند بدلی مین چہپا ہتا یہ مجہے معلوم نہ ہتا

وصل مین ہجر کے صدمہ کو اوٹہایا ناحق ہوگیا اپنے دوئیکا مجہے ہوکا ناحق
شیخ و کافر سے پتا یار کا پوچہا ناحق ایک مدت حرم و دیر مین ڈہونڈا ناحق
سیمبر بر مین چہپا تہا یہ مجہے معلوم نہ تہا

بند جب آنکہہ ہوی یار کا چہرہ دیکہا لب جو مسدود ہوی اوسکا ہی جلوہ دیکہا
عابد اب کیا مین کہون آپ سے کیا کیا دیکہا ہوکے خاموش عجب سیر و تماشا دیکہا
رنگ بیرنگ ہوا تہا یہ مجہے معلوم نہ تہا

خمسہ بر غزل جناب کریم اللہ شاہ صاحب عاشق چشتی

دیکہئے یہہ بہید نیا ہوگیا ہوش و خیال اپنا ہوا ہوگیا
اب مجہے کہنا یہہ روا ہوگیا منظہر بیچون جو خدا ہوگیا
آپ ہی رب عبد نما ہوگیا

اپنی یہہ صورت ہے سو شکل صنم آپ ہی خود اپنی ہو شکل صنم

مد نظر کیون ہو شکل صنم
برزخ کبرا ہے جو شکل صنم
سجدۂ بت مجھ پہ روا ہو گیا

تم تو ہو واللہ عجب فن کے شخص
بیٹھے ہو آئینون مین بن بن کے شخص
راست الف سا ہو مین تن تن کے شخص
عکس خود آتا ہے نظر بن کے شخص
آئینہ سینہ کا صفا ہو گیا

آتش الفت کی دل مین سلگ
آپ سے مین ہو گیا یارو الگ
دہیان جب اوس کے گئے مجھ سے بلگ
دفعتاً اب خلوت جانان تلک
ذہن مرا آپ رسا ہو گیا

عابد اب اک بندۂ رازق ہو مین
دوستی مین یار کے صادق ہو مین
وصف سے عاشق کے جو ناطق ہو مین
خواجۂ اجمیر کا عاشق ہون مین
ترک جہان کرگے گدا ہو گیا

مخمسه غزلِ حضرت مولوی نیاز احمد صاحب بدخشانی رحمة الله علیه

یادِ رخسارش چو بلبل سوی گلزار آورد
طوفِ مژگانش مرا در دشتِ پرخار آورد
کاکلش غلطان بدردِ آه دشوار آورد
هر زمانم قامتش در ناله زار آورد
ترسم این نخلِ بلا دیوانگی بار آورد

نشترِ قرح دیده بر رگِ مجنون چو جا
جسمِ لیلی شد بخون رنگین از سر تا بپا
سعد اسعار اکشیده همچو کاه و کهربا
جذبهٔ عشقِ زلیخا یوسفِ صدیق را
از درونِ چاهِ کنعان سوی بازار آورد

لذتِ عشق ای هوس بین کم از اکسیر نیست
وصلِ معشوقه چو خواهی حاصلش جز تیر نیست
بسترِ تسلیم و رضانه غیر این تدبیر نیست
تلخیِ هجران عاشق خالی از تاثیر نیست
بلبلِ صحرانشین را سوی گلزار آورد

بود کار انجم شماری در شبِ فرقت مرا
نیست غیر از آه و زاری و فغان فرصت مرا

هست با چشمِ فسون سازش بلی الفت مرا   همچو ریگِ شیشهٔ ساعت بهر ساعت مرا

نرگسِ شهلای آن شوخِ ستمگار آورد

از گنه هرگز نمالم دست مانند مگس   من بپای پادشاهِ عشق دارم دسترس
جز غفور و شافعِ محشر ندارم هیچ و بس   نا امید از رحمتِ حق کارِ شیطانست و بس

رحمتِ او عاصیان را سوی دیدار آورد

بسکه در عالم همه جا حسنش مشهور بود   از مئ توحید بنتیک دایما مخمور بود
حق رسی حق دانی حق گوئی بحق مذکور بود   آتشِ عشقیکه پنهان در دلِ منصور بود

سر بردن کرده سرش را بر سردار آورد

رازِ حق بی صاحبِ باطن بکس معلوم نیست   در حضورِ پیشگاهِ او کسی مغموم نیست
هیچگاه موقوف فضلِ قادرِ قیوم نیست   هیچکس از بارگاهِ ایزدی محروم نیست

فیضِ عامش بیدلان را سوی دلدار آورد

ہر کرا تقدیر رو آورد در صحرا دون
می نشیند یک نشیمن گاہ دیدہ جا دون
میدہد تعلیم عصیان ہر زمان اعدا دون
ہر گناہی را سزا ہست در دنیا دون
کفر کافر را بگردن طوق زنار آورد

عابدم خوانم دعا یا کریم و یا رحیم
با نیاز احمدی دریافت صولت مستقیم
عاصیان از نکہت غفران سحر بخشد کریم
زاہد از اطاعت اندر کہف بو نزد کریم
مجرم مسکین گناہی پیش غفار آورد

خمسہ بر غزل جناب کریم اللہ شاہ صاحب عاشق چشتی

ہم اپنے سوا غیر کو پوجا نہیں کرتے
نہ دیر و حرم کی طرف اپنا نہیں کرتے
اپنے کو جو ہم پائیں کیا کیا نہیں کرتے
ہم اپنے سوا غیر کو سجدہ نہیں کرتے
کچھ اپنے بغیر اور کو پایا نہیں کرتے

وہ شوخ ستم گر ہو تو دلدار ہو سکتا
وہ مہر ستمگار جفاکار ہو سکتا

کہتا ہے خدا آپ کہ وہ یار ہو کسکا
ہم آپ ہین جب ایک تو دیدار ہو کسکا
کیون آپ کو پھر آپ ہی دیکھا نہین کرتے

ہان تیری طبیعت مین بہت کچھ ہی ہے اثر
یون روبرو لوگون کے نہ بست نکیا کر
منہ کھول نہ اسطرح خدا سے تو ذرا ڈر
تکفیر مین زاہد نہ ہماری ہو تو کافر
آپ اپنے سوا غیر کو پوجا نہین کرتے

بیمار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہلے
سرشار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہلے
میخوار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہلے
بدکار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہلے
جو کچھ کہ ہم اب کرتے ہین بیجا نہین کرتے

صولت جو وہان آتی ہین اے خواجہ چشتی
دل عشق مین بہلاتے ہین اے خواجہ چشتی
عابد ترے بنجاتی ہین اے خواجہ چشتی
عاشق ترے کہلاتی ہین اے خواجہ چشتی
جو کچھ ہے تو ہے اور کی پروا نہین کرتے

مخمس بر غزل حضرت احمد جام زندہ پیل علیہ الرحمۃ

جو شراب معرفت پیکر چھکے   خوب ہی عرفان کی لذت چکھے
اب ہوا معلوم جب چلکر تھکے   صد ہزاران آئینہ شاہد یکے
نیست کس را اندرین معنی شکے

قطرہ و بحر و حباب و موج و ما   دیدۂ ظاہر میں ہے ہر اک جدا
کہولکر چشم بصیرت کو ذرا   گر یکے دانی یکے بینی ہمہ
زانکہ اندر یک نباشد جز یکے

معرفت کی گفتگو ہے بے شمار   جسکو سنکر ہوئے ہر اک بیقرار
دل تو میرا ہے اسی پہ استوار   وحدت اندر کثرت آمد آشکار
برکشا در راہ بینش چشمکے

آئینہ سا ہو کوئی گر باصفا   اوسکے ہی آئینہ مین اوسکو دکھا

دوست اپنا کون ہے اپنے سوا
گر ہمی خواہی کہ بینی دوست را
بر جمال خود نظر کن اندکے

پی لیا ہے جو مئے الفت کا جام
پا گیا عابد عبادت سے نام
اپنا ایسا ہے تصور صبح و شام
گشت تم الفقر احمد را تمام
فخر دارد از پلاس وجر مکے

خمسہ بر غزل حضرت شاہ خاموش علیہ الرحمتہ

بخت کی ہوتی نہیں تحریر اپنے ہاتھ سے
اور پیش آتی کبھی تسطیر اپنے ہاتھ سے
بے رضا بٹتی نہیں توقیر اپنے ہاتھ سے
تو نکر اپنے لئے تدبیر اپنے ہاتھ سے
کام کرتی ہے تری تقدیر اپنے ہاتھ سے

ہیں حروف حرص خالی پیہ اے مرد فی
صرف طمع کیمیا میں کھو نہ اپنی زندگی
ہاں گداز عشق میں ہو کر کثافت سے بری
قلب اپنا صاف کر لے سونا ہو یا ہی بہی

بنکے پارس ہوئی ادنا اکسیر اپنے ہاتسے

ہے محمد کی حقیقت سے ظہور خاص و عام
برزخ کبرے مین ہین پیدا اور ہندو تمام
کر کے حاصل صلح کل ہر ایک سے تو صبح و شام
اکبر سے کر رام رام اور شیخ صاحب کو سلام

حقنے کھینچی ہے یہی تصویر اپنے ہاتسے

یار کے ملنے کا حاصل ہے جواب علم الیقین
جانتے ہین بھید اپنا پاکباز اور اہل دین
راز معشوقین کا ہر اک پہ وا ہوتا نہین
عاشقونکے رمز گر جانین کراما کاتبین

کیا ہے طاقت جو کری تحریر اپنے ہاتسے

خیر و شر منسوب جس سے ہے وہ خود اپنا گواہ
جابر و مجبور جو ہے اسپہ ہے اپنی نگاہ
عبدیت مین چاہیے حفظ مراتب کی نباہ
ہے ادب منظور تجھکو تو سمجھہ اپنا گناہ

گو نہین کرتا ہے تو تقصیر اپنے ہاتسے

عاشقان جرم و خطا اپنی سے خود ہٹتے ہین کب
واسطے بخشش کے ہین سب طالب شہنشاہ عرب

عابد کمتر بھی ہمراہی مین ہا غرق ادب
دامن آلودہ اگر خاموش ہو تو کیا عجب

پاک کردین حضرت تبسیر اپنے ہاتسے

ٹھمریات وغیرہ متفرقات

اللہ کو پکارون آپ ملین یہہ بات تمہاری ہے نیاری
ہو مشکل مین بندیکے مولا یہ گھات تمہاری ہے پیاری
ڈہونڈو نہین جہان دیکہو نہین جدہر ہر جائے تمہین ہو پیش نظر
قیدی ہین جو کیجا یہ رہین یہ سات تمہاری ہے ساری
شطرنج ہے عرفان کی تازی تم کہیل رہے ہو جو بازی
گر جیت لیے باطنّازی یہ مات تمہاری ہے بہاری
دیوانہ یہ دل ہے صبح و مسا معشوق کے جا زلفون مین پہنسا
اور ہو کے مخاطب کہنے لگا یہ رات تمہاری ہے تاری

عابد بہی عبادت کرتا ہے راہب بہی تمہی پر مرتا ہے
کیا خوب صفت ہے یہ تم مین یہ بات تمہاری ہے جاری

اے میرے جانی اے میرے جانی تجہسے کہون کیا اپنی کہانی
تجہہ پاس اپنی ہے قدردانی کاہیکو بپا بہر قصہ خوانی
سبکی سنونگا اپنی کرونگا یہ ہی طریقہ اپنا رکہونگا
اسمین نہ ہرگز کچہہ فرق معنی باتون مین تیرے ہی میری بانی
مین تو ہوا ہون وحشی و حیران چاہت کا تیرے اب بہی ہمین خواہان
ایسا ہو تو پہر کون جانی مجہپہ کریگا آ مہربانی
تجہکو مین دیکہا تو اوسکو دیکہا گر تجہکو پایا تو اوسکو پایا
کہتے ہے اسیکو ہین خوش بیانی مضمون ایمان ہے من رآنی
اللہ باقی من کل فانی قرآن مین دیکہو خوب اسکو سمجہو

عابد ہو معبود باقی ہے فانی کچھ نا رہیگا وہ یار جانی

ٹھمری

میرے والی خواجہ چشتی
اوپہ قربان حور بہشتی
میرا بیڑا پار اوتارو
کہین ڈوب نجاے کشتی

ایضاً

تہارے زلفون کا پہندا
جیسے کاری بدریا چہندا
نِت دن راکہو کرم و شفقت
دل سے پیا مین تیرا ہون بندا

ایضاً

گہنی گہنی بوندن برسے پانی
ایسے سمے مین آمل جانی
وادر مور پپیہ بولے
ساون دی مہمانی

ایضاً

باک تیجر نجارا مارا رے　　پیا سنگر چیتر ہمارا رے
جب سے نکلے باغ تماشے کو　　جیا عابد پر سے وارا رے

ایضاً

بے دردی تال پیت ناکرنا رے　　بکیں میں لگ دہزارے
عشقو نذا داگ سلگت من مین　　بلینو نذا آبلی جہزارے

ایضاً

کیسی لاگ لگائی رے میرے جانی تو　　داگ پردا آگ لگائی رے میرے جانی تو
ترپت جیرا جلت کلجوا　　ایسی آگ لگائی رے میرے جانی تو
بل بل جاوے من عابد کے　　پہولو نذا آگ لگائی رے میرے جانی تو

تمّت

تواریخات طبع دیوان

از نتیجۂ فکر فلک فرسا پادشاہ سخن اوستاد زمن عالیجناب
نواب مرزا خان بہادر نواب ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک
بلبل ہند جہان اوستاد حضرت داغ دہلوی مدظلہ العالے
اوستاد مصنف

اے بہادر جناب صولت جنگ
ہمنے دیوان آپ کا دیکھا

دین و دنیا کا ہے مزا اسمین
چاہیے اسکو دیدۂ بینا

کیسے باہم ہین شوخی و تمکین
کیسے توام ہین لفظ سے معنی

اسکو حسن قبول دے یارب
داغ کی اب یہی ہے دل سے دعا

سال پوچھا جو ختم دیوان کا
چشمۂ فیض حابلد۔ اسکو کہا

چکیدۂ قلم مصحح رقم بحر مواج سخندانی مہر انور سپہر
جاو بیانی عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد المتخلص بہ شاد

پیشکار بہادر و وزیر افواج سرکار عالی دام اقبالہٗ

شاعرِ رنگین بیان ماہرِ ہر علم و فن — قمریِ سروِ کمال بلبلِ باغِ دکن
طبع شدہ نظم اور وکش نظم کمال — رشک دہ کاشی و عنصری و برہمن
مصرعِ موزون او سروِ گلستانِ ناز — جامۂ رنگین او صد چمن اندر چمن
زنگِ مدادش بود رونقِ زلفِ بتان — سرخیِ شنجرف او رشکِ عقیقِ یمن
جست چو تاریخ شاد ناظمِ جادو بیان — گفت سروشے بخوان ۔ طوطیِ شیرین سخن

۱۳۱۴

تقریظ و تاریخات طبع زاد منبع فضل و کمال شاعر بیمثال حاکم قیل و قال عارف صاحب حال شیخ کامل محقق واصل عالیجناب مولوی احمد علی صاحب صدیقی القادری المتخلص قاضی ادام اللہ برکاتہم

کہ ہر فقرۂ نثر تاریخ طبع دیوان است

سرنامۂ سنجیدۂ قاضی آزاد

۱۳۱۴ھ

بسم اللہ سے میرا قلم رواں رطب اللسان ہے ۞ الحمد للہ حمد و ثنائے حق طرازندۂ زیب بیان و زبان ہے
۱۳ ۱۴ ۱۳ ۱۴
مبدار فیض لاریب منبع کن ہے ۞ طلسم گنج علم معاد لاکلام سخن ہے
۱۳ ۱۴ ۱۳ ۱۴
سخن ہنگامہ آرائے سابقہ کلام ہوا ۞ خدا کیطرف سے مصطفے کو پیام ہوا
۱۳ ۱۴ ۱۳ ۱۴
حدیث و قرآن جریدۂ دلنشیں کلام ہے ۞ اور سپہر صلوٰۃ نازاں اسپر سلام ہے
۱۳ ۱۴ ۱۳ ۱۴
کلام مجید کے صفت میں زبان قاصر ہے ۞ شان جمیلہ جسکی و ماہو بقول شاعر ہے
۱۳ ۱۴ ۱۳ ۱۴
سحر حلال کیا تھی اعجاز مطلقہ سحر کیا چیز ۞ کلام دلکش بیان برگزیدہ عشق انگیز
۱۳ ۱۴ ۱۳ ۱۴
عابد عالی ہمت نازک طبیعت کا کلام ۞ دلفریب طالب قبول خاص و عام
۱۳ ۱۴ ۱۳ ۱۴
آئینہ اسرار مشرب راز کہن ۞ جلوہ گہ معنی زاہد پابند کا توبہ شکن

راہ و رسم شیوۂ پاک آداب محبت ؤ رواج سکہ نقد مالا مال بازار الفت

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
کمال جزو کل شعر و شاعری ؤ قانون روزگار نغز سحر سامری

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
روح فزا دیباچہ گلستان نادر معانی ؤ باد با بہار سرلوح بوستان رازدانی

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
طغرائے ہوائے آمال ؤ فرمان برق خیال

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
آرائش دفاتر صنوف کمال ؤ پیغام مفید وصال

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
شکایت سوز نار ہجران ؤ قصۂ عجیبہ تمنائے وصل مہوشان

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
طبیعت لاابالی کا نقش و نگار ؤ غایت کلی استاد کا یادگار

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
گوہر بصیرت معانی ؤ در منثور گنج نطق یزدانی

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
یعنی وہی ہمارا آشنائی بلد کا حدیقۂ کلام ؤ گوہر نظام حبیب الہام

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
راستی وفاداری کا ماہ پارۂ آئینہ ؤ باہر نگاہ محبت و مروت کا زینہ

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
بنائے محبت کی مستحکم جڑ ؤ سا ایک لگاؤ کی بول چال محبت و بٹ مزاج کی بڑ
۱۴ ۱۳ ۱۳ ۱۳

کیا تلاش ہے کیا طبیعت ہے ؎ کیا پیکر مجاز کیا عروس حقیقت ہے

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
وصف پیچیدۂ آب روان میں دریا ہے روپوش ؎ لوازم بیان آتش میں آگ کا جوش ہے

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
خاک کا بیان آدم سا یہ عجز کا نمونا ؎ ہوا کا ذکر وہی اک طوفان کا سامنا

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
ہر نقطہ دیوان نکتۂ منزۂ راز و نیاز ہے ؎ مجاز مبہم سراسر حقیقت ایجاز ہے

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
کہیں گلستان شادابی کی جہان نما بہار ؎ شوخی گل کلی کی دل جواد بہار

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
بلبل شیدا کی چہک قمری کا شور ؎ طاؤس کا نقش و نگار پرند کا زور

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
ہمائی نسیم بہاری کا ہوا کھلنا ہمیں منڈلانا ؎ صیاد یا سدار کا حرص سے تلملانا

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
خزان کا ملال باندھا تو سوجھائی ؎ سوز فراق بلبل کو لب تک لایا تو آہ آگ لگائی

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
دیوان نہیں راز دل کا واقعی خزانہ ہے ؎ کلام مستانہ انداز سب عاشقانہ ہے

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
ہر مصرعہ ابروئے لیلیٰ ؎ ہر مطلع مطلع حسن مہ زلیخا

۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
زہے پناہ عزیز القدر صولت جنگ بہادر ؎ دیوان فیض لا و نیز اک دریا ہے سخن بے بہا
۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳

قاضی دل گداز دلنواز نے جہان کنی کی ہے ٭ وہی تاریخ لکھی ہے
۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
جلاد تقدیر کا جہان گرم بازار ہے ٭ جنس کمال کا اس جا کون خریدار ہے
۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳
اس کلام استوار کا صلہ کیا طلب کروں ٭ منہہ اپنا گوہر درود معنی طراز سے بھروں
۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳

اسی دعوے پہ ختم کلام ہے
۱۴ ۱۳
حبیب خدا پر بس ہمیشہ درود و سلام ہے
۱۴ ۱۳

تاریخات منظوم از جناب موصوف

گلشن امکان میں ہے پیش نظر تازہ بہار
کھلتے ہیں ہر جا پہ گل بوٹے نئے اس باغ میں
واہ صولت جنگ کی فکر رسا کیا بات ہے
طبع دیوان کی غرض تاریخ صنعت ہے

دلفریب عالم ایجاد ہے یہ حرف کن
رشک طوبیٰ ہے ہر اک شاخ و شجر ہر بیخ و بن
ہیں لطائف نغز یعنی نادر مضامین کہن
دلکش عابد میاں دیوان تاریخ بے سخن
۱۴ ۱۳

تاریخ سال فصلی الصنعت لفظی و معنوی

طبع شد دیوان صولت جنگ عابد بے بہا
انتخاب روزگار و قوت طبع قوی

اندرین مصرعہ ببین ست نہان و ہم عیان
سال فصلی یک ہزار و سہ صد نوزدی
۱۳ف

وله بصنعت حروف مہملہ در وصف مصنف اگر دو مصرعہ پائین کہ آنرا ابتدا و ضرب گویند محسوب کنند تاریخ است

وہو ہذا

وہ مصدر علم حامل حلم و وداد
وہ ماہ کمال سالک راہ سداد

الہام کا اوسکا اسم و الاہم درس
گوہر اوسکا کلام ہم سلک معاد
۱۴ ۶۳۴ ۱۳ ۶۹۰

وله بصنعت حروف منقوطہ

مرحبا صد مرحبا ای آفرین صد آفرین
عابدا عالی تبار و شاعر صاحب وقار

باعث تفریح دل شد طبع دیوان شما
در جہانست از شما این بہترین یادگار

بہر تحریرین طبعش بمن ترغیب داد
نور عین ما نظام الدین محمد باوقار

باہمہ تقلیل فرصت شغل یکتائی خویش
بود در دل التماس او بخاطر ناگوار

بس درین مصرعہ حروف نقطہ دار آمدنش
طبع شد دیوان خوب دلکشا و مہ نگار
۱۴ ۱۳

ولہ

کیا قصیدہ کیا غزل کیا کوئی تاریخ بلیغ
شاعری میں اپنی قاضی فیض کا سب رنگ ہے

ہے یہ ظاہر سب پہ ہم جس رنگ میں آجائینگے
ہے انوکھا رنگ اپنا اور نرالا ڈھنگ ہے

ہاں تعلی تو نہیں یا فقیری کیلئے
مقتضائے شاعری ہے خیر عذر لنگ ہے

روشنی طبع من بر من بلا شد قاضیا
ہے لڑائی مجھسے حاسد کو عدو کو جنگ ہے

ہیں دکن میں اپنے ہم بھی فوق ہندوستان
ہند والے ہیں یہاں گو ہند سو فرسنگ ہے

آئینہ خانہ میں ہوتی ہے صفا کی پرورش
تہ نشین طینت زنگ کا وصف ننگ ہے

جوہری کو جوہر ذاتی کی ہوتی ہے پرکھ
وہ جو جوہر ہے وہ جوہر سنگ جو ہی ننگ ہے

سنگ و جوہر کی حقیقت ایک ہے جوہر کا فرق
کوئی ہمسنگ شرف ہے اور کوئی پاسنگ ہے

ذکر جوہر آگیا تو طبع کے جوہر کھلے
عرضِ مطلب سے غرض ہی یہ غرض کا ڈھنگ ہے

اہل جوہر جانتے ہین عرض خواہان غیر
اپنے سے روکش ہین وصف غیر کا ننگ ہے

وصف صولت جنگ عالیجاہ ہم تم موقع ہی
وسعتِ دل صفحۂ مدحت کے آگے تنگ ہے

آئینہ کہئے صفائی طبیعت کو اگر
ہی کدورت منعدم کافور رنگ زنگ ہے

ہے خیال نازک اسکا طایر سدرہ نشین
جبرئیلی قصدِ طیاری کے ہم آہنگ ہے

اوج مضمون کے مقابل پست ہے چرخ بلند
کوہ تمکین تمکنت کے آگے یک پاسنگ ہے

جزو مین کل کا اثر پیدا ہے بے شبہ و شک
طبع اوستاد اس لغت کے وسعت فرہنگ ہے

بول چال ایسی کہ طوطی بولتا ہی واہ واہ
گفتگو ایسی کہ بلبل کی چہک ہم چنگ ہے

اپنے فن کا آپ ہی راہبر ہے ہیرا
پیشۂ اظہار ہنر سے عار اور ننگ ہے

بزم مین آئینہ آیا کوئی دیوان چہپا
دیکھہ بندش کی صفائی سامعی مجلس دنگ ہے

حرف حرف اوسکا گلستان چمن ہے ہو بہو
صفحہ منقوش اوسکا صفحۂ ارژنگ ہے

تانکے ڈھیلے ہوتے ہین بندش کی چستی دیکھکر
فکر وہ ہے شاعری کا قافیہ بھی تنگ ہے

ہین عجب عالی مضامین اوسکی کتب سی نقش
لفظ ہر یک تاج شاہی صفحہ بھی اورنگ ہے

ہے ید بیضا بیاض روشن بین السطور
اور سواد روشنائی مشک کے ہمرنگ ہے

ابر باران برق تابان کی نئی تقسیم ہے
فکر معنی آفرین طبع بلند آہنگ ہے

اوسکو شہا نو تو دیوان اوسکا دیوان عطا
فوج اسکی ہر ردیف اوسکا قافیہ سرہنگ ہے

وصف ہے اظہر من الشمس اوسکا یہ تاریخ ہے
مطلع شمس عطا دیوان صولت جنگ ہے
۱۳۱۴

تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال عدیم المثال

جناب میر احمد علی صاحب عصر

عصر صولت جنگ والا منزلت
وہ چہ دیوان گفت گوہر ہا بسفت

سال طبعش ہاتف غیبی مرا
فکر صولت جنگ عالی قدر گفت
۱۳۱۴

ولہ

حکمت ہتی یہہ دیوان چہپا عابد کا — صحت سے مریضان سخن ہین ہمگ
تاریخ کے واسطے ہئین فکر ضرور — کافی ہے یہہ جملہ "نسخہ صولت جنگ"
۱۲ ۱۳۱۳

نتیجہ طبع وقاد افضل العرفا اکمل العلما جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب ابو طاہر اوستاد عربی مصنف وخلیفہ حضرت مسکین شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ

شد ز دیوان حضرت عابد — بابِ اسرار معرفت مفتوح
فی البدیہہ باشتال امر — گفتمش سال ـ جاب نغمۂ روح

از فکر بلند آسمان پیوند طبع وقاد جناب محمد مظہر علی صاحب اوستاد خوشنویسی مصنف

باکمالِ صنعتِ شعر و سخن در معرفت — گشت مطبوعِ زمان دیوان صولت جنگ ما

چون شدم در فکر سال طبع آن کلک خرد   زد رقم دیوان پر عرفان صولت جنگ ما

۱۴ ۱۳ھ

وله

از عنایات خدا تصنیف دیوان عجیب   گرد صولت جنگ نواب بلند القاب ما
بهر سال طبع آن شد در دلم القای غیب   گشت دیوانی بفکر عالی نواب ما

۱۴ ۱۳ھ

وله

چند طبعزاد صولت جنگ   شد مرتب بوقعت و شانی
هاتف غیب بهر تاریخش   گفت این بی نظیر دیوانی

۱۴ ۱۳ھ

وله

نسخهٔ نایاب صولت جنگ چون تصنیف کرد   گو در بحر معانی کاندرین دیوان سفت
هاتف غیب از پی سالش بگوش خاطرم   طبع شد دیوان چه نیک و دلپسند و خوب گفت

۱۴ ۱۳ھ

نتیجهٔ طبع شاعر عالی فکر قادر حسین صاحب المتخلص به قادر

میرے نوابکا کلام ہے یہہ	جسکے دیکھے سے دلکو ہو راحت
ہے یہی سال طبع کی تاریخ	شوق افزا کلام پرصولت

نتیجہ فکر رسا و طبع زاد طبع پرذکا غلام محی الدین خان صاحب متخلص بہ شیدا

مطلع مہر ہے یہ مطلع دیوان کیا ہے	چہرۂ حور ہے یہ صفحۂ دیوان کیا ہے
فکر شہبار نے کی تو یہ کہا ہاتف غیب	گنج عرفانکا ہے عابد یہ ترا دیوان کیا ہے

نتیجہ فکر رسای نادر محمد عبد القادر صاحب المتخلص بہ روشن

تحویلدار فراش خانہ حضور پرنور اہتمام مصنف

خوش بخواند گر کسے این را دمے	دور گردد از دلش رنج و غمے
زانکہ از عرفان نشانے میدہد	زخمہائے خستگان را مرہمے
فکر کردم چون پئے تاریخ طبع	ہاتف غیبم ندا کردہ ہمے
نغمۂ روحیست روشن برملا	نغمۂ داؤد جان عالمے

نتیجۂ ذی فکر حاجی محمد ابراہیم صاحب سوداگر متخلص بہ آرزو

چو این دیوان دلکش طبع شد با حسن تکمیلش
ز ہر سو بر مضامینش صدای مرحبا آمد

بفکر سال تاریخش عدو بیدل شد و گفتم
بہارستان صولت جنگ - از ہاتف ندا آمد

۱۴ ۱۳آ

طبعزاد جناب سید عبد اللہ حسینی صاحب حسینی

نوابِ عظام صولتِ جنگ
حسانِ زمان و فخرِ سحبان

دیوان جو لکھا ہے نغمۂ روح
نظارہ سے مست ہو دل و جان

مقبول جہان پذیر عالم
منظور سخنور و سخندان

غمزہ و کرشمہ ناز و انداز
ہر شعر غزل سے ہے نمایان

مقطع ہے برنگ مہر روشن
مطلع ہے بسانِ ماہ تابان

تاریخ کی میں نے فکر کی جب
دل نے کہا ہے یاد وسی آن

از روئے بیان سے سال ہجری
کہدے یہ ہے بے نظیر دیوان

۲ ۱۴ ۱۳آ

ولہ

جبکہ صولت جنگ ہما نے نیا
بیعدیل اور منتخب دیوان کہا

چست بندش اور نئے مضمون کو
جو سنا جی سے کہا آ مرحبا

یاد ہاتف نے سر شاش سے
سال بولا ارمغان بے بہا

بخوش فکری سیتل پرشاد جیو المتخلص بہ خرم تلمیذ حضرت جناب مولانا فیض صاحب قدس سرہ

شد مرتب خوب این دیوانِ عابد دلنواز
ہست یک یک شعر او مقبولِ عالم دلکشا

خوب در فصلی نوشتی خرم این تاریخ طبع
طبع شد دیوان صولت جنگ معجز جانفزا

طبعزاد رائے بشن داس صاحب علاقہ نظم جمعیت سرکار عالی

نغمۂ روح از کمال شوق دل
کرد تصنیف عابد مقبول فیض

ہجری و فصلی ازین مصرع بدان
مظہر لطف آمدہ - مشمول فیض

۱۳۰۶ف

وله

نغمهٔ روح باشعار لطیف و فایق — فرحت افزای دل طبع سخندان آمد
سال طبعش پی ما هاتف غیبی گفته — چشمهٔ نور سخن - نظم درخشان آمد
۱۴ ۱۳۳

وله

نغمهٔ روح ز تصنیف جناب عابد — مشتهر گشته در آفاق ز فضل یزدان
سال طبعش بسن عیسوی اندر طبعم — نظم خوش - گفتا زان گلشن عالم خندان
۹۶ ۱ ۶۱۸

وله

دیوان نغز شد چو مرتب بفضل حق — موسوم گشت نغمهٔ روح از پی بقا
نظم است آنکه معرفت و راز معنوی — خیزد بصد ترانه ز هر شعر بر ملا
دانشوران معرفت اهل معنوی — مست الست گشته از آن روح لکتا
شاعر برای سال طبعت خیال کرد — در مصرع اخیر سن و سال شد ادا

وله

نوبهار چمن فیض و کرم صولت جنگ — آمد اصلیش که میر عابد علیخان آمد
بمذاق سخنش هست تخلص عابد — پیش ارباب سخن صاحب دیوان آمد
شان و شوکت همه اهل مراتب بالا — در بلندی و حشم سرور ذی شان آمد
عابد و متقی و زاهد و صوفی و خلیق — عالم و فاضل و هم صاحب عرفان آمد
نغمه روح نموده چو مصنف تصنیف — طبع شعرای جهان مدح ثنا خوان آمد
در ثنا خوانی دیوان مصنف برقم — چند اشعار ازین راقم نادان آمد
این سخن گوی من نیست تعلم کتاب — گر از صحبت شعرای سخندان آمد
هر غزل هست نگاهی چو عروس زیبا — یا پری پیکرے از ملک سلیمان آمد
حسن مطلع که از و هر مضامین بطلوع — شان مقطع صفت ماه درخشان آمد

سطر هر بیت روان است چو تسنیم بهشت ‌ زیب هر صفحهٔ آن رشک گلستان آمد
رونق و آب مضامین بلاغت انگیز ‌ زینت گوهر یاقوت بدخشان آمد
آب و رنگینی الفاظ و حروف کلمات ‌ رشک افزای گل و نرگس و ریحان آمد
صورت مو گرانست نگارش باریک ‌ نقطه‌ها صورت خال رخ خوبان آمد
سال طبعش پی تاریخ ندا شد ز غیب ‌ چمنستان سخن نظم گل افشان آمد
۱۳۱۴

تاریخ طبع از شمبهو پرشاد جیو علاقه دار عالیجناب نواب صولت جنگ بهادر دام ظله

آفتاب شعر صولت جنگ ‌ نغمهٔ روح شد از ان تصنیف
سال طبعش بگفت هاتف غیب ‌ صورتی خوب دلپذیر و لطیف
۱۳۱۴

از حکیم میر نادر علی رعد فرزند حضرت شعلهٔ مرحوم

منطبع گردید دیوانی فصیح و هم بلیغ ‌ چون ز تصنیفات صولت جنگ ذی جاه و کمال

سال طبعش ملہم غیبی بمن آمد گفت
ہست این دیوان عابد لاجواب و بیمثال
۱۳۰۶ف

از نتیجہ فکر وزیر علی مالک مطبع فخر نظامی المتخلص صفدری

گشت مطبوع چہ دیوان فصیح
ہست از فکر تمام عابد

صفدری گفت منزہ ست مدام
بے مثال است کلام عابد

تاریخہائے طبع دیوان ریختہ قلم بدیع رقم شاعر خوش فکر عالیجناب میر تراب علی صاحب نو صیغہ دار خزانہ عامرہ سرکار عالی

ہے امیر گلشن دکن کے شاعر شیریں سخن
نیک ہیں خود مشتہر دیوان بھی پاک از عیوب

ہند میں از زور ہی مشہور اسکا سال طبع
واہ اچھا چھپا دیوان صولت جنگ کا
۱۳۱۴

ایضاً

جملہ عالم را منور کرد از انوار خویش
آفتاب شاعری آسمان طبع تافت

زود مشتاق ہوا دوش چہ خوش تاریخ گفت
انطباع بے بہا دیوان صولت جنگ یافت
۱۳۱۴

ایضاً

امیر نامدار و شاعر با شوکت و تمکین　　کلامش آنچنان خوشتر کہ گویند حاسد نیک
رقم زد در مدحش چہ زیبا مصرع تاریخ　　بشد مطبوع جان دیوان صولت جنگ عالی نیک

۱۳ ۱۴

از نتیجۂ فکر رشید الدین خان المتخلص عالی منیجر مطبع فخر نظامی

تلمیذ رشید حضرت میکش تہانوی

ہو گیا طبع آج وہ دیوان　　جس سے عالی ہے نام صولت جنگ
لکھدو تاریخ از سر انصاف　　روح پرور کلام صولت جنگ

۱۳ ۱۴

از نتیجۂ فکر وزیر علی مالک مطبع فخر نظامی المتخلص صفدری

واہ کیا ہی خوب ہے دیوان صولت جنگ کا　　جسکو دیکھا جان و دل سے سبکا اب مشتاق ہے
تم بھی سال طبع اسکا صفدری کردو رقم　　واقعی دیوان عابد تحفۂ عشاق ہے

۱۳ ۱۴

[illegible]

صحت نامۂ نغمۂ روح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱	برتاٶ	برتاو	۵۰	۵	ترے زلف کی	تری زلف کی
۵	۱	میریجان	مریجان	۵۲	۱۱	ترے	تیرے
״	۳	دہونڈ	ڈہونڈ	۵۵	۳	بہی	بہی
				۵۶	۳	رحمت کو اوسکے	رحمت اوسکی
״	۲	میرا	مرا	״	۴	ساری	سارے
״	۹	میرا	مرا	۶۲	۶	ایک جگہہ	اک
۸	۵	ایک	اک	۶۵	۳	کے طرف	کی طرف
				۶۹	۱۱	میرا	مرا
״	۲	مری ارمان ہے	مرے ارمان ہے	״	״	نہ کچھہ خواہش	نہین خواہش
۱۲	۲	جستجو مین ہے جسکے	جستجو مین ہے جسکی	۷۵	۳	تہان ہین	نہان ہو
۱۳	۳	نام و نشان ہے	نام اور نشان ہے	۸۴	۹	تری بازو	ترے بازو
				۸۶	۱	پی تو زاہد	پی تو لو زاہد
۳۰	۱۰	حاجانکی	حاجات کی	۸۸	۳	دربانونکو	دربان کو
				״	۱۱	اونکے	اونکی
۴۷	۳	تہ کہلا	نہ کہلا	۹۳	۲	ابنی	اپنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۵	۱۱	یکنا	یکتا	۱۵۱	۵	قزہ کے	قزہ کی
۹۶	۸	قرمان	قربان	//	۶	کچھہ قدر	قدر کچھہ
۹۷	۳	وہی	اوہی	۱۵۵	۳	قسمت پہ پہنچے	قسمت پہنچی
۱۰۵	۳	ذرا میرے طرف	ذرا میری طرف	۱۵۶	۶	یہہ حقیقت	پر حقیقت
۱۱۳	۱	تیرے بزم	تیری بزم	۱۵۷	۱	نہی و امر	نہی اور امر
۱۱۴	۸	آپکے مانند	آپکی مانند	۱۵۹	۲	مجکو بیہوش کر دیا نے	مجکو بیخود بنا دیا نے
۱۲۲	۸	جانان	جانا	۱۶۱	۱۰	زلف ہندو ہوے	زلف ہندو ہوی
//	۱۱	گر جانا	مگر جانا	//	۱۱	کونچہ	کوچہ
۱۲۴	۹	بدل جاوے	بدل جاے	۱۶۴	۱۱	یہہ ہوگئی ہے ہر کسیکو	یہہ ہوگئی ہر کسیکو
۱۲۶	۱۰	عارت	غارت	۱۶۸	۱	کلو والشبر ہوا	کلو اور اسیر ہوا
۱۲۷	۳	مری آنکہو ن	مری آنکہون	۱۷۲	۶	نہ وہین	نہ وہین
//	//	آنک	آنکھہ	۱۷۵	۴	قزہ	مژدہ
//	۹	ہیرے	مرے	//	۷	اسے آب گل مین	اسی آب گل مین
//	۱۱	ہمین عابد	ہمین دین عابد	۱۸۱	۱۱	کرگے	کرکے
۱۲۸	۲	تیری پہلو	تیرے پہلو	۱۸۹	۱	عزو ادب	عجز و ادب
۱۲۹	۱۱	روٹ	روٹھہ	۲۰۵	۵	شہبار	شہیار
۱۳۰	۵	مری قبر	میری قبر				
۱۵۱	۵	قزہ کے	نزہ کی				

ح ۱۵۲

از نتیجهٔ افکار جناب مستطاب میرزا نظام الدین علیخان ابن المصنف

[illegible]

۱۵ [illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] دیوان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۳ [illegible]

مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان

الحمد للہ والمنہ مجموعۂ چمنستان وحدت و آئینۂ ارشاد یعنے دیوان چہارم
عالیجناب فیضمآب نواب میر عابد علیخان صولت جنگ بہادر دام اقبالہ متخلص بہ عالی الموسوم

نامۂ عشق

حسب فرمان نواب میر احمد علیخان بہادر احمد خلف نواب صاحب ممدوح
بہ تصحیح نواب میر محمد علیخان بہادر ناظم ہمشیرہ زادہ مصنف مد ظلہ

قد طبع فی مطبع شمس الاسلام

دفتر نمبر	
فن نمبر	ج ۲۵۱
کتاب نمبر	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا بتاؤں مری اِن آنکھوں نے کیا کیا دیکھا
مختصر یہ ہے کہ ہر جا ترا جلوا دیکھا

کثرتِ جلوہ نمائی نے کیا پوشیدہ
خود ترے حُسن کو ہمنے ترا پردا دیکھا

حکم سے تیرے ہوا ہے دمِ عیسےٰ کا ظہور
یہ بھی اک بات تھی قدرت کا تماشا دیکھا

کشتیِ نوح کو طوفاں سے بچایا تو نے
حکم سے تیرے ہی بڑھتا ہوا دریا دیکھا

ایسے اجمال کی تفصیل کہے کیا عابدؔ
مختصر یہ ہے کہ ہر جا ترا جلوا دیکھا

جسکو دردِ عشق تیرا اے شہِ والا ہوا
کسنے کی اُسکی دوا عیسیٰ سے کب اچھا ہوا

جس طرف نکلا ترا عاشق یہی چرچا ہوا
دیکھنا آتا ہے عابد جان پر کھیلا ہوا

خضر کی منت اُٹھانی پڑتی راہِ عشق میں
رہنمائی کی ہمارے دل نے خود اچھا ہوا

تیری خاطر اسقدر منظور ہے اللہ کو
تجھسے اُلفت جس نے کی وہ طالبِ مولا ہوا

سر میں سودا بھی ہوا تھی دل میں اُلفت آپکی
اک مرض پہلے سے تھا یہ دوسرا پیدا ہوا

ہے مدینہ عاشقوں کے واسطے دار الشفا
جو مریض اُس شہر کے اندر گیا اچھا ہوا

بدر نے جب تجھکو دیکھا ہو گیا گھٹکر ہلال
روبرو جب آفتاب آیا تو وہ تارا ہوا

ہمنے دی پہلو میں اپنے اس لئے دل کو جگہ
آپ کی تعریف سُن کر آپ پر شیدا ہوا

حشر میں جب میں چلونگا تیرا دامن اوڑھکر
ہوگا خورشیدِ قیامت مجھسے گھبرایا ہوا

فخر ہے آبا کو تجھسے ہے شرف اولاد کو
اس صفت سے متّصف کون اے شہِ والا ہوا

چہرۂ حضرت کو عابد کس سے میں تشبیہ دوں

مہر بھی دیکھا ہوا ہے ماہ بھی دیکھا ہوا

عرضی بہ بارگاہِ خواجۂ خواجگان چشت غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ میرے اے خواجہ — معین الدین سرتاجا
ہند کے والی عطائے رسول — کہتے ہیں ہندو بھی مہراجا
تیرے کرم سے پائے فیض — شہ ہو گدا ہو یا راجا
میرا وسیلہ کوئی نہیں — میری طرف کو تو آجا
فیض تو تیرا ہے جاری — میری مرادیں دیتا جا
خواب میں اپنے خادم کو — صورت اپنی دکھاتا جا
عرضی سابق ہو مقبول — دونوں ہیں کھڑے اب ساجا
تیرے کرم کی نوبت ہے — روز ہو در پہ یہ باجا

عابدؔ حاضر ہے در پر
دل کا مقصد دلوا جا

اُس جانِ جاں نے تجھکو مری جان بنا دیا
قدرت خدا کی مجھکو پریشاں بنا دیا

اے برہمن نہ پوچھ تو مذہب کا میرے حال
کعبہ میں رکھ کے بت کو مسلمان بنا دیا

نقشہ جما جما کے رخِ گلعذار کا
آنکھوں کو اپنی ہمنے گلستان بنا دیا

حیوان کی خاصیت تھی سراسر سرشت میں
احمد حسین نے مجھے انسان بنا دیا

عابدؔ یہ فیضِ بخششِ ناصر ہے دیکھنا
مورِ ضعیف کو جو سلیمان بنا دیا

رباعی

ہر چند طلب میں اک زمانہ ہوگا
معلوم کسی کو نہ ٹھکانہ ہوگا
اپنے دل میں ذرا تو ڈھونڈھو عابدؔ
گھر ہی میں چھپا صاحبِ خانہ ہوگا

ردیف بائے موحدہ

قطعہ تہنیت جشن سالگرہ مبارک خداوند نعمت اعلیحضرت قدر قدرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

فلک پہ ہے یہ تا خورشید تا خورشید میں ہو تاب
زمیں پر ہے یہ تا دریا رواں دریا میں تا ہو آب
الٰہی میر محبوب علی خاں شاہِ آصف جاہ
رہے عالم میں شاداں اور اُس کی مملکت شاداب

غزل

دیکھی جو میری نبض تو گھبرا گیا طبیب
لاؤ طبیب کیلئے اک دوسرا طبیب

آیا خیالِ یار تو تسکین ہو گئی
صد شکر دردِ دل کیلئے مل گیا طبیب

اُٹھ جاؤں کوئے یار سے یہ ایک ہی کہی
اِسکو تو جانتا ہوں میں دار الشفا طبیب

میری سنی نہ اپنی کہی اُٹھکے چلدیا
اے چارہ گر بتا میں ہوں دیوانہ یا طبیب

میری زباں سے سن نہ سکا میری کیفیت
عابد میں کہہ رہا تھا کہ بس اُٹھ گیا طبیب

قطعہ

جان ہی لیگی طمانچہ جسے ماریگی شراب
اس پری کو اسی شیشے میں اُتاریگی شراب
دین و دنیا سے یہ برباد کریگی عابد
اپنی جیتی ہوئی بازی تو نہ ہاریگی شراب

قطعہ

دامنِ عقل کو ذی ہوش کے پھاڑیگی شراب
خانۂ دل کو شرابی کے اجاڑیگی شراب
عقل رکھتے ہو جو تم اس سے بچو اے عابد
کام بنتا بھی اگر ہو تو بگاڑیگی شراب

ردیف تائے قرشت

اگر دیکھوں کسی دن احمدؐ مختار کی صورت
نظر آجائیگی مجکو مرے غفار کی صورت

ہمارے سینہ پُر داغ پر اک دن نظر ڈالو
اگر دیکھی نہیں ہے آپنے گلزار کی صورت
جوانی میں مزے لوٹے ضعیفی میں ہوئے تائب
نکالی خوب اے زاہد یہ استغفار کی صورت
مری آنکھوں سے اے ناصح ذرا تو دیکھ لے اسکو
بھلی معلوم ہوتی ہے مجھے دلدار کی صورت
نظر آتی ہے اے عابد ہمیں دوزخ بھی جنت بھی
وہ ہجرِ یار کی صورت یہ وصلِ یار کی صورت

خمسہ غزل حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ

کرسی و عرش ہیں کون و مکاں چیزے نیست
ہمہ او ہست بداں سر و عیاں چیزے نیست
بالیقیں ہست یہیں وہم و گماں چیزے نیست
بخدا غیرِ خدا در دو جہاں چیزے نیست
بے نشاں است ازو نام و نشاں چیزے نیست

جستجو سب تری بیکار تھی اے ذہنِ رسا
بھید تو نے بھی نہ کچھ اے دلِ دانا پایا

لے بتا دیتے ہیں ہم اسمیں ہے یہ اک نکتہ   ہستی تست حجاب تو دگر نا پیدا

کہ دریں پردہ بجز دوست نہاں چیزے نیست

روح جب نکلی تو ہو جاتا ہے انساں بیجاں   ہاں فقط کہنے کو رہجاتا ہے کچھ نام و نشاں
جلوہ ہر شئے میں اُسی کا ہے کوئی غیر کہاں   چند محجوب نشینی بگمانِ دگراں

خیمہ در کوئے یقین زن کہ گماں چیزے نیست

صرف اپنی نہ کہو میری سنو اے واعظ   مفت بدنام زمانے میں نہو اے واعظ
بات عشاق کے مطلب کی کہو اے واعظ   گر ز عشقت خبرے ہست بگو اے واعظ

ورنہ خاموش کہ فریاد و فغاں چیزے نیست

دیکھ اچھی نہیں عابد یہ تری خود کامی   عشق میں اپنا خیال آئے تو ہے وہ خامی
کوئی ہوتا ہے بھلا اسمیں کسی کا حامی   بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

ردیف ثائے مثلثہ

لبریز ہوگیا مئی وحدت سے جامِ غوث — ہر ایک کی زباں پہ نہ کیونکر ہو نامِ غوث
اسلام کو جگا کے ہوئے آپ محی دیں — عالم میں اس طرح سے ہوا انتظامِ غوث
بغداد کی زمیں پہ کچھ منحصر نہیں — جاری ہر ایک ملک میں ہے فیضِ عامِ غوث
الفاظ اگرچہ اور ہیں مطلب تو ایک ہے — پھر کیوں حدیث سے نہ ملیگا کلامِ غوث
جی میں ہے رات دن یہ وظیفہ پڑھا کروں — آٹھوں پہر الٰہی رہے وردِ نامِ غوث
محشر میں ہوگا ساغرِ کوثر کا مستحق — دنیا میں شوق سے جو پئے ایک جامِ غوث

کیونکر ہوں دور خادم و مخدوم روزِ حشر
مولا ہیں اسکے غوث تو عابد غلامِ غوث

ردیف جیم تازی

اللہ تھا مشتاقِ پیمبر شبِ معراج — ہے عید سے رتبہ میں فزوں تر شبِ معراج

تھا عرش پہ اور چرخ پہ اک نور کا عالم
کیا رات تھی اللہ اکبر شب معراج

پل بھر میں جو افلاک کرے طے وہ سواری
جبریل امیں لائے زمیں پر شب معراج

کیونکر نہ کہے رحمت عالم تمھیں اُمّت
اُمّت کی سفارش تھی زباں پر شب معراج

درکار تھی کیا راہنمائی انھیں عابد
خود شوق تھا سرکار کا رہبر شب معراج

ردیف حائے حطّی

سمجھاؤں لا کے روز کہاں سے نئی طرح
دل بھی تو مانتا نہیں ظالم تری طرح

دو دن میں آپ ہو گئے بیزار عشق سے
برسوں اُٹھائی ہمنے مصیبت اسی طرح

گذری شب فراق تو آیا ہے روز ہجر
ٹلتی نہیں ہے ٹالے سے آفت کسی طرح

کیا میرے ہی لئے ہیں یہ واعظ نصیحتیں
سمجھاؤ اوسکو بھی تو کسی دن اسی طرح

عاشق مزاج اور بھی دنیا میں ہیں بہت

عابد بنائی آپنے یہ کیا بُری طرح

ردیف خائے معجمہ

یاد آیا صبحدم مجھے وہ بے نقاب رخ
دیکھا افق میں جب ترا اے آفتاب رخ

کوئی نہیں نظیر تری اے بُتِ حسیں
دنیا میں تو نے پایا ہے کیا لاجواب رخ

اس غیرتِ قمر کا جو ہو جائے سامنا
تا حشر زیرِ ابر رکھے ماہتاب رخ

چسکا تری تلاش کا پڑ جائے جسکو یا
گھر کی طرف کرے نہ وہ خانہ خراب رخ

عابد کی روح تازہ نہ کیوں ہو شبِ وصال
ہے مشک تیری زلف تو تیرا گلاب رخ

ردیف دال مہملہ

نہ ہو دل میں کیونکر ولائے محمدؐ
ہے شاہوں سے بڑھکر گدائے محمدؐ

کہونگا یہ داؤدؑ سے حشر کے دن
پسند آئی مجھکو صدائے محمدؐ

مجھے ڈر نہیں تیرا خورشید محشر
مرا سر ہے زیرِ لوائے محمدؐ

نہ دنیا کا باقی رہا سر میں سودا
سمائی ہے جب سے ہوائے محمدؐ

جو آئے سرِ حشر عابد تو یا رب
اُسے بخش دینا برائے محمدؐ

ردیف ذال معجمہ

جعدِ مشکیں میں نہ رکھ لعل و گہر کا تعویذ
چاہیے تیرے لئے دفعِ نظر کا تعویذ

خوشنما جبکہ نظر آتا ہو نیلا ڈورا
زیب کس طرح نہ دے بازو پہ زر کا تعویذ

جی میں آتا ہے یہی نقشِ محبّت لکھ کر
بھیجدیں آج انھیں خونِ جگر کا تعویذ

مہرباں مجھ پہ جو پایا انھیں اعدا نے تمام
کھولکر پھینکدیا بازو کا سر کا تعویذ

نام عابد کا لیا تو نے دمِ آرایش
وہم سے پھینکیں گے مشاطہ وہ زر کا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

ہیں امیر المومنیں حضرت عمرؓ
باعثِ افشائے دیں حضرت عمرؓ

پیش گوئی کی ہے مثلِ وحیِ حق
ناطقِ حق ہیں یقیں حضرت عمرؓ

اُس جگہ ہوتا نہ شیطاں کا گذر
جب کبھی جاتے کہیں حضرت عمرؓ

میرے دل میں ہے محبت جاگزیں
ہیں مرے دل کے مکیں حضرت عمرؓ

مجھ سے کیا تعریف ہو عادل بھلا
ہیں انیسِ شاہِ دیں حضرت عمرؓ

نظر جمتی نہیں دم بھر کسی کے روئے روشن پر
لگی رہتی ہیں کیوں آنکھیں ہماری روزنِ چلمن پر

عدو سے مجھ سے جب اَن بن ہوئی وہ چلدیئے اُٹھکر
نہ اوسکا خون گردن پر نہ میرا خون گردن پر

ذرا دیکھو تو کیا اونچا ہوا نخچیر کا رتبہ
اُٹھا کر لیچلا صیاد اوسکو پشتِ توسن پر

ہزاروں بار مقتل میں یہ ہمنے آزمایا ہے
کہ تیغِ ابروئے قاتل بڑھی ہے تیغِ آہن پر

تجھے دیکھا تو پروانے نے شب میں شمع کو چھوڑا
نظر پڑتی ہیں بلبل کی وہیں صحن گلشن پر
ہماری تاک میں صیاد تھا آخر نظر پہنچی
بہت ہی ناز تھا ہمکو محبت اپنے نشیمن پر

خدا کو یاد کرتا ہوں عبادت ہے یہی عادل
نظر پڑتی ہے جب بیساختہ اوس صبح کے جوبن پر

مبارکبادی جشن جوبلی اعلحضرت خداوند نعمت قدر قدرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

واہ کس رنگ سے کس روپ سے آئی ہے بہار
سبز پوشان چمن کا ہے نرالا ہی بگھار
پتے ہلتے ہیں تو ارگن کی صدا آتی ہے
ڈالیاں جھومنے لگتی ہیں خوشی سے ہر بار
آج چلتی ہے ہوا بھی تو بہت تھم تھم کر
ابر گھرتا ہے تو پڑ جاتی ہے ہلکی سی پھوار
ٹپکی پڑتی ہے دماغوں سے بھی اتنی تفریح
کہ ہوا جاتا ہے ہر شخص کا چہرہ گلنار
حیدرآباد میں یہ دھوم مچی ہے کیسی
عید کا سا نظر آتا ہے سماں ہر اک بار

کیوں نہ ہو آج مرے شاہ کی ہے سالگرہ
آئینہ بند ہر اک کوچہ ہے ہر اک بازار

شاہ وہ شاہ کہ ہے غیرتِ شاہانِ زمن
شاہ وہ شاہ کہ ہے عالی ہمم عالی وقار

آج وہ دن ہے کہ تھی جسکی مسرت ہمکو
آج وہ دن ہے کہ تھی جسکی خوشی لیل و نہار

صدقِ دل سے میں سناتا ہوں مبارکبادی
دل کے آمین کہیں اس پہ سب اہلِ دربار

جوبلی کا ہو تجھے جشن مبارک اے شاہ
ہو اسی طرح ہر اک سالگرہ بھی ہر بار

شرق سے غرب پہنچ جائے گرہ کا ناڑا
اتنی گرہیں ہوں کہ عابد سے نہ ہو جن کا شمار

خمسۂ غزل خداوندِ نعمت اعلیٰحضرت قدر قدرت حضور پُرنور بندگانِ عالی متعالی مدظلہ العالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

شریعت کے چمن میں سیر کر تو با وفا ہو کر
طریقت کی جو لیتا ہے تو مِل حق میں فنا ہو کر

رہا کر بیخودی کے شہر میں بس باخدا ہو کر
رہیگا چین سے کب تو کسی کا آشنا ہو کر

بہت پچھتائیگا ظالم ارے تو بیوفا ہو کر

یہی اک بات پہ ایمان اب ہم سب کو لانا ہے
یہ منزل چھوڑ کر پھر آخرت منزل کو جانا ہے
اگر عاشق ہے تو اپنا کسی کو کیا منانا ہے
ارے ظالم قیامت میں خدا کو منہ دکھانا ہے

نکر غیروں سے تو الفت کسی کا آشنا ہو کر

ستاتا ہے عبث عشاق کو تو اس سے ہے کیا حاصل
ذرا تو سوچ لے ظالم گھڑی بھر بن جا عادل
ترے ہمرہ ہونگا ہر گھڑی ہر حال میں شامل
چھوڑا نہیں نہ چھوڑونگا کہے دیتا ہوں میں قاتل

لہو میرا رہے گا ہاتھ میں رنگِ حنا ہو کر

ڈراتا کیوں ہے اے واعظ مقر ہوں میں ندامت کا
کہ خائف ہوں ہاں شکر ہمیشہ قول صمولیت کا
مجھے عابد بھروسہ ہے محمدؐ کی شفاعت کا
تجھے کیا خوف ہے آصف بھلا روز قیامت کا

تجھے لیجائینگے جنت میں حضرت رہنما ہو کر

ردیف زائے معجمہ

کوئی کیا جانے کہ کیا ہے روضۂ بندہ نواز
کعبۂ صدق و صفا ہے روضۂ بندہ نواز

مقبلوں اور عاشقوں کی آنکھ سے دیکھے کوئی
باغِ رضواں سے سوا ہے روضۂ بندہ نواز

زاہدوں کو خلد ہے اور عابدوں کو ہے بہشت
دیکھنا کیا پر فضا ہے روضۂ بندہ نواز

جب کوئی آیا یہاں دل کی مرادیں مل گئیں
واہ کیا حاجت روا ہے روضۂ بندہ نواز

کیوں نہ بیمارانِ دردِ لادوا آئیں یہاں
سن لیا دار الشفا ہے روضۂ بندہ نواز

ہر طرف سے آ رہے ہیں لوگ اس دربار میں
مرجعِ عالم ہوا ہے روضۂ بندہ نواز

جو گیا افسردہ خاطر غنچۂ دل کھل گیا
کچھ عجب فرحت فزا ہے روضۂ بندہ نواز

قافلے ہر ملک سے ہر روز آتے ہیں یہاں
واہ کیا مہماں سرا ہے روضۂ بندہ نواز

آنکھ پڑتی ہے ہر اک فرد بشر کی شوق سے
منظرِ شاہ و گدا ہے روضۂ بندہ نواز

مضطرب مضطر پریشاں سب کو حاصل ہے سکوں
ایسی کچھ تسکین کی جا ہے روضۂ بندہ نواز

اب کہاں جاؤں میں عابدؔ اس جگہ کو چھوڑ کر

میرے دل کو بھا گیا ہے روضۂ بندہ نواز

ردیف سین مہملہ

جاہوں کو ہے جو دنیا کی ہوس
عقل والوں کو ہے عقبیٰ کی ہوس

نام کا ہے زاہدوں کو بھی خیال
چھوڑتی ہے کس کو دنیا کی ہوس

کیا بہار آئی ہے پھر گلزار میں
ہوتی ہے کیوں دل کو صحرا کی ہوس

آرزو پوری ہو یہ ممکن نہیں
ہارے ہم نے کی بھی تو کیا کی ہوس

ترک تم خود ہی کرو عابد اُسے
تم کو چھوڑے گی نہ دنیا کی ہوس

ردیف شین معجمہ

جس طرح سے بلبل کو ہو گلزار کی خواہش
ہے دل کو مرے کوچۂ دلدار کی خواہش

ہے شوق کسی طرح تجھے یاد کریں ہم
تسبیح کی خواہش ہے نہ زنّار کی خواہش

فرقت میں اُٹھاتا ہوں مصیبت پہ مصیبت
بڑھتی ہی چلی جاتی ہے آزار کی خواہش

مجبوری سے رہتا ہوں میں سرکارِ دکن میں
جاتی نہیں دل سے ترے دربار کی خواہش

حاضر ہے شفاعت طلبی کے لئے عابلؔ
کیا پوچھتے ہیں آپ گنہگار کی خواہش

ردیف صاد مہملہ

ہم نے دیکھا پھولتے پھلتے نہیں طامع حریص
نارِ حسرت میں کہاں جلتے نہیں طامع حریص

جب کہیں دیکھا کسی زردار کے گھر کا نشاں
اُس جگہ سے پھر کبھی ٹلتے نہیں طامع حریص

ہوگئے گمراہ بس راہ قناعت چھوڑ کر
راستہ سیدھا کبھی چلتے نہیں طامع حریص

عید بھی آئے تو کیا انکے لئے کچھ بھی نہیں
عطر بھی پوشاک پر ملتے نہیں طامع حریص

آپنے عابلؔ کہا ہے خوب مصرع واہ وا
ہمنے دیکھا پھولتے پھلتے نہیں طامع حریص

ردیف ضاد معجمہ

جب سے کہ دل میں عشق کا پیدا ہوا مرض
جوں جوں دوا کی اور بھی بڑھتا گیا مرض

کیسی دوا دی آپ نے اے غیرتِ مسیح
خفّت کے بدلے اور ہوا ہے سوا مرض

تم آگئے تو ہو گئی صحّت مجھے نصیب
ایسا بتاؤ تو کہیں دیکھا بھی تھا مرض

چارہ مریضِ عشق کا ہوتا نہیں کبھی
مجھ پر ہزار جان سے ہے مبتلا مرض

سُن سُن کے میرا حال اطبا جہان کے
حیرت میں ہیں کہ ہو گیا عابد کو کیا مرض

ردیف طائے مہملہ

کیوں نہ ہو جائے بھلا دل کو سرِ خار سے ربط
ہو گیا ہے مجھے مژگانِ ستمگار سے ربط

زاہدا کعبۂ مقصود مبارک تجھ کو
ہے مرے سر کو تو سنگِ درِ دلدار سے ربط

یاد آتا ہے مجھے عارضِ گلگوں کوئی
ہے تجھے بلبلِ شیدا گلِ گلزار سے ربط

آنکھ پڑتی ہے چمن میں گلِ نرگس پہ تری
ایک بیمار کو ہے دوسرے بیمار سے ربط

کیوں نہ عابل کو رہیگا تری صورت کا خیال
حسن رکھتا ہے ترا طالبِ دیدار سے ربط

ردیف ظائے معجمہ

مجھکو معلوم ہے سب تیری حقیقت واعظ
کیا سناتا ہے مجھے روز نصیحت واعظ

خود تو کرتا نہیں لوگوں کو سکھاتا ہے عمل
خاک تاثیر کرے تیری نصیحت واعظ

بات بے وقت کہا کرتا ہے جاہل کی طرح
اب بھی تجھ سے نہ گئی بوئے جہالت واعظ

رند تیری نہ سنینگے ہرگز
کس لئے روز اٹھاتا ہے ندامت واعظ

حاجتِ پند و نصیحت نہیں کچھ اسکے لئے
دل سے مرغوب ہے عابل کو عبادت واعظ

ردیف عین مہملہ

جب سے ہوا دکن میں اہلِ زباں کا مجمع
ہونے لگا یہاں بھی ہندوستاں کا مجمع

تیرے خیال میں ہم ہیں ہر جگہ اکیلے
کہتے ہیں سب ٹھہر کسکو کیسا کہاں کا مجمع

مظلوم تیرے جس دن چلّائینگے ستمگر
ہو جائیگا فلک پر آہ و فغاں کا مجمع

ابرو کے اور مژہ کے یاد آتے ہیں اشارے
ہوتا ہے میرے دل میں تیر و سناں کا مجمع

ملکِ دکن میں جب اوستاد داغ آئے
بس ہو گیا دکن میں اہلِ زباں کا مجمع

ردیف غین معجمہ

استادِ زماں تھے حضرتِ داغ
مشہورِ جہاں تھے حضرتِ داغ

اردو پہ بہت ہے انکا احساں
بانیٔ زباں تھے حضرتِ داغ

ہوتے تھے مشاعروں کے چرچے
جبتک کہ یہاں تھے حضرتِ داغ

ذی الحجہ کی تھی جو دسویں تاریخ
دنیا سے رواں تھے حضرتِ داغ

عشرہ ہوئی عید سب کو عابدؔ
فیّاض جہاں تھے حضرتِ داغؔ

قطعۂ تہنیتِ تولدِ شاہزادہ بلند اقبال مدظلہ العالی

دید کے قابل ہے سارے جاں نثاروں کی خوشی
سن لیا روشن ہوا ہے اور اک اچھا چراغ

عرض ہے عابدؔ کی درگاہِ خدا میں رات دن
تا ابد قایم رہے شاہِ دکن تیرا چراغ

ردیف فا

رتبہ ترا ہے سب سے سوا اے شہِ نجف
تعریف کیا ہو تیری ادا اے شہِ نجف

آساں کیوں نہ ہونگی غلاموں کی مشکلیں
مشکل کشا ہے نام ترا اے شہِ نجف

اے شاہ تو ہے قوتِ بازوئے مصطفےٰ
ثانی ہے تیرا کون بھلا اے شہِ نجف

کس طرح آپ سے درِ خیبر نہ ٹوٹتا
شیرِ خدا ہیں شیرِ خدا اے شہِ نجف

دنیا ہے تیرے فیض سے اے شاہ بہرہ ور

عابدؔ پہ اک نظر ہو ذرا اے شہِ نجفؑ

ردیف قاف

میں وصف لکھوں آپکا کیا حضرتِ صدیقؓ ہے رتبہ سوا آپکا یا حضرتِ صدیقؓ
تصدیق کی معراج کے احوال کی جس دن نام آپ کا مشہور ہوا حضرتِ صدیقؓ
مقبول ہوئیں تیرے وسیلے سے دعائیں جب نام ترا میں نے لیا حضرتِ صدیقؓ
تو پہلا خلیفہ ہے برابر ہے یہ ترتیب گمرہ ہے جو کہتا ہے برا حضرتِ صدیقؓ

خورشید اگر تو ہے تو عابدؔ ترا ذرّہ
تو شاہ وہ درویش ترا حضرتِ صدیقؓ

ردیف کاف

دل میں آجاتا ہے ارماں اک نہ اک گھر میں رہجاتا ہے مہماں اک نہ اک
ہر گھڑی آتا ہے تیرے دام میں اے بتِ کافر مسلماں اک نہ اک

تم سے شکوہ ہم جو کر سکتے نہیں یاد آجاتا ہے احسان اک نہ اک
ہر گھڑی ہے زلف و کاکل کا خیال دل کو کرتا ہے پریشاں اک نہ اک

گر یہی حالت رہی عابل تو پھر
جان لیگا روزِ ہجراں اک نہ اک

قطعۂ تاریخ سرفرازی خطاب

سن کے یہ حال خوش ہوئے احباب اڑ گیا حاسدوں کے چہرے کا رنگ
تم سے عابل جو شہ نے فرمایا لو یہی لو خطاب صولت جنگ
۱۳ھ

ردیف لام

رکھدیا کسنے تری زلفِ گرہ گیر میں گل پھول نکلا ہے مگر حلقۂ زنجیر میں گل
یوں ہوادار ہوئی موجِ نسیم اوس گل سے پھولنے پھلنے لگے گلشنِ کشمیر میں گل
داغ چیچک کے نمایاں ہیں تہِ ابرو سے یا نمودار ہیں سفاک کی شمشیر میں گل

گالیاں دیتا ہے تو مجھکو مزا ملتا ہے
واہ کیا گرتے ہیں منہ سے تری تقریر میں گل

عابد اب کر چمن کا ہیکو تجھکو جز داغ
زیب دیتے نہیں ہرگز تری تحریر میں گل

قطعہ

خداوندِ مجازی را بہ اقبال
خداوندِ حقیقی دار خوش حال
فزود اعزازِ مارا او دریں ماہ
با فزا عزّتِ او را بہ ہر سال

ردیف میم

گو نہ پنداری چنیں لایق منم
لیک بہرِ وصلِ تو شایق منم
با مریضان گوید آں شکِ مسیح
در طبیبانِ جہاں حاذق منم
صبحدم از غیب می آید ندا
جملہ را روزی رساں رازق منم
در گلم روزِ ازل پیوست عشق
جملہ معشوق اند و یک عاشق منم

چوں نباشم عابد اس مہوش رو
در گروہِ سالکاں فائق ہستم

کوئی اور دیکھا نہ تم سا صنم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
نہ تم سے پھرے ہیں نہ پھر جائیں ہم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
مری زندگی ہے فقط تیرا دم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
مقدر تو میرا ہے تیرا قلم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
ہے طاقِ حرم تیرے ابرو کا خم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
برابر ہے آصف کے دارا نہ جم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

کرینگے نہ اب بات عابد سے ہم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

تجھی سے ہیں آباد دیر و حرم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

گلی ہے تری رشکِ باغِ ارم　　خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
نگھبان ہیں میرے شاہِ امم　　خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
تجھے دیکھکر بھولے سب رنج و غم　　خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
کیا کرتے ہو تم ستم پر ستم　　خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
نہ دنیا کا غم ہے نہ عقبیٰ کا غم　　خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
خدا کے کرم سے ہے شہ کا کرم　　خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

نہ سمجھا ہے عابل حدوث و قدم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

ہوئی ہے آج کسی کی خبر ہمیں معلوم　　ہمارے دلمیں ہے جسکا گذر ہمیں معلوم
پتا چلیگا کہاں عرش پر تو کچھ بھی نہیں　　مکان دلمیں ہے کسکا گذر ہمیں معلوم
چڑھے نہ دار پہ منصور کی طرح یہ بھی　　بلند ہوتا ہے کچھ اپنا سر ہمیں معلوم

جہاں میں تخمِ عمل آج ہم جو بوتے ہیں
بنینگے حشر میں کل وہ ثمر ہمیں معلوم

کسی کے عارضِ تاباں کا عکس ہے عامل
نہیں ہیں چرخ پہ شمس و قمر ہمیں معلوم

ردیف نون

ماہِ طیبہ کی تجلی مہِ کنعاں میں نہیں
باغِ یثرب کی ہوا روضۂ رضواں میں نہیں

الفتِ احمدِ مرسل نہو جبتک دلمیں
مرے نزدیک وہ کامل بھی تو ایماں میں نہیں

کسکی تنویر سے دوں روئے منوّر کی مثال
ماہِ تاباں میں نہیں مہرِ درخشاں میں نہیں

کی ہے اللہ نے بھی آپکی بے حد تعریف
آپکی مدح لکھوں یہ مرے امکاں میں نہیں

آپ ہیں مالکِ کل آپ ہی ہیں ختمِ رسل
دستخط آپکے کیا مہرِ سلیماں میں نہیں

یا محمدؐ منِ بے سروساماں مددے
کونسی بات بھلا آپکے امکاں میں نہیں

یادِ یثرب میں جو آتے ہیں امنڈ کر آنسو
کیا شمار اونکا شمارِ غلطاں میں نہیں

تو ہی اے مرغِ دل اُڑ جا کر مری عرضی پہنچا
حوصلہ اسکے لئے مرغِ سلیمانؑ میں نہیں

آج دربار میں کیا یاد ہوئی ہے اُسکی
عابدِ خستہ مدینے کے بیابان میں نہیں

بالیقیں وہ میرے دل کا ہے مکیں
میرا خالق میرا رب العالمیں

ناصرؔ و احمدؐ محمدؐ ایک ہے
یہ مضامیں جانتے ہیں دوربیں

میری ملت جانتے ہیں پاکباز
میرا مذہب جانتے ہیں اہلِ دیں

حقؔ و ناحق جاننے کے واسطے
سیکھ لو جا کر کہیں علم الیقیں

کس نیابد حال پختہ ہیچ خام
کیا کرینگے لیکے فردوسِ بریں

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا
آپنے قرآن میں کیا دیکھا نہیں

پیر ہیں عابد کے ناصر بالضرور
مرشد اب احمد حسینؒ اُسکے یقیں

آپ کہتے ہیں کہ گرمیِ تبِ ہجراں میں نہیں
ہیں کہیں اتنی طپش آتشِ سوزاں میں نہیں

کیوں نہ ہو جائے حسینوں کی حکومت دل پہ
انکی پروا نہ کروں جو میرے امکاں میں نہیں

المدد المدد اے آہ و دعائے سحری
رات سے دل ہی مرے سینۂ سوزاں میں نہیں

رکھے اللہ مرے سوزِ جگر کو قایم
خوف سردی کا مجھے فصلِ زمستاں میں نہیں

چشمِ گرم اب نہ دکھاؤ نہ دکھاؤ دیکھو
ایک آنسو بھی مرے دیدۂ گریاں میں نہیں

قیس و فرہاد نے کچھ مجھ سے لیا ہے حصہ
بات اوستاد کی ہر طفلِ دبستاں میں نہیں

جو صفت تجھمیں ہے جو وصف ہے مجھمیں اے گل
گلِ خنداں میں نہیں بلبلِ نالاں میں نہیں

عاشقوں سے نہ کہو نارِ سقر کا احوال
کیا طپش اوس سے سوا آتشِ ہجراں میں نہیں

عابد اک اشکِ ندامت نے کیا ہے کیا کام
ایک بھی جرم مرے دفترِ عصیاں میں نہیں

کوئی وحشت کے سوا خانۂ زنداں میں نہیں
ڈھونڈھکر لاؤں جو پتھر مرے امکاں میں نہیں

کتنا بے رتبہ کیا حسن پرستی نے مجھے
ہائے کچھ قدر مری چشمِ حسیناں میں نہیں

ہچکیاں تھم ہی گئیں اشک بھی رک ہی گئے
کوئی اب دوست ہمارا شبِ ہجراں میں نہیں

ایک ہی وار میں ابرو نے کیا دل پہ اثر
کاٹ اتنا تو کسی تیغِ خراساں میں نہیں

ضبط سے کام لے عابدؔ نہ کر اتنی جلدی
وہ کہیں گے کہ ذرا صبر بھی مہماں میں نہیں

ہونے لگی ہے میری حکایت کہاں کہاں
اے عشق تجھ سے ہوگئی شہرت کہاں کہاں

حوروں کی آرزو ہے تمنا بہشت کی
پہنچی ہے زاہدوں کی بھی نیت کہاں کہاں

لیلےٰ کے عشق نے تجھے دیوانہ کردیا
مجنوں! ہوئی ہے اب تری شہرت کہاں کہاں

بزمِ شراب بزمِ طرب بزمِ عیش میں
ظاہر کی تم نے شیخ کرامت کہاں کہاں

معبد ہزاروں لاکھوں ہیں معبود ایک ہے
عابدؔ کرینگے آپ عبادت کہاں کہاں

آکے ملنا مجھ سے تو گلزار میں
پھول بھی ہو شربتِ دیدار میں

سیکڑوں میں بھی نہیں تیرا جواب
کیا ملے دس بیس میں دو چار میں

ماہِ کنعاں مصر ہی میں ہے عزیز
تیری خواہش ہے ہر اک بازار میں

حسرتِ دیدار پھر بھی دل میں ہے
رات دن رہتے ہیں ہم دربار میں

گھر سے کیا نکلا ہے دیوانہ ترا
شور کیا ہے کوچہ و بازار میں

قیس سے کہدو کہ لیلیٰ دل میں ہے
ڈھونڈھتا پھرتا ہے کیوں کہسار میں

دیکھلو عابدؔ کسی دن جا کے تم
خلد کی ہر شے ہے کوئے یار میں

قطعہ

ہمکو احکام شریعت کے بجالانے ہیں
جو خطا کرتے ہیں اسمیں وہی دیوانے ہیں

ہیں جو معبود کے عابدؔ تو اطاعت ہے ضرور
غور اس پر جو کیا کرتے ہیں فرزانے ہیں

قطعہ

سمجھنے والا سخن کا نہیں زمانے میں
کہا ہے رازِ الٰہی کو اس بہانے میں

اگر شعور ہے عابد سے نورِ چشم سنو
خزانہ خاک میں ہے خاک ہے خزانے میں

قطعہ

کاشفِ علمِ خفی احمد حسین
ہیں مرے سروِ سہی احمد حسین

کلکِ عابد سے ہو کیا انکی ثنا
مایۂ لطف و بہی احمد حسین

ٹھمری

دیکھی میں نے ساری رین
تم سے روشن موری نین

ناصرِ مطلق اوسیاں
مجھ سے ملاؤ اب تو نین

تم بن عابد ہے بیکل
کاہے پرت ہے اُسکے چین

ردیف واو

معروضہ

بہ بارگاہ سالارِ انبیا شافع روزِ جزا صلی اللہ علیہ وسلم

تمھیں سب کے مختار یا مصطفیٰ ہو حبیبِ خدا ہو رسولِ خدا ہو
مجھے کون چاہے اگر تم نہ چاہو تمھیں میرے سردار ہو بادشاہ ہو
اولو العزم جتنے ہوئے ہیں پیمبر خدا کی قسم تم تو سب سے سوا ہو
بلاؤں میں امت گھری ہے بچا لو شفیع الامم ہو شفیع الوریٰ ہو
نظر تیری رحمت کی جس پر پڑیگی اسی وقت فضلِ خدا برملا ہو
حیات النبی کہتی ہے ساری خلقت مدینہ پہ کیا حصر تم جابجا ہو
حضور اب دکھا دیجئے اعجاز اپنا مریضانِ عصیاں کی اچھی دوا ہو
مرے دل کا مطلب ہے حضرت یہ روشن عطا ہو عطا ہو عطا ہو عطا ہو

تمھیں دیکھ لے جس نے حق کو نہ دیکھا
نکیرین کا خوف ہرگز نہ ہوگا
تمھیں معنئ آیۂ اینما ہو
میں جب دفن ہوں آپکا سامنا ہو

خدا کی عبادت ہے عابد کا پیشہ
غلامی بھی حضرتؑ کی اس سے ادا ہو

خدا کا کہنا نہیں سمجھتے تو میرا کہنا بھلا سمجھلو
کہا تھا کیا میں نے کیا کہا ہے میں کیا کہونگا ذرا سمجھلو
تمھارا وسواس جائے کیونکر خیالِ فاسد نہ آئے کیونکر
یقیں کے میدانمیں بیٹھ جاؤ تو جسکو چاہو خدا سمجھلو
جہاں کی چالیں ہیں ساری الٹی ذرا تو سمجھو ذرا تو سوچو
خیال کرتے ہو جس کو کوّا یقین اُسکو ہما سمجھلو
وہاں ہے نام اور یہاں نشاں ہے سمجھ میں کیا خاک ہے تمھاری

تمھیں مبارک ہو رب تمھارا جو ربِّ قالُوا بلیٰ سمجھلو
ظہورِ ناصر کا ہے یہ جلوہ یہ فضلِ احمدؐ ہے مجھ پہ عابدؔ
کہ کہتے ہیں سارے سُننے والے کلام اِنکا ذرا سمجھلو

تماشا دید کے قابل قیامت میں بھی اے جاں ہو
دمِ محشر ہمارا ہاتھ ہو تیرا گریباں ہو

جو دل پامال کرتے ہو تمھیں کچھ غم نہیں ہوتا
تمھارا گھر تمھارے سامنے اسطرح ویراں ہو

نہیں کچھ بھی تعلق بس چلو جھگڑا ہی اب کیا ہے
نہ میں عاشق تمھارا ہوں نہ تم ہی میرے خواہاں ہو

نہ حاصل ہو عدوئے بوالہوس کو عشق کی دولت
ملے عشّاق کو حصّہ تو اُسکو حجبِ حرماں ہو

ہر اک صفحہ پہ ہو توصیف روئے صاف و عارض کی
ترے اوصاف سے مملو ہمارا جملہ دیواں ہو

کہو تو کس لئے دیکھا تھا تم نے اپنی صورت کو
کہ مجھسے آئینہ سے کچھ زیادہ تم ہی حیراں ہو

مکانِ دل میں رہتا ہے وہ جسکو ڈھونڈھتے ہو تم
تلاشِ یار میں عابدؔ عبث تم بھی پریشاں ہو

رباعی

قدرت میں کبھو زبان نہ ہرگز کھولو
وحدت سمجھو نہ کچھ بھی منہ سے بولو
کیوں حرص جہاں ہے تمکو اے عابل
دنیائے دنی سے ہاتھ اپنا دھولو

ردیف ہائے ہوز

بےچین ہوں اے احمد مختار زیادہ
اب ہجر کی طاقت نہیں سرکار زیادہ
گھٹتی ہے مرے دل سے جو دنیا کی تمنا
بڑھتا ہے خیال آپ کا ہر بار زیادہ
تھک تھک کے جو رہجاتا ہوں وادی طلب میں
ہوتی ہے مرے شوق کی رفتار زیادہ
کیوں جان نہ دوں عشق میں ایذا طلبی پر
راحت سے مزا دیتا ہے آزار زیادہ

عابل کا برا حال ہے اب ملک دکن میں
اب ہجر کی طاقت نہیں سرکار زیادہ

قطعہ تہنیت تولد شہزادہ بلند اقبال مدظلہ العالی

بسلطان کن از لطفِ خالق
تولد شد ہمایوں شاہزادہ
نمکخوارانِ دولت می سرایند
الٰہی عمر و اقبالش زیادہ

ردیف یائے تحتانی

نہ حوروں کی تمنا ہے نہ شوقِ قصرِ جنت ہے
مدینہ بس ہے اے رضوان مدینہ ہی میں راحت ہے

شہنشاہِ رسل ہیں اور آدم میں یہ نسبت ہے
وہاں بھی ابتدا اونکی یہاں ختمِ نبوت ہے

مدینہ جاکے آئے دوست میرے میں دکن میں ہوں
عجب برگشتگی بخت ہے خوبی قسمت ہے

نہ بھولے تھے نہ بھولے ہیں نہ بھولینگے قیامت میں
لبِ معجز نما پر ہر گھڑی امت ہی امت ہے

ترے بیمار پر قرباں ہوتی ہے اجل آکر
فرشتے کہتے ہیں باہم یہ کیسی اچھی صورت ہے

شریکِ امتِ مرحومہ عاصی بھی بہت سے ہیں
رسول اللہ کی یہ شفقت خدا کی یہ عنایت ہے

مدینہ ہو مرا مسکن مدینہ میں رہوں عابد
یہی اک آرزو دل میں یہی اک دل میں حسرت ہے

ایسی خالص ہے خدا سے آشنائی آپکی
یا رسول اللہ ہے ساری خدائی آپکی

آئینگے جس وقت میری قبر میں منکر نکیر
نام لونگا آپ کا دونگا دہائی آپکی

آئینہ خانے میں اپنے حاجت تصویر کیا
لوح دل پر ہمنے اب صورت جمائی آپکی

کیوں نہ چھوڑیں سلطنت کو بادشاہانِ جہاں
بادشاہی سے ہے بڑھ چڑھکر گدائی آپکی

کفر کی ظلمت ہوئی کافور دنیا سے تمام
راہ پر کس کس کو لائی رہنمائی آپکی

ہو گیا حاصل فلک کو فخرِ نعلینِ شریف
عرش پر جسدم ہوئی حضرت رسائی آپکی

ذاتِ اقدس آپکی ہے رحمۃ للعالمین
بخششِ عصیانِ اُمّت ہے کمائی آپکی

ہو گیا کوئی مسلماں کوئی مومن ہو گیا
صدق دل سے جسنے کی ہے آشنائی آپکی

عاصیوں کو بخشدیگر آپسے پوچھے خدا
آرزو اے شافع محشر بر آئی آپکی

حاکمِ دارین ہیں اور مالکِ کونین ہیں
میری کیا طاقت کہ میں لکھوں بھلائی آپکی

جلوہ فرما آنکھمیں عابل کی رہکر دل لیا

واہ اچھا رنگ لائی رونمائی آپ کی

دین کے سردار عثمانِ غنی
سب کے ہیں سالار عثمانِ غنی

جامع القرآن کہتے ہیں تمھیں
سب عدو اور یار عثمانِ غنی

ایک میں بھی اُنکا ہوں ادنیٰ غلام
ہیں مرے سرکار عثمانِ غنی

آپ ہی مشہور ذی النورین ہیں
آپ ہی سرکار عثمانِ غنی

ہے یہ عابل کا وظیفہ راتدن
لب پہ ہے ہر بار عثمانِ غنی

کرم جب آپکا مجھپر حضور ہوتا ہے
مجھے تمام جہاں کا شعور ہوتا ہے

تمھارے جلوے سے دل کوہ طور ہوتا ہے
نظر میں نورِ خدا کا ظہور ہوتا ہے

تم اپنے حسن کی کیا پوچھتے ہو مجھسے جناب
جہاں میں تمسا کوئی رشکِ حور ہوتا ہے

ہوا ہے فیض سے فیاض یہ جہاں سارا
خیالِ فیض کہیں دل سے دور ہوتا ہے

یہ چار دن کی فقط چاندنی ہے اے مہِ حسن
ہمارا شیشۂ دل تیرے سنگ ظلم سے ہائے
مرے جو مرنیکے آگے تو منکشف ہو حال
وصال میں ترے رہتا ہے جان و تن کو سکوت
کھلا یہ احمدِ بے میم کی تجلّی سے

عبث شباب پہ تم کو غرور رہتا ہے
شکستہ تھا مگر اب چور چور رہتا ہے
انھیں کے واسطے کشفِ قبور رہتا ہے
فراق میں ترے جھگڑا ضرور رہتا ہے
خدا کا نور محمد کا نور رہتا ہے

ابھی تو دور بھی کوئی نہیں چلا عابد
ابھی سے آپ کو کیونکر سرور رہتا ہے

ایک مدت ہو گئی صورت نہ دیکھی یار کی
پیروی کرنی ہے مجھکو اب کسی سرشار کی
ہم مریضِ عشق ہیں سن لے تو مجھسے چارہ گر
جان سے جاتا ہے کوئی اے مسیحا جلد آ

راہ اے قاصد بتا دے کوچۂ دلدار کی
گفتگو تو نے جو سب کی ناصحا بیکار کی
فکر کچھ میرے لئے کر شربتِ دیدار کی
نبض اب چلتی نہیں ہے عاشقِ بیمار کی

کیوں بھٹکتے ہو نہ بھٹکو۔ دوستو میری سنو
دائرے سے ہو نہ باہر چال ہے پرکار کی

باغباں سے ہے محبّت باغ کی پرواہ نہیں
اپنے گھر میں سیر حاصل ہے مجھے گلزار کی

دیکھنا کس دن بر آمد ہوتے ہیں کوٹھے پہ وہ
مٹ گئی ہے آجکل تو رسم و راہ دربار کی

ٹھہرو ٹھہرو۔ اے فرشتو اسقدر جلدی ہے کیا
دیکھلوں صورت ذرا میں بھی مرے غفّار کی

ہے اسی کا نام الفت؟ کیا محبت ہے یہی
قدر تم کرتے نہیں ہو کچھ بھی میرے پیار کی

مالک و مملوک میں ہے فرق تو اتنا ہی ہے
ہر گھڑی میری خطا، ہر دم عطا سرکار کی

دیکھ عابد اس عبادت میں کراہت ہے ضرور
رشتہ داری ہے، تری تسبیح سے زنّار کی

دل ہمارا لیکے تم تو گھر چلے
اب ہمارا کام پھر کیونکر چلے

کسطرح طے ہوگی خضر اب راہ عشق
راہرو کے پیچھے جب رہبر چلے

ہم نہیں کہتے تلوّن تم کہو
کیا کہا تھا اور پھر کیا کر چلے

ہم تمھیں دیں جام می تم ہمکو دو
لطف تو جب ہے کہ یوں ساغر چلے

بیٹھے ہو چپ چاپ عابد کس لئے
موت کے پہلے ہی تم تو مر چلے

محرم ترا محروم ہو دیدار کو تر سے
برسات ہے موتی کی مرے دیدۂ تر سے

گھر انکا ہے رہنے دو انھیں چین تو لیلیں
آئے ہیں مرے گھر میں وہ اب تھک کے سفر سے

وعدہ جو کیا تھا تو اک احسان تھا مجھپر
وعدے پہ نہ آئے تو ٹلا بوجھ یہ سر سے

پوچھا تو رہِ عشق سے آگاہ نہیں تھے
کل راہ میں مڈبھیڑ ہوئی اپنی خضرؑ سے

صورت کو دکھا کر وہ چھپا لیتے ہیں جس وقت
بے ساختہ اک آہ نکلتی ہے جگر سے

عشاق تری بزم میں پروانہ صفت ہیں
حاشا نہیں کچھ کام انھیں نفع و ضرر سے

لولاک کی آیت سے تری شان ہے ظاہر
ممکن ہی نہیں وصفِ و ثنا نطق بشر سے

بیمارِ محبت ہوں یہ ہے اُسکی صداقت
کب داغ جگر دور ہوا میرے جگر سے

بیخود جو کیا مجھکو یہ احسان ہے اُسکا
اب کام نہیں مجھکو رہا خوف و خطر سے

معبود کو کیا دیکھو گے عابد کو تو دیکھو
آتی ہے صدا کان میں میرے یہ کدھر سے

آغاز تیری شرم کا گویا ابھی سے ہے
ایمان و دین کا کام بھی پورا ابھی سے ہے

سنِ طفولیت ہی سے رنگِ شباب ہے
کچھ کچھ علامت اسکی ہویدا ابھی سے ہے

اس کم سنی میں ناز ہے انداز ہے ادا
ہمکو قضا کا سامنا پیدا ابھی سے ہے

حسرت تو دلکی ایک بھی نکلی نہیں ہنوز
قاتل اٹھاتا قتل کا بیڑا ابھی سے ہے

فرقت کے صدمے سہہ نہیں سکتا دلِ حزیں
تنگ آگیا ہے موت کا جویا ابھی سے ہے

پہنچائیگا مراد کو انجامِ جذبِ عشق
کیوں بیقرار اے دلِ شیدا ابھی سے ہے

آغازِ عشق ہی میں گئے عقل و ہوش سب
چرچا مرے جنوں کا ہر اک جا ابھی سے ہے

ٹھوکر سے زندہ مردوں کو کرنے لگے ہو تم
محشر تمھاری چال سے برپا ابھی سے ہے

قاصد سے پوچھکر ترے حسن و جمال کو
نادیدہ دل ہے میرا کہ شیدا ابھی سے ہے

وہ مجھسے دور ہیں تو ہیں اون سے قریب ہوں
قسمت ہے آگے اپنی یہ رستہ ابھی سے ہے

تو ہے جو میرے پاس تو حاصل ہے مجھکو وصل
لیکن خیال ہجر سے دھڑکا ابھی سے ہے

عابد ہیں فکر شعر میں شاعر تمام غرق
عرس جناب فیض کا چرچا ابھی سے ہے

آنکھوں میں اوسکی شکل ہے دلمیں خیال ہے
ہمکو فراق میں بھی تو حاصل وصال ہے

اے خضر راہ عشق سے ہمکو ڈرائیں کیا
چلتے ہیں اون سے پہلے ہمارا یہ چال ہے

ہوگا جو چاند عید کا دیکھونگا اسکو میں
ابروئے یار ہی مرے حق میں ہلال ہے

بڑھتے ہیں بیچ والوں سے جھگڑے ادھر ادھر
ہم تم جو روبرو ہوں تو پھر انفصال ہے

دل آپکے پسند نہیں ہے تو پھیر دیں
ہم بیچ لینگے اور کہیں اپنا مال ہے

میں وہ نہیں کہ منہ سے کہا اور کیا نہو
میرا وہی ہے حال جو کچھ میرا قال ہے

زاہد کو نقدوں سے تو ملتی ہے مجھکو مفت
اوسکو ہے می حرام تو مجھکو حلال ہے

اپنی خودی مٹائیں تو بیشک خدا بنیں
ہو جائے اتنی بات تو عابد کمال ہے

ہم سے ہی رنجشیں ہیں ہمیں سے ملال ہے
ہم تم پہ مر رہے ہیں تمھارا یہ حال ہے

میں دوست کیا نہیں اچھا یونہی سہی
گھل مل کے دشمنوں سے تو رہنا کمال ہے

ہم کیا کہیں بتوں کی محبت نے کیا کیا
اللہ جانتا ہے جو اس دل کا حال ہے

پیکر ذرا سی آج بتاؤ تو ہم کہیں
زاہد تمھیں خیالِ حرام و حلال ہے

شاہ و گدا کے دلمیں سر مو نہیں ہے فرق
کنبل کا اسکو شوق پسند اوسکو شال ہے

خالی نہیں ہے در کی طرف اونکا دیکھنا
معلوم ہو گیا ہمیں جو کچھ خیال ہے

تیرے کرم کی مجھکو ہے اُمید یا غفور
میرے ستم سے تو مرا بچنا محال ہے

پھر کیوں نہ تیرے حکم سے آسان ہوں مشکلیں
جب سہل ہے وہ کام جو بالکل محال ہے

کیا خاک اُسکو لطف ملے باغِ خلد میں
عابل کو تیرے کوچہ کا ہر دم خیال ہے

شکرِ خالق ہر جگہ شورِ مبارکباد ہے
آصفِ سادس کی صحت سے زمانہ شاد ہے

روح تن میں آگئی سارے نمکخواروں کی پھر
دل ہر اک فردِ بشر کا آج بالکل شاد ہے

دم قدم سے تیرے ہے سب رونقِ ملکِ دکن
تجھسے ہی اے شاہ ہر اک شخص کی امداد ہے

کالعدم تیرے زمانے میں ہوا ظلم و ستم
کوئی کیا جانیگا کیا شے جور اور بیداد ہے

ہے ترے دستِ کرم سے ایک عالم فیضیاب
تیری ہی بخشش سے اب سارا دکن آباد ہے

ہر ہلالِ چرخ دولت خواہ کو ہے ماہِ عید
تیرے بدخواہوں کے حق میں خنجرِ فولاد ہے

یاد رہتی ہی نہیں تجھکو کسیکی کچھ خطا
کرکے احساں بھول جانا تجھکو اچھا یاد ہے

روز افزوں ہو مرے آقا کا اقبال اور عمر
پنج وقتہ یہ بھی میرے داخلِ اوراد ہے

اے شہِ الا فرا عابل پہ ہو لطف و کرم

وہ بھی ہے تیرا دعا گو وہ بھی خانہ زاد ہے

عدم آباد میں مخلوق کیوں جا جا کے بستی ہے
کوئی دلچسپ بستی ہے کوئی آباد بستی ہے

گذاری میکدہ میں رات دن کو آئے مسجد میں
وہ وقت مے پرستی تھا یہ وقت حق پرستی ہے

کوئی حسرت مرے دل سے نکلکر جا نہیں سکتی
خدا رکھے خدا رکھے عجب آباد بستی ہے

تمہارے عشق سے دل کو ملی دل سے مجھے عزت
نہ اوسکی کچھ حقیقت تھی نہ میری کوئی ہستی ہے

ہوا خواہوں کی جمگھٹ سے تمہیں کیوں عار آتی ہے
اکیلے بھی کہیں نکلو تو اک ہمراہ بستی ہے

کسی شاہ پری کے وصل کا سامان کرتا ہوں
میرے گھر خلد سے آکر پلنگ اک حور کستی ہے

مری تنہائی پر روتے ہیں کیوں احباب میت پر
یہاں سے دو قدم چلکر تو اک آباد بستی ہے

مری تربت دکھا کر کوئی انسے کاش یہ کہدے
یہ کس کی قبر ہے دیکھو تو کیا حسرت برستی ہے

گھرا ہے ابر میخانہ پہ دوڑو میکشو دوڑو
در و دیوار سے دیکھو تو کیا رحمت برستی ہے

تمہارا پاس ہے ہر وقت جو ہم ٹالدیتے ہیں
ہمارے سامنے توبہ عدو کی کوئی ہستی ہے

اگر ہر شخص کو دعویٰ ہو اُستادی کا اے عابد
تو پھر کیا ہے زمانے بھر میں اُستادونکی بستی ہے

تری صورت جو اے ساقی مری آنکھونمیں بستی ہے
عجب ہے اُسکی کیفیت نرالی اسکی مستی ہے

اگر تو منع مجھکو میکشی سے محتسب ہر گز
ترا کہنا اگر مانوں تو یہ ہمت کی پستی ہے

یہ رنگِ عاشقانہ ہے ادب سے بیٹھکر دیکھو
مزارِ فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے

تری مخمور آنکھوں نے کیا بدمست عالم کو
کوئی ہشیار ہوتا ہی نہیں یہ کیسی مستی ہے

کسی بت کو اگر پوجا تو میری کیا خطا اسمیں
کلامِ فیض سے ثابت ہے یہ بھی حق پرستی ہے

غنی کا کوئی رتبہ ہے نہ کچھ تحقیر مفلس کی
برابر اپنی نظروں میں بلندی او پستی ہے

نظر جب خود پہ ڈالی ہمنے دل یہ چیخ اُٹھا عابد
کہ تو عابد نہ زاہد ہے جو کچھ ہے اسکی ہستی ہے

کوچۂ یار تک رسائی ہے
میرے حصّے یہ دولت آئی ہے

مفت میں لیکے دل چلے ہو مگر
یاد رکھنا یہ شے پرائی ہے

سب سمجھتے ہیں باوفا ہو نہیں
تری مشہور بے وفائی ہے

بے طلب انکے پاس جاتا ہوں
تو وہ کہتے ہیں موت آئی ہے

دل میں تیرا خیال لیکے چلے
عمر بھر کی یہی کمائی ہے

وہ اوٹھا ابر وہ گھٹا چھائی
میکشو نیک ساعت آئی ہے

کب لکھی دل کی سچی کیفیت
کچھ گھٹائی ہے کچھ بڑھائی ہے

مرمٹے نامِ حور سن کر
زاہدوں کی یہ پارسائی ہے

یہ بھی دنیا کا کھیل ہے ناصح
عشقبازی میں کیا برائی ہے

ترے دربار میں جو پہنچا ہوں
ہر جگہ اب مری رسائی ہے

اوسکے در کا فقیر ہوں عابد
بادشاہی مری گدائی ہے

بات قسمت سے یہ بن آئی ہے
تری محفل میں مجھے لائی ہے

ہر جگہ ہے ترا جلوا لیکن
کوئی کہتا نہیں ہرجائی ہے

زیست کو جان غنیمت ناداں
عمر کس شخص کی پھر آئی ہے

پیچ والوں نے کہی کچھ مجھسے
اونکو کچھ اور ہی سمجھائی ہے

بام پر اسکے نہ جاتی کیوں آہ
عرش تک بھی تو یہ ہو آئی ہے

بندے اللہ کے بنے ہیں پھر کیوں
بت کی چوکھٹ پہ جبیں سائی ہے

ساتھ غیروں کا ہے تیرے گھر میں
اٹھکے چلدیں بھی تو رسوائی ہے

ہمنے کس وقت میں کی ہے توبہ
فصل گل آئی گھٹا چھائی ہے

باوفا ہوں یہ وفا ہے میری
تیرے کوچہ میں جو لاش آئی ہے

تیری محفل میں پہنچکر خوش تھا
یہ نہ جانا تھا قضا لائی ہے

دور اے یار نہ کر عابل کو

تیری صورت کا تماشائی ہے
سنا کرتے تھے اک مدت سے ہم جن کی خوش اخلاقی
ہوئی افسوس دو ہی دن میں اُن سے ہم سے ناچاقی
لیا دل بن کے دلبر جان لے لی جاں ستاں ہو کر
وہ کیوں آتے مری تربت پہ اب کیا رہ گیا باقی
دیارِ حسن سے دل کو بچا کر کوئی کیا نکلے
لوٹیروں کی یہ بستی ہے یہاں ہوتی ہے قزاقی
انھیں کا دھیان رہتا ہے انھیں کی دُھن میں رہتے ہیں
جتا دینا ذرا قاصد ہمارے دل کی مشتاقی
ہماری خاک اس نے شیشۂ ساعت میں رکھی ہے
رقیبوں کی نمائش کو بنائی ہے گھڑی طاقی

مقرر جتنی روزی ہے وہ گھر بیٹھے پہنچتی ہے
وَمَا مِنْ دَآبَّة سے ہے عیاں یہ شانِ رَزّاقی
نشہ مے کا جو اترا تیری الفت ہو گئی دونی
نہیں معلوم تو نے کیا پلادی مجھکو اے ساقی
بجھادی آگ پانی نے ہوا میں اُڑ گئی مٹی
بھلا اب کیا بتائیں ہم کہ ہم میں کیا رہا باقی
ملا کرتے ہیں عابل دوستونکی طرح دشمن سے
مروت اسکو کہتے ہیں یہ ہوتی ہے خوش اخلاقی

کیوں نہ ظاہر وہ مرا یوسفِ ثانی ہوجاے
جب فنا دل سے مرے کثرتِ فانی ہوجاے
در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
اسکا نکتہ جو کہوں مرثیہ خوانی ہوجاے
تیری تصویر یہی تیرا مرقع ہے یہی
کھینچے تصویر جو تیری وہی مانی ہوجاے

قیس و فرہاد کو جاکبر میں یدونگا اگر — عشق کا ملک مرے پاس امانی ہو جائے
بات پردے کی ہے کہنا نہیں لازم اسکا — طبعِ نازک پہ تمھارے نہ گرانی ہو جائے
جان نثارانِ محمدؐ سے ہوں تیرا عاشق — اے خدا دل پہ مرے کوئی نشانی ہو جائے
محوِ دیدار رہوں الفت کا ہے نشہ ساقی — مے ترے ہاتھ سے پی جاؤں تو پانی ہو جائے
تیرا بندہ ہوں تجھے لاج ہے اسکی رزاق — بے توسط مری اب رزق رسانی ہو جائے

تقویٰ عابد کا رہے طاقِ حرم میں اوبت
ابتدا جبکہ ترا عہدِ جوانی ہو جائے

وصل کا ذکر اگر میری زبانی ہو جائے — فاش وہ آپکا سب رازِ نہانی ہو جائے
پاس بدخواہ رہیں اور بہی خواہ ہوں دور — اسکی تفصیل جو ہو رام کہانی ہو جائے
اسمِ اعظم کا اثر ہوگا مری باتوں میں — نام تیرا جو مرا وردِ زبانی ہو جائے
کشتۂ ناز تیرا کشتۂ انداز ترا — کوئی دنیا میں جو ہو تو مرا ثانی ہو جائے

تپِ فرقت وہ بلا ہے کہ الٰہی توبہ
کوہ پر سایہ پڑے اسکا تو پانی ہوجائے

صورتِ یار کو کس حسن سے دیجے نسبت
اسکا سایہ جو گرے یوسفِ ثانی ہوجائے

وصفِ دلدار میں لکھے ہیں مضامین تازہ
جدّتِ طبع طبیعت کی روانی ہوجائے

دلستاں ہے ترے بچپن کی ادائیں ساری
جانستاں کیوں نہ پھر اندازِ جوانی ہوجائے

جب مجازی سے ملے راہ حقیقی عابد
عازمِ ملک بقا عاشقِ فانی ہوجائے

وہ کیوں سنتے انھیں فرصت کہاں ہے
ہمارے عشق کی اک داستاں ہے

تمھاری یاد میں ہیں رات دن ہم
تمھارا نام ہی وردِ زباں ہے

چمن میں محوِ سیرِ گل ہے بلبل
نسیمِ صبح گاہی باغباں ہے

تمھاری قدردانی گر یہی ہے
متاعِ دل بھی جنسِ رائیگاں ہے

اٹھا سکتے نہیں کیوں بوجھ عاشق
محبت کیا کوئی بارِ گراں ہے

شبِ دیجور تم کہتے ہو جس کو　　جگر سوز آہ کا میری دھواں ہے

گذاری میکدہ میں رات ساری
عبادت آپکی عابد کہاں ہے

اعلیحضرت حضور میرے　　مقصد دینگے ضرور میرے
جب ہو گی نظر کرم کی مجھپر　　چمکیں گے ستارے دور میرے
مرجائیں گے حاسدانِ بلدہ　　کیا دیکھیں گے وہ غرور میرے
تیری قدرت سے کب ہے باہر　　یہ دن بھی دکھا غفور میرے

عابد کی زباں پہ ہے یہ ہر دم
پیر و مرشد حضور میرے

خمسہ بر غزل نواب صاحب کرنول

تم مری جان ہو ایمان بھی ہو اور بھی　　نہ ہوا ہے کوئی تم سا نہیں ہو گا کوئی

ذاتِ اقدس کو تو میں جانتا ہوں عین نبی
مظہرِ ذاتِ الٰہی ہیں رسولِ عربی
مرکزِ دائرہ علم ہیں امّی لقبی

حشر میں امتِ عاصی کے سوا اور بھی
آپ سے ہونگے شفاعت کے طلبگار نبی
مرے مولا مرے آقا شہِ عالی نسبی
سیدی آپ پہ قربان ہوں امّی و ابی
بھول جانا نہ مجھے وقتِ شفاعت طلبی

شوقِ صحرائے مدینہ میں بسر عمر ہوئی
پر اثر کچھ دلِ مضطر نے دکھایا نہ ابھی
بحرِ رحمت سے نہیں دور رجوع ہو یاد مری
ہچکیاں آتی ہیں بے ساختہ ہے تشنہ لبی
کیا قلندر کی حضوری میں ہوئی ہے طلبی

علم سینہ بھی پڑھا پڑھ لیا قرآن بھی سب
اب تجھی سے ہے غرض اور تجھی سے مطلب
بخششِ امتِ عاصی کا ہے جب تو ہی سبب
عفو تقصیر مری کردے تو اے ماہِ عرب
وجد میں مجھ سے نہ نکلے سخن بے ادبی

حق کی جانب سے عطا مجھکو ہوئی یہ عیدی
اسلئے رہ یہ نظر آتی ہے بالکل سیدھی
تجھکو اللہ نے شہا دولت لولاک بھی دی
شبِ معراج تو بے پردہ جمالش دیدی

آن جمالیکہ تو دیدی نہ کسے دید نبی

مبدعِ کل ہے تو اور مظہرِ کامل تو ہے
افضلِ خلق ہے تو اصلِ فضائل تو ہے
آپ اپنی ہے نظیر اپنا مقابل تو ہے
نور آنکھونکا تو ہے روشنی دل تو ہے

ہے توئی جان دو عالم بخدا بوالعجبی

دور ہے صبحِ وطن شام ہے غربت کی دراز
مجھکو تقوے کا بھروسہ ہے نہ بشتی نماز
اب دکھا دے مرے آقا مجھے اپنا اعجاز
بخشدے اپنے گنہگار کو اے بندہ نواز

حاضرم بر درِ رحمت پے غفران طلبی

آپ ہیں باعثِ تکوین دو عالم سرور
آپکے وصف میں عاجز ہیں ملک جن و بشر
شان میں آپکی لولاک لما ہے اظہر
نخلبندِ چمن خلد نسیم کوثر

مہرِ مکّی مدنی ہاشمی و مطّلبی

ہوگیا ماہِ فلک پر ترے اعجاز سے شق طے کئے آن میں افلاک کے جتنے تھے طبق
مبدعِ جملہ علوم اور نہ پڑھا ایک ورق لیں فصیحانِ عجم تری بلاغت سے سبق

ادب آموز فصاحت بلغائے عربی

کوہ کا کام تو ہوتا نہیں شاہا خس سے پھر ہو امید ہی کیا خیر کی اس ناکس سے
دلِ مضطر تو ہوا جاتا ہے باہر بس سے جان جبتک ہے نہ پلٹونگا درِ اقدس سے

کسکی دہلیز پہ جاؤں پئے درماں طلبی

ایک مدت سے غلامی کا ہے سر میں سودا دل تڑپتا ہے کہ ہوں روضۂ انور پہ فدا
مرضِ عشق ہے کیونکر ہو مداوا اسکا زور رہا تو نہیں پاؤں نہیں ہے طاقت اصلا

کس طرح روضہ پہ آئے دل پئے درماں طلبی

یہ غزل سنتے ہی عابد نے کہا صلِّ علیٰ نعتِ احمد میں قلندر نے بہت خوب لکھا

اُسکا مقصود برآئے بطفیلِ مولا — سن کے یہ نظم لبِ گور سے قدسیؔ نے کہا
ہے قلندر یہ ترا رنگِ سخن بوالعجبی

مثلث

دیوانہ کیا اپنی محبت میں نبی نے — دل چھین لیا ایک جوان عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

بیمار ہی کر ڈالا تھا فکرِ ذہبی نے — کھویا ہی تھا مجھکو مری نیا طلبی نے
کیا خوب سنبھالا ہے رسول عربی نے

ہاں ختم رسل کی وہ ہدایت بھی نہ ہوتی — اوس مہرِ نبوّت کی زیارت بھی نہ ہوتی
کیا کام نکالا ہے مری بے ادبی نے

ارشاد خدا کا ہے جو تیرا ہے تکلّم — طٰہ کے کرشمے ہیں تو یٰسین کا تبسم
قرآں کو سجایا ہے تری خوش لقبی نے

عابدؔ نہ کرے سجدہ معبودِ ملائک
آدم کو کیا عرش پہ مسجودِ ملائک
کیا کام بنایا تری عالی نسبی نے

رباعی

طاعت کو خدا کی جب وظیفہ سمجھے
اسکو تقلیدِ بو حنیفہ سمجھے
جب ہمنے پڑھا اِنَّا جَعَلْنَا عابدؔ
اللہ کا آدم کو خلیفہ سمجھے

رباعی

اب جان لیا ہے خوب تجھکو جانی
ہر شئے میں نئے رنگ سے آیا پانی
دنیا کے ہیں جھوٹے سارے جھگڑے عابدؔ
اللہ باقی ہے اور تو ہے فانی

رباعی

دنیائے دنی کو جبکہ جیفہ سمجھے
اسرارِ خدائی کا لطیفہ سمجھے
عابدؔ یہ تمام علم ناقص ٹھہرے
قرآن کا جبکہ ہم صحیفہ سمجھے

قطعہ

کیا عرض کروں ہے شاہِ دکن ایسی ہی باتیں نفیسے
ہوتا نہیں کچھ شکر عنایات کا تیری
خوش ہوتے ہیں احباب تو جلتے ہیں دشمن
آتا ہے جو مذکور رعایات کا تیری

قطعہ برائے جناب مولوی ابو سعید صاحب خلف مولوی اکبر صاحب مغفور متولی نبی خانہ

سچ سچ جو بتائیں تو برا مان نہ جانا
عادت کے سوا ہمنے کیا ہے نہ کرینگے
جس ماہ میں آتا ہے وہاں عرسِ مبارک
ہم نذرِ نبی خانہ نبی خانہ میں دینگے

رباعی

الفت سے کوئی جورِ جاناں دیکھے
مر کر نہ تجھے زلفِ پریشاں دیکھے
عاشق بن کر بلا سے ڈرنا کیسا
کچھ فائدہ دیکھے نہ وہ نقصان دیکھے

قطعہ

ہنر کو بے ہنر کیا خاک جانے
نشاں کو بے نشاں کی قدر کیا ہے
کلامِ صوفیاں اور زاہدِ خشک
کسی کو زعفراں کی قدر کیا ہے

ٹھمری

تونے عاشق جو مجھکو بنایا رے
بنکے معشوق کیا ہی ستایا رے
فانی دنیا کو دل سے بھلایا رے
رہنے والے سے من کو ملایا رے
روٹھے دل کو جو ہمنے منایا رے
گویا کعبہ نیا یہ بسایا رے
نقشِ ایماں یہ دل میں جمایا رے
تجھکو دیکھا خدا کو ہے پایا رے

مے نصرت کا رنگ دکھایا رے
ہو کے عابد جو معبود آیا رے

رقعۂ دعوت

ساقیا! جلد دے شراب مجھے
دیر کی اب نہیں ہے تاب مجھے

بادۂ عیش و بادۂ الفت
جس سے حاصل ہو دلکو اک فرحت
فکر سب دل سے دور ہو جائے
مجھکو حاصل سرور ہو جائے
ابر اٹھّا بہار آئی ہے
رحمتِ کردگار آئی ہے
فرطِ شادی سے خندہ زن ہیں گل
نغمہ سنجی میں محو ہے بلبل
دل کے مطلوب ہمنے پائے ہیں
یہ دن اللہ نے دکھائے ہیں
جی میں ہے۔ دوست آئیں جلسہ ہو
اور سامان سب مہیا ہو
اے مرے دوستو مرے احباب
اک مری عرض ہے سنو تو شتاب
آکے اک دن غریب خانہ پر
کیجیے مجھپہ اک کرم کی نظر
ہے نبیرہ مرا جو ناصر علی
اسکے حامی رہیں علیؑ و نبیؐ
اوسکی شادی ہے شادیٔ ختنہ
یہ مبارک مہینہ ہے اچھّا
پندرہ تاریخ روز یکشنبہ
کیجیے اس ماہ میں قدم رنجہ

وقتِ مغرب ضرور آئیے گا
ہم طعامی سے مت کیجئے ممنون

رسمِ شب گشت میں بھی جائیگا
میں ہوں منت کا آپ کی مرہون

ہر جگہ ہے مرا نیا اک رنگ
کہیں عابد کہیں ہوں صولت جنگ

تمت

تواریخ طبع دیوان

آبادِ نوابِ مرزا احمد اللہ بیگ خاں بہادر تلمیذ حضرت ناظم مدظلہ العالی

آپکا وصف کیا لکھوں عابد
سنئے تاریخ طبع دیواں کی

ہے طبیعت کہ ابرِ گوہر بار
نامۂ عشق رونق دربار
۲۹ ۱۴ ۵

شہیا جناب غلام محی الدین صاحب تلمیذ حضرت ترکی مدظلہ العالی

طبع جب دیواں ہوا نواب کا — جس کا ہر اک شعر ہے ہر رنگ کا
سنکے ہاتف نے کہا شہیار سے — یہ ہے دیواں خوب صولت جنگ کا
١٣٢٩ھ

غبار حکیم محمد عابد علی صاحب تلمیذ حضرت ناظم مدظلہ العالی

ہاں چاہیے اب مدادِ الفت — درکار ہے ایک خامۂ عشق
لکھنی ہے غبار ہم کو تاریخ — نادر تحفہ ہے نامۂ عشق
١٣٢٩ھ

فاضل جناب غازی الدین احمد صاحب منشی عالم تلمیذ حضرت ناظم مدظلہ العالی

یہ نہیں دیوان بلکہ ہے یہ دریائے سخن — جسکے ہر اک شعر کا ہے لفظ درِّ بے بہا
کہدے فاضل طبع کا اُسکے تو بین سال اک — جامع العرفان ہے یہ دیوان صولت جنگ کا
١٣٢٩ھ

قادر سید قادر حسین صاحب تحویلدار فراشخانہ مبارک اہتمام مصنف مدظلہ العالی

شدہ طبع دیوانِ نواب ما — بود دفتر معنی دلپذیر
سن طبع او کرد قادر رقم — کہ دیوان عابد جہاں بے نظیر
١٣٢٩ھ

ولہ

ہے یہ دیوانِ چہارم دیکھنا
اسمیں کیا اچھا زباں کا رنگ ہے
یہ سنِ فصلی میں ہے تاریخ عرض
درفشاں دیوانِ صولت جنگ ہے
۱۳ ۲ ت

ناظم ـ نواب میر محمد علیخان بہادر ہمشیرہ زادۂ مصنف مدظلہ العالی

چار میں دیوانِ صولت جنگ نیز
ہر سخنداں را کہ شد محبوبِ طبع
سالِ تاریخش چناں ناظم نوشت
نامۂ عشق است ایں مرغوبِ طبع
۱۳۲۹ھ

نیاز ـ نواب میر نیاز علیخان بہادر منشی و مولوی تلمیذ و برادر حضرت ناظم مدظلہ العالی

ہوا جمع جس وقت ماموں کا دیواں
کہا سب نے بیشک یہ نایاب ہے گنج
ہوئی فکرِ تاریخ جس وقت مجھکو
کہا مجھ سے ہاتف نے ـ نظمِ گہر سنج
۱۳۲۸ھ

مطبوعہ شمس الاسلام پریس موقوعہ چھتہ بازار فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

STATE

غزلیات و قطعہ نواب میر عابد علی خان صولت جنگ بہادر

زلف سے ہے سلسلہ تقدیر کا
خوف اب مطلق نہین زنجیر کا

کیون ہوا عادی ہو کا فر پیر کا
پیر مین بھی کیا مزا ہے شیر کا

لینے کے دینے پڑے صیاد کو
گھٹ گیا دم آج کیون نخچیر کا

ناصحا بہر خدا اب کچھ نہ کہہ
حوصلہ مجھ مین نہین تدبیر کا

سیفِ عثمانِ علیخان خلد اللہ ملکہ شاہ کے
ہر عدو پر دانت ہے شمشیر کا

عشق کا ہے اوس کے عابدؔ یہ اثر
رنگ ہے ہر جا تری تصویر کا

شیفتہ ہون مین جو اپنے پیر کا
بن نشانہ ہو گیا ہون تیر کا

اک الف ہی پہ کیا ہے ختم سب
کون جانے رمز اِس تحریر کا

میری صورت دیکھکر پیدا ہی ل
رنگ بھرتا ہے تری تصویر کا

ساری پریان مجھ پہ عاشق ہو گئین
فیض ہے یہ میرے نام پیر کا

کیون مردد کیون تجسس کیون ہے فکر
ٹل ہی جاتا ہے لکھا تقدیر کا

رازِ خدا احمدؐ سے ہوا عابدؔ امین
شاد ہے دل اسلئے دلگیر کا

مرشد مرشدان امین الدین
رہبر رہبران امین الدین

فیضِ ناصر سے لطفِ احمدؐ سے
نظر آئے یہان امین الدین

نعمتِ خاص ہے عطائے رسول
دلنشین جہان امین الدین

مظہرِ ذات کا ہے آئینہ
تری صورت عیان امین الدین

تنِ مردہ اسی سے زندہ ہے
زندہ دل جاودان امین الدین

مری پرگوئی پر خیال کرو
ہمہ تن ہون زبان امین الدین

ہمکو خواہش نہین کسی شئے کی
تم سے سب ہے یہان امین الدین

تول کر دیکھا ہے دنیا کو
سستے تم ہو گران امین الدین

کیا غرض ہے بہارِ گلشن سے
ہے گلِ بے خزان امین الدین

آخری فیصلہ ہے ناصح کا
مری تیری زبان امین الدین

دیکھنے سے نظر نہین آتا
ظاہرا ہے نہان امین الدین

سقفِ سادہ اسی سے ہے قائم
ہے ستونِ جہان امین الدین

اتنا کافی ہے کہدے اے عابد
ساکنِ لامکان امین الدین

قطعہ

کام ہوتے ہین عدل و نصفت پر
کیون نہ خوش ہو ہر ایک فردِ بشر

دھوم ہے صرفِ خاص مین عابد
معتمد ہین ہمارے مربی دہر

حسبِ فرمان نواب سید حسن علیخان بہادر خلفِ نواب صاحب ممدوح

در عثمان پریس حیدرآباد دکن طبع شد سنہ ۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ وصال حضرت محمد شاہ صاحب قلندر علیہ رحمۃ الرحیم

چون محمد صاحب صاحب کمال
زین جہان گردید پنہان زیر خاک
گفت عابد سال رحلت از رقم
رفت سوئی جنت الماوای پاک

سنہ ۱۳۲۰ ہجری

قطعہ

ہمکو عابد جو آتی راحت ہے
اپنے محبوب کی بدولت ہے
مطلب عاشقاں یہ سمجھو
ایک معشوق کی ضرورت ہے

صولت جنگ

Checked
1987